"تیری پناہوں میں"

از قلم قمروش شہک

مکمل ناول

سفیان ملک نے جیسے ہی کچن میں قدم رکھا اس کی تو دونوں آنکھیں ہی باہر آگئیں۔ کچن میں ایسی کونسی چیز تھی جو اپنی جگہ پر موجود تھی ،سب پھیلاوا کرنے والے اس کے دونوں جڑواں بھائی عاطر اور فاخر برنر کے پاس کھڑے جانے کیا پکانے کی کوشش کر رہے تھے۔ سفیان ملک کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات واضح طور پر دیکھے جا سکتے تھے۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہاں کیا شغل چل رہا ہے؟"

بھاری اور گمبھیر آواز پر دونوں اچھلے تھے۔ دونوں نے بیک وقت پلٹ کر دیکھا تھا اور ان کو اپنی گردن تلوار تلے نظر آ رہی تھی۔

بھائی ہم میکرونیز بنا رہے تھے چٹ پٹے سے۔ "عاطر کا گلا جیسے خشک ہونے لگا تھا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ " سفیان ملک کا غصّہ کتنا خطرناک ہے۔

اور یہ فرمائش کس کی ہے؟ "سفیان ملک نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے۔ "

جی وہ ،،،، "فاخر اور عاطر نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ "

دادا جان کی "...عاطر کے دماغ میں جھٹ سے یہی نام آیا تھا۔ "

"اچھا اور تمھیں لگتا ہے کہ دادا جان تمہاری بنائی اس فضول سی ڈش کو کھائیں گے؟"

کیا ہو رہا ہے یہاں ارے سفیان بیٹا تم کب ہے ....؟"سکندر ملک شور سن کر یہیں چلے آے تھے انہوں" نے بھی کچن کی بکھری ابتری حالت دیکھی تو دیکھتے رہ گئے۔

ابھی پندرہ منٹ پہلے میں ہو کر گیا تھا جب تک تو کچن شیشے کی طرح صاف شفاف چمک رہا تھا، یکدم سے" "یہاں کیا طوفان آکر گزرا ہے؟

ارے دادا جان !کیا ہوا ہے آپ کو، ابھی کچھ دیر پہلے ہی آپ نے کہا تھا کہ آپ کا دل چاہ رہا ہے میکرونیز" کھانے کو۔ "فاخر نے اپنے بچاؤ کے لیے سکندر ملک کو کچھ سمجھانا چاہا تھا۔

"میں نے کہا تھا مگر بچے کب؟"

"کیا ہوا دادا جان ایک تو آپ بہت جلدی بھول جاتے ہیں۔"

اچھا بس کس کا دل چاہ رہا ہے اور کس کا نہیں سب پتا ہے مجھے، مگر یاد رکھنا مجھے یہ کچن دس منٹ میں" صاف چاہیے ورنہ آج میں تم دونوں کو الٹا لٹکا دوں گا۔"سفیان ملک نے دونوں کو تیز نظروں سے دیکھا تھا اور بریف کیس سنبھالتے باہر نکل گیا

دادا جان ".....فاخر سکندر کے پاس آیا۔"

اور ہاں ایک بات ،"..........سفیان ملک پھر سے پلٹا تھا فاخر کی زبان تالو سے جا چپکی تھی۔ "رات ٹھیک آٹھ بجے اپنا اپنا کر ڈرائنگ روم میں بیٹھ جانا ،آج میں تم دونوں کا میتھ کا ٹیسٹ لونگا ....اور کوئی بہانہ نہیں چلے گا".....سفیان ملک ان گہ ش ت شہادت سے وارن کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

اوہ نو".....عاطر کو کافی چڑ تھی میتھ کے سبجیکٹ سے ....جتنی اس کی کلاس ٹیچر بور تھی اس سے" کہیں زیادہ یہ سبجیکٹ بور تھا۔

اور آپ کیسے دادا ہیں ہمارے ہمیں بچا نہیں سکتے تھے "..........فاخر نے سکندر ملک شکایتی نظروں سے" دیکھا۔

تم دونوں کو واقعی الٹا لٹکا دینا چاہیے۔ پندرہ سال کے ہو گئے ہو،دونوں میٹرک میں ہو مگر تم دونوں کی حرکتوں" سے لگتا نہیں۔ یا لان میں پورا دن کرکٹ کھلوا لو یا صرف کچن میں گھسے کچھ نہ کچھ بناتے رہو کھاتے رہو اور نام مجھ پر رکھ دو ".......سکندر ملک نے دونوں کو لتاڑا۔

"جبکہ ناعقلو سفیان اچھی طرح جانتا ہے کہ میں تم لوگوں کی بنی ہوئی بدمزہ ڈش نہیں کھاتا۔"

ٹھیک ہے نہیں کھاتے نا چل فاخر جلدی سے نکال لے میکرونیز ہم نے چٹ پٹے بنائے ہیں"

عاطر سکندر ملک کو چڑاتا آگے بڑھا۔"..........

آہ ہا کیا خوشبو ہے ....فاخر خوشبو اتنی اچھی ہے تو ذائقہ تو اور بھی اچھا ہو گا نا"..............عاطر جان کر" صرف سکندر ملک کو سنا رہا تھا۔

لاؤ ذرا چکھ کر تو دیکھوں "............عاطر نے ایک چمچ منہ میں ڈالا ....سکندر کے منہ میںپانی بھر آیا تھا" یہ بھی سچ تھاکہ ان دونوں پوتوں کی طرح حد درجے چٹورے واقع ہوئے تھے۔.........

اوہ ..ہا ہا ہا ہا!بچوں میں تو مذاق کر رہا تھا ، بھلا ایسا ہوا ہے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کے کھاؤ لاؤ، اپنے دادا جان کو" بھی چکھاؤ "..........سکندر ملک کی میکرونیز سے دوری برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

سوری دادا جان آپ کو ڈاکٹر نے منع کیا ہے " .....دونوں سکندر ملک کے پر مزاح انداز میں"

چھیڑتے اپنی میکرونیز اٹھاکر ڈائی روم میں لے گئے ....سکندر ملک بھی جلدی جلدی ان کے پیچھے آئے تھے۔

دکھاؤ مجھے کیا نمونہ بنایا ہے تم لوگوں نے ...؟"اسی اثنا میں سفیان ملک بھی آچکا تھا اور عاطر کے ہاتھ سے" باول لے لیا تھا۔ ان لوگوں نے اتنی محنت سے بنائی تھی .....دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا گویا اشارہ کیا تھاکہ اب کیا کریں۔

ہوں ....بہت مزے کی بنی ہے "...........ایک چمچہ پھر دوسرا پھر تیسرا سفیان ملک پورا پیالہ چاٹ" کر گیا تھا۔

سچ بہت بھوک لگ رہی تھی آج تو آفس میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔"اس نے خالی پیالہ فاخر کیطرف بڑھایا۔"

"کچن صاف کیا ؟"

نہیں سفیان بھائی "......دونوں نے منہ بسور کر کہا تھا۔"

ہاں تو جلدی جاؤ اور کچن صاف کر کے آؤ، میں ابھی ایک گھنٹہ فری ہوں، معی ی د کا فون آگیا ہے آج باہر" "ڈنر کروں گا۔

مگر سفیان بھائی ایک گھنٹہ تو کچن صاف کرنے میں ہی لگ جائے گا۔"یہ عاطر تھا جو پڑھائی کا حد درجہ چور" تھا۔

جتنی تیزی سے پھیلایا ہے اس سے کہیں زیادہ تیزی سے صاف کر کے آؤ کچن اوکے اب جاؤ جلدی" سفیان ملک نے دونوں کو سنجیدگی سے دیکھتے ہوے سختی سے کہا تھا اور پھر ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن".......... کر لیا۔

اتنے مزے کے بنی ہیں چٹ پٹے سے مزہ آگیا"..........پاس سے گزرتے عاطر اور فاخر کو سکندر ملک نے" جان کر چھیڑا تھا شرارت سے مسکراتے وہ ان کی جان جلا رہے تھے۔

آپ کو تو بعد میں دیکھیں گے "..........دونوں کے اپنی محنت سے بنائے میکرونیز جانے پر منہ لٹکے ہوئے" تھے ،اوپر سے سکندر ملک کی چیئر نے دونوں کو اور تپا دیا تھا، سکندر ملک مسکراتے ہوئے سفیان ملک کے برابر والی صوفہ پر براجمان تھے۔

****

کتنی دیر ہو گئے یہ سفیان کہاں رہ گیا"..........معی ید علی نے بڑبڑاتے ہوئے اپنی کلائی میں بندی ہینڈ" واچ دیکھی، اسے شدید بھوک کے ساتھ ساتھ کوفت بھی ہو رہی تھی ....پھر ادھر ادھر ماحول پر نظر ڈالی کہیں کسی ٹیبل پر کوئی فیملی بیٹھی تھی تو کہیں کوئی کسی کو ڈیٹ پر آیا تھا..........دھیما دھیما میوزک ،ماحول کو ساز گار بنا رہا تھا اس کو اس سے بھی جلدی بوریت ہو گئی

واپس نظر اپنے ٹیبل پر پڑے فون پر ڈالی ....معی ید علی نے ایک گہری سانس لی اور سیل فون

میی

اٹھا لیا فیس بک کو چیک کرتے کرتے شنج رکی آئی ڈی پر نگاہیں ٹھہر گئی تھیں۔

غوثیہ اعوان .... ہمم ......یونیک نام "ڈی پی پر ایک پیاری سی ڈمی ڈول اداس سی بیٹھی تھی"
سامنے موم بتی جل رہی تھی جس کی روشنی اس ڈمی ڈول پر پڑ رہی تھی .معی ی د علی کو وہ ڈی پی بہت پسند آئی تھی ....دل میں اترتی ڈمی ڈ ول کی اداسی ....معی ی د علی کی انگلی خود بخود

میی

اس ای ڈی پر چ ہو گئے، تھی شنج رآن ہو گیا تھا۔

.... ہائے "..........معی ید علی نے ٹیکسٹ گھسیٹا تھا"

کوئی پندرہ منٹ تک جواب کا انتظار کیا تھا مگر کوئی رسپانس نہیں آیا تھا، معی ید علی نے فون بھی ٹیبل

پر پٹخ دیا تھا........پندرہ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ موبائل کی مسیس

ج ٹیون بجی تھی معی ی د علی نے

فون اٹھایا تھا۔

ہائے "...........وہاں سے جواب موصول ہوا تھا.............معی ید علی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ درآئی"
تھی ۔

"کیا کرتی ہیں آپ ؟"

آپ کیا کریں گے جان کر ....؟"فورا سے ٹیکسٹ گھسیٹا گیا تھا۔"

معی ید علی سوچ میں پڑ گیا کہ کیا بات ہونی چاہیے سفیان ملک بھی ابھی تک نہیں آیا تھا تو ٹائم پاس ایسے ہی ہو جائے۔

میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ "مع ی ید کی نگاہیں فون سکرین پر ہی تھیں۔"

"کس خوشی میں؟"

"بس ویسے ہی۔۔ مجھے آپ کا نام بہت یونیک سا لگا اور ڈی پی پر جو ڈمی ڈول لگی ہے وہ بہت پیاری ہے۔"

تھ یی

"یکس۔ "

ارے صرف ت ھ یی"

"یکس۔۔۔؟

"تو آپ ہی بتا دیجیے کہ آپ کی خراج تحسین میں کیا پیش کروں؟ "معی ید علی مسکرا دیا۔ "مانگوں گا تو دیں گی؟"

"میری کیا اوقات جو میں آپ کو کچھ دے سکوں؟ مانگیں تو اس رب العزت سے جو ہر شے پر قادر ہے۔"

"بیشک ....مگر میں آپ سے کچھ مانگنا چاہتا ہوں۔"

"یی۔ اچھا تو بتا"

معی ید علی پہلے تو سوچتا رہا کہ کیا کرنا چاہیے پھر دل و دماغ میں شرارت سی کوندی۔

"آپ کو۔۔۔"

وہاں کچھ لمحوں تک خاموشی کا راج رہا، کوئی جواب نہیں آیا تو معی ی د علی نے خود ہی میسیں ج کر دیا۔

"کیا سوچنے لگیں؟"

... صبح سے کتنی لڑکیوں کوئی اتنے واہیات میسیں ج کر چکے ہیں ؟ "......تپ کر جواب دیا گیا تھا"

معی ی د علی بہت محظوظ ہوا۔

"باخدا آپ کے علاوہ کسی کو نہیں۔"

"گڈ ...اس کا مطلب آپ بالکل فارغ بیٹھے ہیں تو سوچا کہ فون لے کر کسی کی بھی آی ڈی میں گھس جاؤ۔"

ہا ہا ہا ہا "..........معی ی د نے صرف ٹیکسٹ گھسیٹا ہی نہیں تھا بلکہ اس کا دل چاہا کہ دل کھول کر ہنس دے۔

"آپ باتیں بڑی مزے کی کرتی ہیں کیا خیال ہے کہ دوستی ہو جانی چاہیے ؟"

ت آف ہونے کا س یگ یل مل گیا تھا ....مگر اس نے پھر بھی ایک میسیں وہاں سے ڈیٹا کون ییک ج چھوڑ دیا تھا۔

"سوچ لیں بہت اچھی طرح لیکن جواب مثبت ہی ہونا چاہیے۔"

وہ اس کے میسیں ج ایک بار پھر پڑھنے لگا بلورین آنکھوں نے ایک روشنی سی چھوٹی تھی پر مسکراہٹوں نے جیسے گھر کر لیا تھا۔

"یا اللہ رحم"

یکدم سے سفیان ملک کی گھمبیر مسکراتی آواز نے اس کو چونکا دیا تھا۔

میں تو سمجھا کہ شاید کوئی ہتھیار وغیرہ لے کر بیٹھا ہو گا مجھے مارنے کو مگر یہاں تو موسم بہت خوشگوار ہو رہا"
"ہے۔

سفیان ملک نے اس کی سامنے والی کرسی سنبھال لی تھی۔

زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جانتا ہے میں کتنی دیر سے تیرا انتظار کر رہا ہوں"

چہرے پہ معمولی سا بھی غصّہ نہیں تھا جو سفیان جیسے زیرک بندے نے بھی نوٹ کر لیا تھا۔"....

"اچھا لگ نہیں رہا کہ تو میرے انتظار میں گھل رہا ہے۔"

اگر محترم کی بکواس بند ہو گئی ہے تو کھانے کو آرڈر کریں ۔؟"معید نے فورا ہی اپنی فیلیں"
یگ پر قابو پایا تھا۔

"!بالکل جناب"

اور سنا فاخر اور عاطر کیسے ہیں؟ دادا جان کی طبیعت ٹھیک ہے؟ "سفیان ملک آج سارے دن کی روداد اس"
کو سنا دی تھی۔ معید بھی خوب ہنسا۔

"سچ بہت انوسینٹ ہیں دونوں ....دونوں جڑواں ہیں ناتو ایک ساتھ مل کر شرارت کرتے ہیں۔"

ویلے پتا ہے اب بہت ضرورت ہے تیرے گھر کسی خاتون کی، تو شادی کر ہی لے کب تک بیچارے صفائی" ستھرائی کرتے رہیں گے خود سے کھانابناتے رہیں گے ، تیری صنف نازک سے نفرت اپنی جگہ مگر کم از کم کوئی "عورت ماسی ہی رکھ لے اپنے گھر میں۔

تو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ میری اس قوم سے نفرت کبھی ختم نہیں ہو سکتی ، اپنی سوچوں سے بھی اس" قوم کا گزر ہونے دوں کجاکہ اپنے گھر میں ماسی رکھوں۔ "سفیان کے چہرے پر انتہائی نفرت کے سائے منڈلا رہے تھے۔ "مگر سفیان پانچوں انگلیاں برابر تو نہیں ہوتی ہیں میری جان۔ "معی ید علی کا مطلب سفیان اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

کیا ہم سکون سے ڈنر کر سکتے ہیں ....؟"سفیان ملک کی گھمبیرتا میں ایسا کچھ تھاکہ معی ید علی کو" خاموش ہونا پڑا پڑا تھا۔

★★★★★★★★★★

سفیان ملک اور معی ید علی بیسٹ فرینڈ تھے دونوں ایک دوسرے سے ہر بات شیئر کرتے تھے کبھی بھی کسی تیسرے شخص کی گنجائش ان دونوں کے بیچ نہیں نکلتی تھی۔ سفیان ملک کی زندگی کے ایک ایک ورق سے معی ید باخبر تھا اس کی صنف نازک سے شدید نفرت سے وہ اچھی طرح واقف تھا، کبھی کبھی باتوں میں سمجھانے کی کوشش بھی کرتا تھا مگر بے اثر اور بے سود۔

جو دکھ جو غم و تکلیف بلکہ دھوکا اسے اس کی اپنی سگی ماں کی طرف سے ملا ،وہ یہ فریب اور یہ اذیت بھلا کیسے بھلا دیتا ،وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہی ہوا ہے کبھی معمولی سی بھی کمی نظر نہیں ہے۔

مگر اللہ سے دعا کرتا کہ کبھی کوئی لڑکی ایسی اس کی زندگی میں آئے جو اس کے سوچوں کا محور بدلدے اس کے غم کو بھلا دے اس کے زخموں پر اپنی محبت کے پھاہے رکھ دے جہاں سے آج لہو ٹپکتا ہے وہاں سے امرت برسے۔

★★★★★★★★★★★

خدا کے لیے مجھے جانے دو میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں ''.. سسکتی بلکتی دونوں ہاتھوں کو جوڑے پری'' وش اپنی آزادی اپنی رہائی کی بھیک مانگ رہی تھی۔ مگر عسکریم زیدی نہایت ہی ظالم اور جابر بادشاہ بنا اس کی بے لبسی کا فائدہ اٹھ رہا تھا اس کا مذاق اڑا رہا تھا اور بلند و بانگ قہقہے لگا رہا تھا۔

بدلہ لینے کا ایک ہی طریقہ ہے ....اس نے مجھے یعنی عسکریم زیدی کو تھپڑ مارا تھا اب اس کو پتا چلے'' ''گا۔یہ تھپڑ اس کو کتنا بھاری پڑنے والا ہے ....اس کی چھیتی اکلوتی بیٹی میرے قبضے میں ہے ....ہا ہا ہا زور زور سے قہقہے لگاتا وہ بالکل نفسیاتی مریض لگ رہا تھا ایک بیمار شخص ایک جانور لگ رہا تھا۔

''میں پاپا کی طرف سے معافی مانگتی ہوں۔''

یو ''........ عسکریم زیدی نے ہاتھ بڑھا کر اس کی موٹی سی چوٹی کو اپنی مٹھی میں وحشیانہ طریقے سے جکڑا اور'' اپنے مقابل کھڑا کیا۔

تمہیں لگتا ہے میں تمہاری معافی مان لوں گا ؟؟اتنی آسانی سے تمہارے باپ کو معاف نہیں'' کرونگا..........؟اپنا پورا پورا حساب چکتا کروں گا ....میرے انتقام کی آگ کتنی بھڑک رہی ہے اندازہ کر ''سکتی ہو تمہارا باپ---

جس جھٹکے سے اس نے پری وش کو پکڑا تھا اس سے بھی زیادہ زور سے پٹخا تھا۔

ابھی تو شروعات ہے آگے آگے دیکھو میں کیا کرتا ہوں ".........وہ روتی بلکتی پری وش کو گھورتا باہر نکل گیا" تھا۔

نہیں پلیز دروازہ کھولو "....پری وش بھاگتی ہی بند دروازے سے لگی تھی دروازے کو دھڑ دھڑ آیا تھا مگر سننے" والا شاید بہرا ہو چکا تھا جو اس کی آواز نہیں سن رہا تھا اندھا ہو گیا تھا جو اس کا تڑپ تڑپ کر رونا نظر نہیں آیا تھا۔

پاپا کہاں ہیں آپ مجھے بچا لیں اس جانور سے۔۔"تھک ہار کر وہ دروازے سے ٹیک لگا کر بیٹھی"

چلی گ گھٹنوں میں منہ چھپائے وہ زار و قطار رو رہی تھی۔

★★★★★★★★★★★★★★

جنید شاہ بزنس ٹائکون کی لسٹ میں شمار ہوتا تھا ،اس کا ایک نام اور پہچان تھی مگر اس سے کہیں زیادہ وہ ایک مغرور گھمنڈی اور تکبر کے نشے میں مست انسان تھا جسے اپنے آس پاس کے انسان کم اور کیڑے مکوڑے زیادہ لگتے تھے اپنے سے نچلے طبقے کے لوگوں کو تو وہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا اس کے اتنے بہت سے ایمپلا ئیزجس میں عسکریم زیدی بھی شامل تھا ،نہایت ہی ہونہار اور سمجھدار لائق فائق شخص محنتی اور کامیاب جس کی پوسٹ سب سے اوپر تھی ....وہ اس قدر زہین و فطین تھا کہ جنید شاہ بھی کبھی اس سے مشورہ کر لیا کرتے تھے، اس کو اپنے مقابل بٹھایا کرتے تھے،آفس میں سبھی ایمپلا ئز کو بڑی حیرت ہوتی تھی عسکریم زیدی دنیا کا پہلا شخص ہو گا جسے جنید شاہ نے اہمیت اور مراعات دے رکھی ہوں گی۔

اس دن بات کوئی اتنی بڑی نہیں تھی جتنی جنید شاہ سے بڑھا دی تھی ،میٹنگ روم میں بڑے بڑے بزنس ٹا ی وین موجود تھے یہ بزنس ڈن یل ںی یگ بڑے پیمانے پر کی گئی تھی کویت کے اس ڈنیلییگ بیش ن

نے بہت سے بزنس مین کو ہائر کیا تھا۔ ....بہت بڑا کانٹریکٹ تھا اور اس ڈیل کو دیکھنے کے لیے جنید شاہ نے عسکریم زیدی اپنے سب سے بڑے ہونہار اور ذہین منیجر کو کھڑا کیا تھا، سب کچھ بہت طریقے اور سبھاؤ سے چل رہا تھا..........بس فائل میں ایک پوائنٹ کو ڈسکشن کرنے میں غلطی ہو گئی تھی ....وہ غلطی کوئی اتنی بڑی نہیں تھی کہ معاف نہ کی جاتی یا نظر انداز نہ کی جاتی۔ جنید شاہ نے سب کے سامنے عسکریم زیدی کے منہ پر بھرپور تھپڑ رسید کیا تھا،،،،،،،،،،عسکریم زیدی جنید شاہ کو دیکھتا رہ گیا تھا...اس کی اتنی وفاداری اور قابلیت کا یہ صلحہ ملا تھا اس کو ....میٹنگ میں موجود ہر شخص کی نظر اس پر تھی عسکریم زیدی کو شدت سے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے ہر کوئی اس کا مذاق اڑا رہا ہے، اس پر ہنس رہا ....

ہے

تم نیچ انسان ....تم جیسے چھوٹے لوگوں کو جب زیادہ عزت اور اہمیت دے دی جائے تو اپنی اوقات" بھول جاتے ہو،،،،،،،،،،بھول جاتے ہو کہ تم جیسے کیڑے مکوڑوں کا کیا مقام کیا

مرتبہ اور رتبہ ہے ،،،،،،،،،،،،تمہاری ہ م

تّ بھی کیسے ہوئی یہاں اتنے لوگوں کے درمیان غلطی

".......کرنے کی

جنید شاہ کا ہر لفظ اس کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو رہا تھا ....ایسا لگ رہا تھا کہ دماغ کی شریانیں پھٹ جائیں گی۔

مسٹر جنید شاہ غلطی تو ہم انسانوں سے ہی ہوتی ہے آج مسٹر عسکریم زیدی سے ہوئی تو ہو سکتا ہے کہ کل"

"آپ سے بھی ہو۔۔

نو مسٹر معی ید علی ! مجھ سے غلطی سے بھی کوئی غلطی نہیں ہوتی تو میں یہ ہی چاہوں گا کہ میرے آفس" کے کسی بھی امی لائی یا ورکر سے معمولی سی بھی غلطی نہ ہو، جائے چاہے وہ میرے آفس کا پیون ہو یا بڑا منیجر جنید شاہ نے عسکریم زیدی کو نہایت غصّے بھری نظروں سے دیکھا تھا۔".............

اینی ویز یہ آپ کی اپنی سوچن ہے "..........معی ید علی نے جنید شاہ کو نہایت ناگوار نظروں سے دیکھا تھا" اور پھر شرمندہ شرمندہ سے عسکریم زیدی کو دیکھا تھا

"پلیز مسٹر عسکریم زیدی کی ی یین وو"

جنید شاہ کے چہرے پر کوئی ملال یا معمولی سی بھی شکن نہیں تھی کہ انہوں نے اس کی کتنی بے عزتی کی ہے مگر وہ یہ بھول گئے تھے کہ عسکریم زیدی کے اندر ایک جوالا مکھی جل اٹھا ہے انتقام کی آگ بھڑک اٹھی ہے جس کی معمولی سی بھی چنگاری کی زد میں اگر جنید شاہ آیا تو وہ جل کر خاکستر ہو جائے گا بھسم ہو جائے گا۔

ویٹ اینڈ واچ مسٹر جنید شاہ !تم نے عسکریم زیدی کے اندر کے جانور کو جگایا ہے جو ایسا حیوان ہے جو" سامنے والی کو چیر پھاڑ کے رکھ دے گا۔ "عسکریم زیدی کی سوچیں گہری کے ساتھ ساتھ زہریلی بھی اور نفرت زدہ ہونے لگی تھی اور پھر وہ دن آن پہنچا جب جنید شاہ کی کمزوری عسکریم زیدی کے ہاتھ لگی تھی۔

پری وش جو اپنے نام کی طرح پریوں جیسی خوبصورت اور نازک بڑی بڑی آنکھیں اور میدے جیسی رنگت کہ ہاتھ لگاؤ تو میلی ہو جائے ، جنید شاہ کی اکلوتی بیٹی اس کی کمزوری جنید شاہ کی جان جس کے اندر بستی ہے ......جو عسکریم زیدی کی جیت ہے۔

★★★★★★★★★★★

"کیسی ہو ؟"

ٹھیک ہوں "...لب و لہجہ افسردہ اور اداسی لیے ہوئے تھا۔"

"انشراح عمر کیا کہتا ہے؟"

مسئلہ عمر کا کم میرے ممی ڈیڈی کا زیادہ ہے "....ان سبز آنکھوں میں کوئی قیمتی شے کھونے کا عکس" ہلکورے لے رہا تھا۔

یار غریب ہونا کوئی بری بات تو نہیں۔ "غوشیہ کے لہجے میں مایوسی اور احساس کمتری بول رہی تھی۔"

ہاں مگر میرے ڈیڈی کی نظروں میں غریب ہونا بہت بڑا گناہ ہے "....انشراح اپنے بیڈ کی چادر پر ناخن پھیر" رہی تھی۔ "پھر آگے کیا سوچا ہے؟

"عمر نے دو سال کا ٹائم مانگا ہے۔"

کیوں؟ دو سال میں ایسا کیا کرے گا جس سے تمہارے ڈیڈ ی کے معیار پر پورا اتر سکے؟"غوشیہ نے نا سمجھی کی" کیفیت میں اس کو دیکھا۔

وہ دو سال کے لیے امریکا جائے گا جاب کے سلسلے میں ....وہاں کسی مشہور کمپنی میں اپلائی کیا تھا" "وہاں سے لیٹر آگیا ہے۔

اور اگر اس دو سال کے عرصے میں تمہاری ممی ڈیڈ ی نے تمہاری شادی کہیں اور کر دی پھر؟" "کر دی" نہیں وہ تو اب سیریس ہو کر سوچ رہے ہیں اور دو سال تو دور ان کا بس چلے تو دو دنمیں مجھے یہاں سے "رخصت کر دیں، جب سے پری وش والا سانحہ ہوا ہے ممی ڈیڈی بہت ڈر گئے ہیں۔

ابھی تک پری وش کا پتا نہیں چلا؟"غوشیہ کو بہت حیرت ہوئی تھی۔"

"کہاں یار جنید چاچو تو بہت پریشان ہیں، ہر جگہ پتا کروا لیا ،کمپلین ، ایف ائی آر درج ہو گئے مگر پری وش کا کہیں کچھ پتا نہیں چل رہا۔ "انشراح کے لب و لہجے میں فکرمندی تھی۔

"بہت پیاری سی لڑکی ہے، دیکھی تھی میں نے یہاں ہی، تمہارے گھر دو تین بار۔"غوثیہ کی نظروں میں چم سے پری وش کا خوبصورت سراپا جھلملانے لگا تھا۔

"مگر میری سمجھ میں نہیں آیا انشراح پری وش جیسی خوفزدہ لڑکی کی کسی کے ساتھ بھلا کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟"

"پری وش جنید چاچو سے بالکل مختلف ہے ،نہایت ہی معصوم اور ڈرپوک سی یوں سمجھو کہ اگر بارش میں اگر بجلی چمکے یا بادل کڑ کڑا نے گے تو اس کا دل سہم جاتا تھا تو وہ تو رونے لگتی تھی حالانکہ میں نے اس کو کتنی بار سمجھانے کی کوشش کی ....پتہ نہیں کہاں پھنس گئی ہے بیچاری

مجھے تو ساری غلطی جنید چاچو کی ہی لگتی ہے "............انشراح کی سبز آنکھوں میں جنید چاچو کے......... لیے غصّہ در آیا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو ،،،،،،،،،؟"غوثیہ نے نا سمجھی کے علم میں اس سے پوچھا۔"

"اب دیکھو نا آدھے سے زیادہ کراچی کے غریب لوگ احساس کمتری کے زیر اثر رہے ہیں ،اتنی تو دشمنی پال رکھی ہے، سچ غوثیہ مجھے تو جنید چاچو کی اس عادت سے شدید نفرت ہے کہ وہ اپنے سے کم لوگوں کو کیڑے مکوڑے سمجھتے ہیں اور کمتر اور جانے کیا کیا۔"

"کیا پتا انشراح کہ پر ی وش کڈنیپ ہو گئی ہو ؟تمہارے جنید چاچو سے دشمنی نکالنے کے لیے پری وش کا استعمال کیا ہو.......آئی مین ....انتقام ...؟"غوثیہ بہت دور کی کوڑی لائی تھی۔

"ہمم ....ٹھیک کہتی ہو غوثیہ میری بھی یہی رائے ہے۔ "

ملازمہ ناشتے کی ٹرالی لیے اندر چلی آئی تھی اسی دوران غوثیہ کے موبائل کی ٹیون بجی تھی

غوثیہ نے فون اٹھایا میسیج نج ر دیکھا جہاں اسی کا میسیں ج تھا۔............

"ہائے"

مگر غوثیہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بلکہ واپس فون رکھ دیا تھا۔ ایک بار پھر بزر بجی تھی غوثیہ نے فون چیک کیا۔

"ابھی تک آپ نے سوچا نہیں کہ مجھ سے دوستی کرنی چاہیے؟"

مسٹر میرے پاس اتنا ٹائم نہیں کہ دوستیاں کرتی پھروں ۔"غوثیہ نے ٹیکسٹ گھسیٹا۔"

"مگر میں آپ سے ہر قیمت پر دوستی کرنا چاہتا ہوں۔"

"ارے زبردستی ہے کیا؟"

"اگر کہوں کہ ریکویسٹ ہے؟"

یہ لے غوثیہ کھانا ....کہاں لگ گئی۔ "انشراح کی آواز نے اس کو چونکا دیا۔"

میرا مسئلہ عمر ہی حل کرے گا کل بات ہوئی تھی میری "...انشراح نے پلیٹ میں کباب اور کچھ چپس رکھ کر" اس کی طرف بڑھائے جو غوثیہ نے تھام لی تھی ......میسیں ج پر میسیں ج آتے رہے تو اس نے فون ہی آف کر دیا۔

تو کیا کہا عمر نے؟ "غوثیہ نے ایک چپس اپنے منہ میں ڈالتے ہی استفسار کیا۔"

''کہنے لگا کہ دو سال تک میں کسی سے پیپر میرج کر لوں ،کوئی بھروسے مند آدمی سے۔''

کیا ؟؟؟؟ ،،،،،،،،،،،،''غوشیہ شاکڈ رہ گئی۔''

''تم پاگل تو نہیں ہو گئی انشراح اور عمر کی تو سوچ پر ہی ماتم کرنے کو دل کر رہا ہے۔''

مگر غوشیہ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور چارہ بھی تو نہیں ،اب دیکھو نا ممی ڈیڈی نے میرے لیے جو'' لڑکا پسند کیا ہے وہ لندن سے آ رہا ہے اور ظاہر سی بات ہے وہ شادی کے بعد مجھے لندن لے جائے گا پھر تو میں کسی بھی طرح سے عمر سے نہیں مل سکوں گی۔

غوشیہ میں اور عمر ایک دوسرے سے بہت محبّت کرتے ہیں میں نہیں رہ سکتی عمر کے بغیر

..........انشرع کی آنکھوں میں نمی جھلملانے لگی'',,,,,,,,,

غوشیہ نے پلیٹ واپس ٹرالی میں رکھی اور انشراح کے پاس چلی آئی۔

مگر انشراح وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن یہ کام کرنا بھی تو سمجھداری نہیں۔ ''اس نے اپنے دوپٹے سے اس کے'' رخسار کے موتی صاف کیے۔

''عمر ایک شخص کو جانتا ہے جو ہمارا یہ کام کر دے گا۔''

''کون ؟''

''عمر کا باس سفیان ملک۔''

تو کیا سفیان ملک اس پیپر میرج کے لیے راضی ہے ....؟''حیرت در حیرت کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔''

''نہیں عمر بات کرے گا ....اس سے زیادہ میری بات نہیں ہوئی۔''

اللہ کوئی ایسی سبیل پیدا کر دے کہ اس کی نوبت ہی نہ آئے ۔ "غوثیہ نے صدقے دل سے دعا کی تھی۔"

میں جانتی ہوں ایسا کچھ نہیں ہو گا ممی ڈیڈی ایسا کچھ نہیں چاہیں گے۔"انشراح نے اپنا بھیگا چہرہ صاف کیا۔

غوثیہ بی بی آپ کو آپ کے ابا لینے آئے ہیں "............ملازمہ نے آکر اطلاع دی۔"

"اچھا میں آتی ہوں۔چل انشراح اب میں چلتی ہوں انشااللہ سب بہتر ہو گا۔"

"تو دعا کر میرے لیے۔"

تجھے لگتا ہے کہ یہ بات کہنے کی ضرورت ہے ....؟پاگل اچھے دوست تو ہمیشہ دعاؤں میں شامل رہتے ہیں اور تو تو میری دعاؤں کے ساتھ ساتھ میرے دل میں بھی رہتی ہے .اب زیادہ میں پھر آؤں گی۔ "غوثیہ سے جھک کر اس کے رخسار پر اپنا رخسارچ کیا چادر کو خود طرح لپیٹ کر باہر نکل گئی۔

****

زیدی ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لئے آیا تھا اور اس کے لئے بروسٹ اور بریانی لے آیا تھاتاکہ کھا لے کل رات بھی پتا کھایا تھا کہ نہیں ....اس نے ٹیبل پر دیکھا تو واقعی رات کے کھانے کی ٹرے ویلے کی ویلے ہی پڑی تھی ٹرے کو شاید ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔ عسکریم زیدی کو سناٹے اور خاموشی کا شدید احساس ہوا تھا۔

اس کے دماغ کی چھٹی حس بیدار ہو گی تھی عسکریم نے ٹرے وہیں کانچ کی ٹیبل پر رکھی تھی اور ہر طرف دیکھا واش روم ڈریسنگ روم وہ کہیں نہیں تھی سامنے کی کھڑکی کھلی ہی تھی اس کے سارے کھنچے عصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

او شٹ۔۔"وہ تیزی سے باہر کی طرف بھاگا۔"

★★★★★★★★★★

بھاگتے بھاگتے پاؤں شل ہو گئے تھے۔

سانسوں کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی دل کی دھڑکنوں کا شمار نہیں تھا بس مقصد تھا تو صرف یہ کہ اسے اس کے اس علاقے کی حدود سے باہر نکلنا ہے ہر طرف صحرا ہی صحرا ریت ہی ریت تھی کہیں کہیں کانٹے دار جھاڑیاں بھی تھی مگر وہ صرف اندھا دھند بھاگ رہی تھی اسے کوئی ہوش نہیں تھا کوئی فکر نہیں تھی۔ بس فکر تھی تو یہ کہ اسے گھر پہنچنا ہے اپنے بابا کے پاس

-------------وہ پیچھے مڑ کر دیکھنا نہیں چاہتی تھی اگر دیکھ لیا تو یقیناً پتھر کی ہو جائے گی مگر بھاگتے بھاگتے اس کی نظر سامنے پر تو گویا وہ خود اس کی آنکھیں بھی پتھرا گئی ہوں جانے کہاں سے کونسی جھاڑی سے ایک موٹا سانپ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا ....پھن پھیلائے اپنے سرخ سرخ آنکھوں سے وہ اس کی طرف گھور رہا تھا جیسے وہ ابھی اس کو ڈس لے گا

خوفزدہ تو وہ پہلے بھی تھی مگر اب ایسا لگ رہا تھا کہ روح ہی جسم سے پرواز کر جائے گی سانپ.............. ریت پر رینگنے لگا تھا وہ یقیناً اس کے پاس آ رہا تھا۔

پری وش کی خوف کے مارے چیخ نکلی تھی مگر کسی نے پیچھے سے بڑی سی لکڑی سے سانپ کو اٹھا کر بہت دور پھینکا تھا اور نہایت ہی جارحانہ انداز میں اس کا بازو پکڑ کر ااپنے مقابل کیا، ایک زور دار چانٹا اس کے گال پر رسید کیا تھا کہ وہ بلبلا کر رہ گئی۔ .اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی عسکریم زیدی نے بری طرح اس کی کلائی پکڑتے اس کو کھینچتے کے انداز میں واپس پیچھے کی طرف بڑھا تھا

پری وش نے اس کی کلائی پر زور زور سے کے مارے تھے مگر عسکریم زیدی مضبوط بندے کو اس کے کے کیااثرکرنے تھے وہ چیختی رہی چلاتی رہی مدد کو پکارتی رہی مگر دور دور تک کوئی ہوتا تو اس کی مدد کو آتا عسکریم زیدی اس کی کسی بھی چیخ و پکار کی طرف متوجہ ہوئے بغیر نازک سی پری وش کو جانوروں کی طرح گھسیٹ کر لے جا رہا تھا اس کو تو یہ بھی پرواہ نہیں تھی کہ ان کانٹے اور جھاڑیوں سے اس کے جسم پر اور پاؤں پر کس قدر خراش آئی ہیں کتنی بری طرح سے کھال چھل کے رہ گئی ہے اور کہیں کہیں سے تو خون بھی رسنا شروع ہو گیا ہے۔

خدا کے لیے مجھے جانے دو چھوڑ دو مجھے ------"وہ بھیک مانگ رہی تھی مگر اسکرئم زیدی پہ نتقام کی آگ" میں بالکل اندھا ہو گیا تھا آخر کار اس کو اسی جگہ لاکر دم لیا تھا اور وحشیانہ طریقے سے اس کو اسی کمرے میں کچرے کی طرح پھینکا تھا۔

پری وش اپنی کسی بھی تکلیف کی پرواہ کیے بغیر دوبارہ سے ہمت کر کے اٹھی تھی کہ عسکریم زیدی نے ایک بار پھر اس کے رخسار پر اپنی پانچوں انگلیوں کہ نشان ثبت کر دیئے تھے ، اور اس کو بالوں سے پکڑ کر اپنے سے قریب تر کر لیا تھا۔

بس --------- "وہ زور سے دھاڑا تھا۔"منع کیا تھا نا کہ یہاں سے بھاگنا مت"

---------بلکہ کوشش بھی مت کرنا، تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تم یہاں سے نکل بھی جاؤ گی

---------"عسکریم زید ی نے پری وش کی بڑی بڑی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھا۔

تو تو یہاں سے بھاگی کیوں ؟"وہ غصّے میں تھا حد درجہ غصّے میں تھا چیخ رہا تھا چلا رہا تھا اس نازک جان پر" جس پر آج تک کسی نے غصّے والی نگاہ تک نہ ڈالی تھی وہ آج کسی کے غصّے بربریت، پناہ جاہ.......... وجلال کا شکار ہو رہی تھی تو کہاں اس کا نازک اور معصوم چہرہ یہ وار سہ پاتا کہاں یہ بڑی بڑی خوفزدہ انکھیں

کسی کی سرخ آنکھوں سے جھلکتا نفرت برداشت کر پاتی پری وش کو محسوس ہوا کہ اس کا دل اب بند ہونے کو

ہے جو رہی سہی ہمت اور برداشت تھی وہ جا رہی ہے سوچنے سمجھنے کی ہر صلا ی

تیح مفلوج ہوتی جا رہی ہے آنکھوں کا ہر منظر دھندلا ہوتا جا رہا ہے

ہر شے دماغ میں نگاہوں میں گردش کرتی جا رہی ہے وہ ساہ لمبی خمدار پلکوں میدے جیسے عارض پر جھکتے جا رہے تھے اس کی سوچوں نے ہر شے سے تعلق توڑ لیا تھا اور عسکر یم زید ی کی پناہوں میں جھول گئی تھی۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

سفیان گھر آیا تو عاطر اور فاخر ڈرائنگ روم میں نہیں تھے جو کہ ہر ٹائم اسی وقت یہاں موجود ہوا کرتے تھے اس نے کچن میں جھانکا وہاں بھی ندارد ....انہونی ہو جانے کا ادراک شدت سے ہوا تھا اسے یاد آیا، کہ آج صبح اس کی اور سکندر ملک کی ناشتے کی ٹیبل پر اچھی کھائی بحث ہوئی تھی اور موضوع گفتگو تھا اس کی شادی۔

یقیناً ناراض ہو گئے ہوں گے آج تو ویسے بھی اس کا موڈ خراب تھا--------- آج دوپہر کو لنچ کے بعد اس" کے آفس ورکر عمر نے اس کا صحیح معنوں میں دماغ خراب کر دیا تھا جس ٹاپک سے اس کو شدید نفرت تھی اس نے وہیں کام کیا تھا دل تو چاہ رہا تھا کہ اس کو جاب سے ہی نکال باہر کرے۔

اس نے ایسی فضول بات کی بھی تو کیسے کی ۔اس غصہ آگ اگلنے لگا تھا اور یہاں آگ مزید بھڑک کر عمر کو جلا کر خاکستر کر دیتی، اگر معی ید علی نے مزید اس کو نہ سنبھالا ہوتا تب سے ہی اس کا موڈ خراب ہوا تھا۔

آج کا تو دن ہی خراب ہے۔ "وہ بڑ بڑایا۔"

وہ بگڑے موڈ سمیت سکندر ملک کے کمرے کی جانب بڑھا دروازہ کھولا تو دن میں جیسے تارے نظر آنے گے اپنا بے پناہ غصہ اور موڈ کو بھلائے وہ سکندر ملک کے بیڈ کی طرف بڑھا۔

ڈاکٹر سکندر ملک کی نبض پکڑ کر ان کو چیک کر رہے تھے، دائیں بائیں عاطر اور فاخر منہ لٹکائے کھڑے آنسو بہا رہے تھے سفیان ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔

ڈاکٹر صاحب !سب خیریت تو ہے نا؟ کیا ہوا ہے دا دا جان کو ؟فاخر ہاتھ کو جھٹکتا ہوا سیدھا سفیان کے " چوڑے سینے سے لگا تھا۔

"سیفی بھائی !دیکھیں نا ہمارے دا دا جان کو کیا ہو گیا ہے انھیں ہوش کیوں نہیں آ رہا ہے؟"

"زیادہ گھبرانے کی بات نہیں، اب یہ پہلے سے بہتر ہیں۔"

پہلے سے بہتر مطلب ---؟سفیان ملک نے فاخر کو تھام کر ڈاکٹر کو دیکھا تھا۔"

انھیں کوئی گہری ٹینشن ہوئی ہے کوئی صدمہ یا کوئی بات دل کو لگی ہے جس کی وجہ سے یہ بے"

"ہوش ہو گئے تھے اگر بروقت فاخر مجھے انفارم نہ کرتا تو شاید برین ہیمرج کا خطرہ ہوتا۔

ڈاکٹر نے اپنا فرسٹ ایڈ کا بکس بند کیا اور اپنا اسٹیتھوسکوپ کو گلے سے نکال کر ہاتھ میں فولڈ کیا اور کھڑے ہو گئے۔

"کیا گھر میں ایسی سنجیدہ بات ہوئی تھی جس سے سکندر صاحب کو اتنی تکلیف سہنی پڑی؟"

جی۔"سفیان ملک گہری سوچ سے چونکا تھا۔"

آپ کا بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب ------------------''سفیان ملک بہت شکر گزار تھا۔''

نو مینشن پلیز یہ تو میرا فرض ہے آپ کا فیملی ڈاکٹر کے علاوہ سکندر صاحب سے بہت اچھی علیک''

یی ۔ سلیک ہے میری ۔''وہ مسکرا د

''فاخر جاؤ اور ڈاکٹر صاحب کو دروازے تک چھوڑ کے آؤ۔''

''نہیں نہیں بیٹا آپ لوگ اپنے دادا جان کے پاس بیٹھیے میں خود چلا جاتا ہوں۔''

ڈاکٹر کے جانے کے بعد سفیان ملک سکندر ملک کے پاس آ بیٹھا اور ان کا ہاتھ تھام کے بڑے احترام سے چوما تھا ۔ سکندر ملک کی آنکھیں کھل چکی تھیں

آپ جانتے ہیں نا آپ ہماری کمزوری ہیں پھر بھی ستانے میں بڑا مزا آتا ہے ''سفیان ملک نے کہتے ساتھ ہی ان کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

مگر سکندرملک چپ رہے ایک لفظ نہیں کہا۔جو سفیان ملک نوٹ کر چکا تھا

''تو آپ اپنی ضد نہیں چھوڑیں گے ''

عاطر-------------------- ''سکندر ملک نے اپنے سرہانے بیٹھے عاطر کو پکارا جی دادا جان ''

اپنے سیفی بھائی سے کہو کہ اپنے بوڑھے اور بیمار دادا جان کی خواہش اگر پوری نہیں کر سکتے تو یہاں سے '' ''چلے جائیں

عاطر نے شکایتی نظروں سے سفیان ملک کو دیکھا تھا

"دادا جان آپ کیوں نہیں سمجھتے یہ قوم جس کو آپ یہاں لانے کے ضد لگائے بیٹھے ہیں بے وفا ہوتی ہے
دھوکے کے علاوہ کچھ نہیں دیتی "

"میں کسی بھی بحث و مباحثے میں نہیں پڑنا چاہتا - ہاں یا نا میں جواب چاہیے اس کے بعد میں کبھی تم سے
ضد نہیں کروں گا "

"پلیز سیفی بھائی مان جائیں نا کیوں دادا جان کو ستا رہے ہیں - "

"ہماری بھی ایک بھابھی کے ساتھ بہن کی آرزو پوری ہو جائے گی۔ "فاخر جوش میں بولا تھا۔

"ہو گیا تمہارا "سفیان ملک نے فاخر کو بری طرح گھور کے دیکھا کہ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ سفیان ملک نے
سکندر ملک کو بغور دیکھا جنھوں نے اس کی طرف سے منہ پھیر رکھا تھا۔ اس نے ایک لمبی سانس خارج کی۔

"او کے فائن !لیکن میری ایک شرط ہے "

"ہاں بولو مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے "سکندر ملک پرجوش سے ہوئے۔ وہ کھڑے ہوتے کہ عاطر نے ان کا
کندھا تھام لیا۔ ابھی سارا پلان چوپٹ ہو جاتا - سب کچھ سفیان ملک کو پتہ چل جاتا کہ ڈاکٹر سمیت مل کر ان
تینوں نے ڈرامہ کیا ہے صرف سفیان ملک کو شادی کے لئے راضی کرنے کے لئے۔

"آپ کو تو پورا یقین ہے اس نا عقل قوم پر مگر مجھے ایک فیصد بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ شادی صرف دو
سال رہے گی یعنی پیپر میرج "

"یہ کیسی بیہودہ شرط ہے بھلا "سکندر ملک کو اس کی شرط نہایت بھونڈی لگی تھی - "

"صرف آپ کی آنکھیں کھولنی ہیں اور کچھ نہیں۔ اچھا ہے آپ کہ بھی پتہ چل جائے کہ یہ ناقص العقل قوم
کس قدر دھوکہ باز، مفاد پرست ، خود غرض اور مطلبی ہوتی ہے۔ جنہیں صرف اور صرف خود سے پیار ہوتا ہے۔

اپنی خوشیوں اور خواہشوں کو اہمیت دیتی ہیں "سفیان ملک کے لب و لہجے میں ایک درد ایک زخم بول رہا تھا۔ جو سکندر ملک کی زیرک نظروں سے پوشیدہ نہیں تھا۔

مگر وہ سفیان ملک ہی کیا جو سن لے ، سمجھ لے ، اس کے اندر جو ایک خلاء جو محرومی تھا وہ کوئی بھی پورا نہیں کر سکتا تھا۔ مگر ہاں اس کی سوچ کو ضرور بدلا جا سکتا تھا اور جس کے لئے ضروری تھا

کہ سفیان ملک کی کسی بہت اچھی لڑکی سے شادی کر دی جائے۔

"بتا تو ہیں راضی آپ اگر بولیں سکندر ملک کہ تھی امید سی ہلکی اسے" یہی میں ابھی ہاں کہہ دیتا ہوں۔

حامی نہیں بھریں گے۔

او کے ڈن ، مجھے تمہاری شرط منظور ہے "سکندر ملک نے کچھ سوچ کر ہاں کہہ دی تھی۔"

تو ٹھیک ہے ، لڑکی میں نے دیکھ لی ہے آپ شادی کی تیاریاں کریں "سفیان ملک نے ان تینوں کے سر پر" بم پھوڑا۔

واٹ !لڑکی دیکھ لی ہے اور سالے ہمیں الو بنا رہا ہے "سکندر ملک شاکڈ اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں" اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔

سفیان ملک تھوڑا خفیف سا ہو گیا۔

" وہ میرا مطلب ہے میں جانتا ہوں لڑکی کو "

یعنی بھائی آہ تو بہت گھنے نکلے "عاطو کی زبان سے اچانک ہی پھسلا تھا یہ جملہ، سفیان ملک نے نگاہ ترچھی کر" کے اس کو دیکھا تھا مگر وہ بھی ایک ڈھیٹ تھا پوری بتیسی نکال دی۔

میں تمہیں کل بیا لوجی کا ٹیسٹ دے کر گیا تھا تیاری کر لی اس کی ؟ "لب و لہجہ یکدم سنجیدہ تھا۔ "

جی سیفی بھائی وہ دراصل "۔۔۔۔۔وہ سر کھجا کے منمنانے لگا"

"اس بار تم دونوں کا رزلٹ اگر اچھا نہیں آیا تو بہت بری طرح پیش آؤں گا"

جی سیفی بھائی "فاخر نے اطر کو گھورا کہ مت کیا کر ایسی کوئی بات کہ سفیان ملک کی ٹانگ ہمارے ٹیسٹ پر " آکر ٹوٹے۔

" یہ بتاؤ کھانا کھایا"

" نہیں "

"اوہ تو تم لوگ یوں کرو کہ ٹیبل پر پلیٹیں وغیرہ رکھو میں تب تک بازار سے کھانے کو کچھ لاتا ہوں "

ہرّے !دادا جان "دونوں سکندر ملک کے شانوں سے لگے تھے۔ "سچ ہمارا پلان کامیاب رہا " "بھابھی آئے گی بھئی بھابھی آئے گی "دونوں کورس میں گاتے ہوئے بیٹھے بیٹھے ناچ رہے تھے۔

اب اٹھو جلدی کرو بہت سی تیاری کرنی ہے "سکندر ملک کی سوچتی نگاہیں جہاں تک دیکھ رہی تھیں وہ فاخر " اور عاطر جیسے کمسن اور لاابالی لڑکے نہیں دیکھ سکتے تھے۔

دادا جان میں اپنا سارا ارمان نکالوں گا شادی میں " "دادا جان ابھی مال چلیں کتنی تیاری کرنی ہے "

یہ شاپنگ کا دلدادہ فاخر تھا۔ "

ہاں تاکہ ہمارا سارا پلان دھرا کا دھرا رہ جائے "سکندر ملک نے ایک زوردار تھپڑ اس کے کندھے پر لگایا۔ فاخر " منہ بسور کر رہ گیا۔

"چلو نیچے اترو ، پہلے کھانا کھاتے ہیں پھر سوچیں گے کل کون سے مال سے شاپنگ کرنی ہے "

یاہو "اس بار پھر دونوں کورس میں چیخے مگر اس بار سکندر ملک نے کچھ نہیں کہا کیوں کہ وہ ان کی خوشی سمجھ سکتے تھے۔

****

مولانا صاحب "زور سے دروازہ بجاتا شیر افگن زور سے چیختا تھا۔ غوثیہ جو وہیں صحن میں تخت پر بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی شیر افگن کی آواز پر اس کے ہاتھ سے ناول کی بک گر گئی۔ اس نے خوفزدہ نظروں سے بیسن کے پاس کھڑے وضو کرتے مولانا فخرو کو دیکھا تھا۔ انھوں نے بھی شیر افگن کی آواز پر سب سے پہلے اپنی اکلوتی بیٹی کو دیکھا اور اس کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ مگر اس کے اندر جانے سے پہلے ہی شیر افگن اندر آ چکا تھا۔ اور اس کی لومڑی سے زیادہ تیز نظریں اسپر پڑ چکی تھیں ۔

ارے سو ہ ی ین ے کہاں چلیں ؟ "شیر افگن نے تیزی سے پکارا تھا اور اس کے قدم وہیں جم گئے تھے۔ "

ارے شیر افگن !تم یہاں بیٹھو ، غوثیہ تم جاؤ بیٹا چائے بناؤ "مولانا فخرو نے اس کو مشکل سے نکالا۔ ویسے " بھی وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ وہاں بیٹھے۔

ارے نہیں نہیں ، مجھے چائے کی طلب نہیں ہے میں تو اپنی ہیر کے لئے گرم گرم سموسے اور جلیبیاں لایا " تھا۔ "اس نے جیسے غوثیہ کے چہرے کا پوسٹ مارٹم کیا

غوثیہ جتنی شدت سے اس سے نفرت کرتی تھی اس سے کہیں زیادہ اس سے ڈرتی بھی تھی۔ دل میں اس کی طرف سے خوف و ہراس بیٹھا ہوا تھا۔ چوبیس گھنٹوں میں وہ ایک لاکھ سے زائد اس وقت کو کوستی تھی جب وہ

برابر کے گھر میں گئی تھی اور گلی کے نامور غنڈے کی نظر اس پر پڑی تھی۔ اور تب سے ہی وہ پوری طرح سے اس کے پیچھے لگ گیا تھا۔

مولانا فخرو مسجد کے امام تھے ۔ ایک شریف اور عزت دار ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے دل میں اپنی عزت و آبرو کھو جانے کا ڈر بھی تھا مگر بے بسی ہی بے بسی میں گھرے وہ اس وقت کا انتظار

کرنے گے جب اس منحوس شیر افگن سے جان چھوٹے گی۔ گلی کا ہر چھوٹا بڑا اس سے ڈرتا تھا ۔پتہ نہیں کتنی ہی بار تو وہ جیل جا چکا تھا اور اس کی دہشت ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔

شیر افگن ایک شاپر میں ڈی یوزیبل پلیٹ بھی لایا تھا۔ وہ ھ غوثیہ کو اپنی نظروں سے نا تو اٹھنے دینا چاہتا تھا اور نا ہی اس کو کوئی کام کرنے دینا چاہتا تھا ۔ اس لئے اس نے خود ہی سب کچھ نکال کر ایک ٹیبل پر لگا دیا۔

چلو مولانا صاحب شروع ہو جاؤ ۔ ...چل میری رانی کھا کر بتا کیسا ہے ؟ آج تیرے واسطے ایک بہت مشہور " " دکان سے لایا ہوں سب

" .... شیر افگن مجھے نماز سے دیر ہو رہی ہے عصر کی نماز کے لئے "

اچھا تو آپ ایسا کرو مولانا صاحب کہ آپ چلے جاؤ جب تک میں اور میری شہزادی یہ سمو سے اور جلیبیاں " "کھاتے ہیں

غوثیہ نے سہمی سہمی نظروں سے دیکھا تھا اور اشارے سے منع کیا

مگر شیر افگن لوگ باتیں بنائیں گے "مولانا صاحب نے اشارے میں کچھ سمجھانا چاہا "

ارے مولانا صاحب لوگوں کی ایسی کی تیسی ۔ کسی مائی کے لال کی اگر ہمت ہے تو میرے سامنے آئے تو پھر " دیکھنا ایک کے بعد دوسری سانس بھی نہیں لے گا۔ "اس نے قمیص اوپر اٹھائی اور اپنی شلوار میں اڑسی گن نکال لی۔

آہ "غوثیہ تو وہ گن دیکھ کر ہی پوری جان سے کپکپا کر رہ گئی تھی۔ اس کے ہاتھ پیر کپکپانے لگے اور رنگت " سپید پڑنے لگی۔

خود مولانا فخرو بھی گھبرا گئے تھے ۔

غوثیہ کی آواز اور لرزنے پر شیر افگن نے گن کو ٹیبل پر رکھا "ارے تو کیوں ڈر رہی ہے میری جان .....یہ تو " تیری اور میری حفاظت کے لئے ہے۔

شیر افگن تم اس کو اندر جیب میں ہی رکھو "مولانا فخرو کو اندازہ تھا کہ غوثیہ کی کیا حالت ہو رہی ہوگی۔ "

" اچھا بابا یہ لو

" اور پھر شیر افگن نے گن کو واپس شلوار میں اڑس لیا۔ "اچھا یہ بتاؤ مولانا صاحب تم نماز پڑھ کر آ رہے ہو ؟

مولانا فخرو نے وال کلاک کو دیکھا ۔ ٹائم تو پورا ہو گیا تھا مگر اپنی عزت کی حفاظت بھی ضروری تھی۔

تمہیں اگر کوئی کام ہے تو بولو میرے پاس ابھی ٹائم ہے "مولانا فخرو غوثیہ کے پاس ہی بیٹھ گئے "

ہاں تو مجھے یہ کہنا تھا کہ میں غوثیہ سے اسی ہفتے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ کب تک میری امانت اپنے پاس رکھو " گے جلدی سے اسے مجھے سونپو اور تم جاؤ حج کرنے "شیر افگن بات تو ایسے دھڑلے سے کر رہا تھا جیسے اپنی نہیں کسی اور کی شادی کی بات کر رہا ہو اور اس قدر زہر لگ رہا تھا کہ اگر مولانا فخرو کے پاس یہ گن ہوتی تو چھ کی

چھ گولیاں اس کے سینے میں اتار کر زمین میں دفن کر دیں۔ انھوں نے بڑی شدت سے دعا کی اپنے رب سے کہ کوئی سبیل بنا میرے مولا اس غنڈے موالی سے غوثیہ کو بچانے کی۔

اور شائد قبولیت کی گھڑی بہت قریب تھی۔

" ہینڈز اپ "

تین چار پولیس والے بڑے دھڑلے سے اندر گھسے تھے اور سب نے پ ہاتھ میں تھامے شیر افگن کے گرد گھیرا ڈال لیا تھا۔ وہ اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا اور کھڑا ہو کر پولیس والوں کو گھورنے لگا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے ؟ تم لوگوں کو پتہ ہے آج میں اپنی شادی کی بات کرنے آیا تھا۔ "

شادی اور تو " ......ایک پولیس والے نے طنزیہ مسکراتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا۔"

چل تیری شادی ہم کرواتے ہیں جیل میں اچھی طرح "اور پھر اس کو گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔ "

شکر میرے مولا "مولانا فخرو نے دعائیہ ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے تھے۔ "

ابا " ....وہ روتی ہوئی ان کے سینے سے لگ گئی۔ "

شکر کرو میری بیٹی ابھی تو بلا ٹل گئی ہے۔ دعا کرو اس شیطان سے ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جائے۔ جاؤ " نماز عصر ادا کرو۔ میں بھی مسجد چلتا ہوں۔

غوثیہ نے نماز پڑھ لی تھی۔ شام کے لئے آلو کی سبزی اور چاول بھی تیار کر لئے تھے۔اور اب اپنا ناول مکمل کرنے بیٹھی تھی۔ جو شیر افگن کی وجہ سے مکمل نہیں پڑھ پائی تھی۔ بس پڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ اس کا فون بجنے لگا۔ اس نے ناول سائیڈ پر رکھا اور فون اٹھا کر دیکھا تو میس ج آیا ہوا تھا۔

ہائے کیسی ہیں ؟ "معی ی د علی کا میبیں ج تھا۔ "

آپ کیا کریں گے جان کر ؟ "اس نے فوراً جواب دیا تھا۔"

" دوستوں کی خیر خبر رکھنی چاہئے "

آپ کو یہ غلط فہمی کیونکر ہو گئی کہ ہم دوست ہیں ؟ "غوثیہ کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔ "

" تو کیا دوست نہیں ہیں ؟ "

آپ میرا پیچھا چھوڑیں گے نہیں "غوثیہ نے سوچتے ہوئے کہا "

اگر میں کہوں کہ نہیں تو پھر ؟ "مگر غوثیہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اور پھر یہ سلسلہ جو نکلا تو نکلتا ہی " چلا گیا۔ معی ید علی کے کوئی دس میبیں ج آتے تو غوثیہ بمشکل ایک جواب دیتی۔

تو کیا تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو مجھ سے ہر بات شیئر کر سکتی ہو تمہاری چند باتوں سے ہی میں نے اندازہ " "لگایا ہے کہ تم کسی مصیبت میں ہو، پریشانی میں ہو یا تمہیں کوئی دکھ ہے۔

ارے آپ نجومی بھی ہیں۔ "غوثیہ نے مذاقاً کہا تھا۔ "

"بات کو ٹالو مت، سچ بتاؤ، کیا جو میں نے کہا وہ سب سچ ہے ؟ "

پتا نہیں۔ "غوثیہ کی سیاہ نین سے اُداسی چھلکنے لگی تھی ،وہ جانے انجانے میں معی ی د علی کو گھنٹوں " سوچنے لگی تھی، پتہ نہیں کیوں شاید وہ اسکو جاننے لگا تھا، سمجھنے لگا تھا۔

اور جو معی ید علی کی سب سے اچھی بات لگی تھی وہ تھی کہ معی ید علی نے اب تک کوئی غیر اخلاقی بات غیر اخلاقی کوئی تصویر وغیرہ نہیں بھیجی تھی جس سے اسکی اچھی صاف ستھری سوچ کا اندازہ ہوا تھا ،مگر کبھی کبھی وہ سوچتی کہ یہ غلط ہے، یہ صحیح نہیں ہے، اگر مولانا فخرو کو پتہ چل گیا تو کیا

ہوگا، اور سب سے بڑھ کر شیرافگن جو زور زبردستی سے شاید اس سے شادی کر لے گا۔

ی ش کر لینا اوکے۔۔ "اور پھر اچھا مت بتائیں جب مکمل طور پر مجھ پر بھروسہ کرنے لگو تو کچھ بھی" دونوں ہی آف لائن ہو گئے تھے۔

★★★★★★★★★

عسکریم زیدی کو تھوڑی سی فکر ہوئی تھی، دل میں احساس جاگا تھا کہ کہیں وہ انجانے میں پری وش کے ساتھ کچھ غلط تو نہیں کر رہا، نادان شی گی میں کوئی تکلیف تو نہیں دے رہا۔۔۔ مگر جب جنید شاہ کا تھپڑ کانوں میں گوت ج ی اا تو آنکھوں میں مرچیں بھرنے لگتیں، خون میں شرارے دوڑنے لگتے، سانس میں کھولتے انگارے دہکنے لگتے اور اور پھر دل شدت سے چاہتا کہ پری وش سمیت اس جنید شاہ کو بھی زمین میں زندہ اتار دے۔
اس نے ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر نکلنے لگا تھا اس کی سوچوں کا محور پری وش ہی تھی جس کو وہ بڑی بے دردی اور بے حسی سے یونہی رات کو چھوڑ آیا تھا، یہ بھی نہیں سوچا نہ پرواہ کی کہ وہ بیہوش ہے اسکو تو بس اپنا بدلہ اپنا انتقام چاہئے تھا۔ "کہیں جارہے ہو۔۔۔؟"چائے کے گرم گرم سپ لیتا معی ید علی نے عسکری زیدی کو دیکھا تھا

جو شاید بہت جلدی میں تھا۔،

ہاں ایک ضروری میٹنگ ہے۔ "روکھا پھیکا سا انداز تھا، جس کو معی ید علی نے بغور دیکھا تھا۔"

ناشتہ تو کرتے جاؤ۔۔۔ اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آج سنڈے ہے آج آفس آف نہیں ہوتا تمہارا۔ "معی" ید علی نے نہایت جانچتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

ضروری نہیں کہ آفس می ںی یگ ہو۔"عکس ری زیدی نے ناگوار نظروں سے معی ی د علی کو دیکھا تھا۔ "

تم کل بھی دیر سے آئے تھے۔ "معی ید علی نے عسکریم زیدی باتوں اور ناگوار نظروں کا برا منائے بغیر پھر" سے سوال داغا تھا۔

تو تم اب میری جاسوسی بھی کرنے گے ہو؟ "عسکریم زیدی نے اب پوری طرح رخ اسکی جانب کیا تھا۔ "

نہیں میں نے تو ویسے ہی کہا ہے۔ "معی ید علی کندھے اچکاتے ہوئے کپ واپس ٹیبل پر رکھ دیا تھا"

"۔ "مگر یہ بھی سچ ہے کہ مجھے تمہاری بہت فکر ہے۔

تو میری مانو۔"عسکریم زیدی دو قدم آگے بڑھایا۔ "تمہیں میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ "عسکریم" زیدی نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

ابھی صبح آٹھ بجے یو کے سے زرینہ خالہ کا فون آیا تھا وہ تم سے بات کرنا چاہ رہی ہیں، تم انکی کال کیوں پک "نہیں کر رہے ہو؟

اچھا انفارم کرنے کا شکریہ میں ماما سے بات کر لونگا،اب اگر تمہارے سوالات بلکہ تفتیشی سوالات ختم ہوگئے " ہیں تو کیا میں جاسکتا ہوں؟ "طنز میں ڈوبا لب و لہجہ تھا۔

معی ید علی نے کچھ نہیں کہا تھا وہ جانتا تھاکہ عسکریم زیدی کی طبیعت ایسی ہی ہے بچپن سے ہی اسکا مزاج ضدی سا رہا ہے۔ جنید شاہ کی جاب بھی وہ ضد میں ہی کر رہا ہے جبکہ وہ جس قدر زہین اور قابل ہے وہ خود بھی جانتا ہے۔ مگر اسکی ضد اور شوق کے آگے کوئی نہیں بول سکتا۔ خود معی ی د علی نے بھی بہت سمجھانا چاہا مگر بے سود۔ کیونکہ عسکریم زیدی جب کچھ ایک بار ٹھان لے تو کسی میں

بھی ہ م

تہّ نہیں کہ کوئی ایک انچ بھی عسکریم زیدی کے فیصلے سے اسکو ہلا دے۔

عسکریم زیدی اور معی ید علی آپس میں خالہ زاد تھے، دونوں ہی ہم عمر تھے۔ عسکریم زیدی بچپن سے ہی حساس کے ساتھ ساتھ ضدی بھی تھا اسکی طبیعت ذرا مختلف قسم کی تھی، جتنا وہ ذہین اور قابل تھا اس سے زیادہ آدم بیزار ٹائپ کا انسان تھا، لوگوں سے ملنے جلنے کا قطعی کوئی شوق نہیں تھا، بس اپنے کام سے کام رکھنے سے مطلب تھا۔ چاہتا تو یو کے رہ کر اپنی قابلیت کو مزید آگے بڑھا سکتا تھا، مگر جانے کیا دل میں سمائی کہ یہیں پاکستان میں رہنا ہے، جاب کرنا ہے۔ حالانکہ معی ید علی نے آفر بھی کی مگر صاف بے دھڑک جواب دے دیا تھا۔ معی ید علی کو عسکریم زیدی بہت عزیز تھا، کزن سے بڑھ کر وہ اسکو سگا بھائی سمجھتا تھا۔ وہ جس دن گھر میں ایک دن کیلیے ہوتا تو کک سے کہہ کر سارے اسی کے پسند کے کھانے بنواتا، اسکو میٹھا بہت پسند تھا خاص کر کہ تین سے چار ڈشز میٹھے کی بنواتا۔ عسکریم زیدی بغیر کچھ بولے پیٹ بھر کے کھاتا تھا، شاذ و نادر مواقع آتے جب وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھتے، ورنہ عسکریم زیدی آفس سے آکر اپنے بیڈ روم میں ہی قید رہتا، کبھی کبھار معی ید علی ہی کافی بنا کر اس کے بیڈ روم میں چلا جاتا۔ وہ کچھ بول دیتا تو بہت مختصر سا جواب حاضر ہوتا تھا، ورنہ زیادہ تر وہ چپ ہی رہتا۔۔۔۔

مگر معی ید علی کو اس سے بھی سکون تھا کہ چلو وہ اس کے ساتھ بیٹھ کے کافی یا کھانا تو کھا لیتا ہے۔ مگر اسکو بہت بڑی فکر یہ بھی لاحق تھی کہ جنید شاہ نے بے دھڑک اس پر ہاتھ تو چھوڑ دیا تھا تو ابھی تک عسکریم زیدی خاموش کیوں ہے۔۔۔ اپنے دل کی بھڑاس کیوں نہیں نکالی؟ سب سے بڑھ کر یہ جاب کیوں نہیں چھوڑی؟ کیوں ریزائن لیٹر جنید شاہ کے منہ پر نہیں مارا۔۔۔؟ سمندر کے اندر ٹھہرا ہوا طوفان جب اُبلتا ہے تو اپنے ساتھ بہت سی تباہیاں بربادیاں لاتا ہے۔۔۔ عسکریم زیدی کی خاموشی کیا تباہی لائے گی کس کو برباد کرے گی جلا کے خاکستر کرے گی۔۔۔ معی ید علی کے ذہن میں ایسی بہت سی سوچیں الجھنے لگی تھیں۔

★★★★★★★★★★

عسکریم زیدی کوئی ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد اسی سناٹے اور خاموشی کی جگہ پہنچا تھا جہاں اس نے جنید شاہ کی بیٹی پری وشِ کو یرغمال بنا کے رکھا تھا۔

چابی سے تالا کھولا اور اندر داخل ہوا تھا دو ۔ کمرے پر مشتمل اس چھوٹے سے گھر جس خاموشی اور اندھیرے کا راج تھا پل بھر کو اس اندھیرے اور قبر سے زیادہ گہری خاموشی کو عسکریم زیدی نے اپنے اندر محسوس کیا تھا ،مگر پھر بہت جلد ہی سر جھٹکتا اور اپنے احساسات و محسوسات کو جھٹلاتا آگے بڑھا تھا۔ ڈرائیونگ کے دوران اس نے پری وشِ کیلیئے کھانے کو کچھ لے لیا تھا ،کھانے کا شاپر لئے وہ اسی کمرے میں داخل ہوا جہاں پری وش کو قید کر کے گیا تھا ،اس وقت گھڑی گیارہ بجے کا ٹائم بجا رہی تھی، سورج پوری آب و تاب سے آسمان پر جلوہ گر ، اپنی تیز جھلستی تپش بکھیر رہا تھا، اور اس تیز روشنی کواس دبیز اور بھاری پردے ہٹا کر اندر آنے کا راستہ دیا تھا تیز روشنی کمرے کی گھمبیر گھپ اندھیرے کو چیرتی ہر شے پر پڑنے لگی تھی ، شاپر کو اس نے ٹیبل پر رکھا اور

ی کپکپا رہی تھی۔ عسکریم زیدی نے بغور دیکھا تو نظریں اس جانب ڈورائیں جہاں پری وشِ گھٹنوں میں سر د اسکا بدن ہولے ہولے لرز رہا تھا جس کا مطلب تھا وہ رو رہی ہے ،اسکو بھی پتہ تھاکہ اس کے مقابل ایک بے حس اور پتھر انسان کھڑا ہے ۔ شاید اسی لئے خود ہی ہوش میں آگئی تھی۔ عسکریم زیدی طنزیہ مسکرہٹ بکھیرتا آگے بڑھا، اور اسکو بازو سے تھام کر کھڑا کیا ۔

جاؤ جا کر پہلے اپنا منہ دھو پھر کھانا کھاؤ ۔ "اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتی اس نے عسکریم زیدی پر اپنا دوسرا" ہاتھ دھر دیا ، عسکریم زیدی نے پلٹ کر اسکو دیکھا تھا۔

مجھے جانے دیں پلیز، مجھے میرے پاپا کے پاس جانا ہے - مجھے یہاں بہت ڈر لگتا ہے۔ "ان بڑی بڑی" آنکھوں میں زمانے بھر کا خوف تھا، ڈر تھا - میدے جیسی رنگت پر جابجا سرخ انگلیوں کے نشان چسپاں تھے۔

عسکریم زیدی - نے کتنے غور سے یہ چہرہ دیکھا تھا، جس نے کبھی کسی لڑکی کو نظر اٹھا کے نہ دیکھی ہو جانے کیسے یہ نظر اس خوف زادہ چہرے پر ٹھہر سی گئی تھی - یہ دل اس دل کو کیا ہو گیا ہے یہ تو پتھر تھا نا - - - ؟ تو اس میں جونک کیسے لگ گئی، یہ دھڑکنے کیوں لگا ہے؟ بدلے اور انتقام پر یہ پردہ سا کیوں گرنے لگا ہے ؟ بھڑکتی دہکتی آگ کم کیوں ہونے لگی ہے؟ آخر کیوں - - - وہ کیا

عجیب سا محسوس کرنے لگا ہے جو وہ خود نہیں جان پارہا پہچان نہیں پارہا۔ - - ؟ آخر کیا ہے - - - ؟ اور اس سے پہلے وہ کسی نتیجے پر پہنچتا پری وشِ نے پاس پڑی موٹی سی لکڑی اس کے سر پر دے ماری، ضرب اس قدر زور دار تھی کہ وہاں سے خون کا فوارہ اُبل پڑا تھا۔

پری وشِ نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑاتی دروازے کے سمت بھاگی تھی مگر اس کی تیزِ الرٹ ہو گئیں، اس نے اپنے بہتے خون کی پرواہ کئے تیزی دکھانے سے پہلے عسکریم زیدی کی ساری بغیر ایک ہی جست میں ہاتھ بڑھا کر اسکی کلائی تھامی اور ایک زوردار چانٹا اس کے چہرے پر مار کے زمین پر دھکادیا، وہ یہ وار سہہ نہ سکی اور نیچے فرش پر بری طرح گری تھی - - -

آہ"" - - - اس کی کمر اور شانے پر بری طرح لگی تھی کہ وہ درد سے بلبلا کے رہ گئی تھی - ""

★★★★★★★★★★★★

عسکریم زیدی بے پناہ غصے میں آگے بڑھا تھا۔ پری وش نے اس کہ اپنی جانب بڑھتے دیکھا تو تیزی سے پیچھے کی جانب کہ کھسکی تھی۔ مگر عسکریم زیدی کے ہاتھ میں اس کا پاؤں آچکا تھا۔ اور جو پکڑ کر کھینچا تو سر فرش پر لگا تھا اور وہ گھسٹتی ہوئی اس کے پیروں سے جا لگی تھی۔

بہت شوق ہے نا تجھے بھاگنے کا ؟ "گھورنے کے ساتھ وہ غرایا بھی تھا۔ ہاتھ بڑھا کر اس کے گلے سے دوپٹہ " کھینچا تھا۔

پری وش روتی ہوئی اپنا دوپٹہ لینے آگے بڑھی تھی کہ اس نے ایک بار پھر اس کو بری طرح سے جھٹک دیا اور اس کا دوپٹہ پھاڑ کر اس کے دہ ٹکڑے کیے ۔ ایک سے اس کے دونوں پاؤں اور دوسرے سے اس کے ہاتھ باندھ دیئے اور پھر اس کو اٹھا کر بیڈ پر پٹخنے کے سے انداز میں پھینکا تھا۔ وہ بیچاری پوری جان لگا رہی تھی چیخ رہی تھی

خدا کے لئے مجھے چھوڑ دیں --- مجھے جانے دیں "بلک بلک کر فریاد کر رہی تھی "

"چپ ----- ایک دم چپ "

اس کی شیر جیسی چنگھاڑ پر پری وش جیسی نازک جان سہم کر رہ گئی۔ اس کی سانسیں تھم گیئں اور دل کی دھڑکنیں رک گیئں۔ ہرنی کی

طرح خوفزدہ نظروں سے اس کو دیکھنے لگی۔ کسی بے بس ننھی سی چڑیا کی طرح سے سہمنے لگی تھی وہ۔

اگر ایک لفظ بھی مزید بولا یا ذرا سی بھی آواز نکالی تو زبان گدی سے کھینچ لوں گا "انگشت شہادت اٹھا کر وارن " کیا تھا۔

آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے جیسے وہ ابھی اس کو جلا کر خاکستر کر دیں گے۔ کمرے میں خاموشی کا راج تھا۔ وہ خوفزدہ نظروں سے عسکریم زیدی کو دیکھ رہی تھی جو اپنا بہتا خون صاف کر رہا تھا، ضرب شائد گہری لگی تھی کہ خون بند ہو کر نہیں دے رہا تھا۔ اور اس کا وہ سرخ خون دیکھ دیکھ کر اس کو اپنی موت نظر آ رہی تھی۔ شائد وہ اس کو آج ہی ختم کر دے۔ اس کو جان سے مار دے۔ ایسی سوچیں اس کا خون خشک کر رہی تھیں۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی سنسنانے لگی تھی۔ اس کی سانس تھم تھم کر چلنے لگی تھی کیونکہ عسکریم زیدی نے اپنا خون صاف کر لیا تھا اور اب اس کی طرف آ رہا تھا۔ پری وش دھیرے دھیرے پیچھے کو کھسکنے لگی۔ اس کہ اپنی جان سع زیادہ اپنی عزت و آبرو اور اپنی نسوانیت کی فکر لاحق ہو گئی تھی۔

کیونکہ انتقام اور بدلے کی آگ میں وہ اس قدر اندھا ہو چکا تھا کہ جائز اور ناجائز کی تمیز نہ کرے۔ عسکریم زیدی اس کی سوچوں سے بے خبر بیڈ پر بیٹھ چکا تھا۔

دیکھیں آپ مجھے جان سے مار دیں -- میرا گلہ دبا دیں مگر .....پلیز آپ کو اللہ اور رسول کا واسطہ میری عزت " .... و آبرو پر ہاتھ مت ڈالنا۔ میرے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرنا "

واٹ .....؟ "عسکریم زیدی پہلے تو کچھ سمجھا ہی نہیں مگر جب سمجھا تو اس کے سب اعصاب " جھنجھنا گئے۔ غصے کی ایک تیز لہر اسکے اندر اٹھی تھی۔

"... ن ایسا الٹا ہاتھ منہ پر ماروں گا کہ پورا جبڑا باہر آ جائے گا .....نا"

پری وش کی بڑی بڑی آنکھوں میں وہ سمندر ٹھہرا ہوا تھا جسے وہ عسکریم کے ڈر سے باہر آنے کا راستہ نہیں دے رہی تھی۔

اس نے ایک تیز نظر اس پر ڈالی اور کھانے کی شاپر اٹھالی۔

اب کوئی حرکت نہیں ہونی چاہیئے "اس نے اس کے ہاتھ کھولتے ہوئے کہا۔ "ورنہ اس سے زیادہ بری طرح " "سے پیش آؤں گا ۔ چپ چاپ کھانا کھاؤ۔

پری وش کی اب ویلے بھی ساری ہمت سلب ہو چکی تھی اور سوچنے سمجھنے کی سب صلاحیتیں مفلوج ہو چکی تھیں۔ یاد تھا تو بس اتنا کہ اس کو شدید بھوک لگی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اس کا روم روم کانپ رہا تھا۔

★★★★★

ہائے "معی ید علی اپنی آفس کی کوئی ضروری فائل دیکھ رہا تھا جب اس کے موبائل کی ٹون بجی۔ اس نے " اپنا سر اٹھا کر موبائل کی طرف دیکھا جہاں "غوشیہ اعوان "کا میسیں ج آیا ہوا تھا۔ اس نے اپنی فائل بند کر کے ایک طرف رکھی۔

" ہیلو ...کیسی ہو ؟ "

" فائن ...اور آپ کہاں ہیں ؟ "

تمہارے دل میں " ...معی ید کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ دوڑ گئی۔ مگر وہاں سے کوئی ری ایئ نہیں " آیا۔

"کیا ہوا ؟ غلط کہہ دیا کیا کچھ ؟ "

" ...پتہ نہیں "

" .. تو پتہ کرو نا "

" ... تم جانتی ہو کل سیٹر ڈے تھا ... سیٹر ڈے نائٹ "

ہاں تو " ...نا سمجھی کا سا انداز تھا "

" تو یہ کہ میں ساری رات جاگتا رہا اور تمہیں مس کرتا رہا۔ "

بری بات ہے یہ تو "..غوشیہ مسکرا دی "

کیوں اس میں بری بات کیا ہے ؟ "جواب حاضر تھا "

" اگر جاگتے رہے تھے تو ایک کام کرتے "

" وہ کیا ؟ "

جائے نماز بچھاتے اور سو رکعت نماز نفل کی نیت باندھ لیتے۔ "شرارت سے بولتے اس کی خود کی بھی ہنسی " نکل گئی۔

اور کوئی حکم ؟ "ایسے سادگی سے پوچھا گیا تھا کہ وہ سمجھ نہ سکی تھی "

" نہیں نہیں بس ایک یہی کام کر لیتے کافی تھا "

" ایک بات کہوں ؟ "

جی کہیے "سکرین پر فر فر اب اس کی انگلیاں چلنے لگی تھیں۔ "

" میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں ...اپنی تصویر بھیجو "

نئی فرمائش پر غوثیہ خاموش ہو کر رہ گئی۔ اور معی ید اس کی خاموشی کو سمجھ سکتا تھا، پڑھ سکتا تھا۔ وہ کیا سوچ رہی ہے وہ جان گیا تھا۔ "غوثیہ ....کیا تم مجھے سن رہی ہو ؟ "

" جی کہیئے "

تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو "... معی ید کو دل سے یہ لڑکی پسند آئی تھی ۔ بنا دیکھے وہ دل ہی دل میں " اس کو چاہنے لگا تھا۔ اور اس نئے احساس کو وہ اس سے بھی شیئر کرنا چاہتا تھا۔ غوثیہ کا کوئی جواب نہیں آیا تھا مگر وہ اس کو کسی مشکل میں بھی نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

آل رائیٹ ... تم ٹینشن مت لو ...بعد میں جب تمہارا دل مطمئن ہو جائے گا تو ہم اس ٹاپک پر بات کر " لیں گے۔ اینی وے ...یہ لو تم مجھے دیکھو "...اور پھر معی ید نے اپنی تصویر اس کو پوسٹ کر دی

غوثیہ نے اس کی تصویر دیکھی، بلوریں آنکھیں، گندمی رنگت اور دلکش مسکراہٹ سمیت وہ اس کی موبائل سکرین پر جگمگا رہا تھا۔

کیسا لگا میں ؟ "دوسری طرف سے پوچھا گیا تھا۔ "

ن لکل میرے خوابوں کے شہزادے کے جیسے "اس نے دل ہی دل میں خود سے کہا تھا مگر اسے ٹیکسٹ " نہیں کیا تھا۔

" غوثیہ ...؟ "

غوثیہ کو یوں لگا جیسے وہ اس کے سامنے آبیٹھا ہو اس نے جلدی سے موبائل آف کیا اور سائیڈ میں رکھ دیا اپنے دھک دھک کرتے دل کو سنبھالے وہ کھڑی ہو گئی۔ ۔ ۔ ہونٹوں پر شرمگیں سی مسکراہٹ نے اپنا گھر بنا لیا تھا تو ان سیاہ نین میں معی ید علی کی تصویر قید ہو کر رہ گئی تھی ۔ مگر یہ خوبصورت لمحات یہ حسین انوکھے جذبات ،

یہ سرور دم توڑتا محسوس ہوا جب پوری طاقت سے ایک اور چہرہ ان سب پر چھا گیا تھا۔ ۔ ۔ اور وہ چہرہ تھا شیرافگن کا ۔ ۔ ۔ جو ایک حقیقت و

ایک کڑوا سچ ہے ۔ ۔ ۔ ابھی تو وہ نہیں ہے مگر کب تک ۔ ۔ ۔ کب تک وہ جیل میں رہے گا اور اس کا حکم تھا جیسے ہی وہ جیل سے باہر آئے گا سب سے پہلے برات لے کر یہاں آئے گا ۔ ۔ ۔ ایک نئی فکر نئی سوچوں کے دروازے اس پر کھول گئے تھے ۔ ۔ ۔ شیرافگن کو منع نہیں کیا جا سکتا کچھ بھی ہو۔ چاہے وہ مولانا فخرو کو مار دے مگر وہ غوشیہ سے ہر حال میں شادی کر کے رہے گا ۔ ----* ----*-----

ملک سفیان کی شادی انشراح سے ہو گئی تھی ۔ کسی کی خوشی تو کسی کی مجبوری کے ساتھ وہ ملک ولاِ میں دلہن بن کر آ گئی تھی ، انشراح اور سفیان ملک اور عمر کی کیا ڈیل تھی یہ دو سال کی پیپر میرج تھی اس کے بارے میں صرف یہی تینوں جانتے تھے یہاں تک کہ سفیان ملک نے اپنے بیسٹ فرینڈ معی ید علی کو بھی اس بات سے بے خبر ہی رکھا۔

یار دو سال کی تو بات ہے میں نے جو کیا ہے بہت سوچ سمجھ کہ کیا ہے ۔ ۔ ۔ سفیان سر کی نیچر کو جانتے "
ہوئے ہی میں نے اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے "فون کے اس پار عمر انشراح کو تسلی دے رہا تھا
جو بھی ہے مگر میں اس وقت انگاروں پر بیٹھی ہوں یہ رات یہ خوبصورت لمحات یہ حسین پل میں "

نے صرف اور صرف تمھارے حوالے سے ہی سوچا ہے ۔ میرے ہاتھوں کی مہندی یہ روپ

سروپ صرف تمھ اارے نام کے محتاج ہیں ۔ میں کیسے اس میں کسی کو شامل کر لوں ۔ ۔ ۔ "انشراح کی جھیل جیسی گرین آنکھوں میں نمی سی بھرنے لگی تھی لب و لہجے میں اداسی و مایوسی کا

، واضح عنصر نمایاں تھا

" میں جانتا ہوں انشراح مگر میرے خاطر یہ کڑوا گھونٹ تمہ ن پینا ہی ہوگا"

" تمھارے خاطر ہی تو میں نے یہ کڑوا زہر حلق میں انڈیلا ہے اس شادی کے لیے ہاں کہی ہے ۔"

" بس تو پھر کچھ ٹائم میرا ویٹ کرو "

" اور میں تمہارا ویٹ کروں گی

وہ اور بھی کچھ بولنے والی تھی کہ پیچھے سے کسی نے نہایت ہی جارحانہ انداز میں دروازہ بند کیا تھا کہ وہ دو فٹ اچھل کر رہ گئی ۔ ۔ ۔ اس نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو سفیان ملک تھا ۔ ۔ ۔

انشراح نے فون آف کیا اور چینج کرنے کیلئے واڈروب کی سمت بڑھی جہاں کسی رشتےدار خاتون نے

،یں تھے   اس کے کپڑے رکھ د

" اے بات سنو "

وہ اس سے پہلے کپڑے لے کر واشروم میں جاتی سفیان ملک کے پکارنے پر پلٹی تھی ۔ ۔ ۔ انشراح کو اسکا پکارنے کا انداز خاص پسند نہیں آیا تھا، دل تو چاہا ٹوک دے مگر چپ رہی ، "اپنا یہ سارا سامان اٹھاؤ یہاں سے ۔ ۔ ۔ مجھے سخت نفرت ہے ان چیزوں سے"

انشراح نے جہازی سائز بیڈ پر دیکھا جہاں اس کے بالوں کے موتیوں کے گجرے ہاتھوں کے پھولوں کے کنگن اور ساتھ کچھ کانچ کی ایک دو چوڑیاں بھی ٹوٹی پڑی تھیں، اسے یاد آیا کہ عمر نے سفیان ملک کے بارے میں بتایا تھا اسے عورتوں سے شدید نفرت ہے ۔ ۔ ۔ اس لیے وہ بغیر کچھ کہے آگے بڑھی تھی اور بیڈ پر سے وہ سارے پھولوں کے گجرے وغیرہ اٹھائے تھے ،اور سب کے سب وہیں بے دردی سے سائیڈ میں ٹیبل پر پھینک دئے تھے کیونکہ جتنی نفرت اسے ان گجروں اور پھولوں سے تھی انشراح کو اس وقت اسے کم نفرت نہیں ہو رہی تھی ہاں اگر عمر کے نام کے ہوتے تو وہ ضرور سنبھال کے رکھتی ۔ ۔ ۔

وہ کپڑے لے کر پہلے ہی ڈریسنگ روم میں جا چکا تھا ،انشراح پر ایک غلط نگاہ ڈالنا بھی گوارہ نہیں تھا شاید اسے یہ ڈر تھا کہ وہ کوئی چھوت کی بیماری ہے جو اسے دیکھنے سے ہی لگ جائے گی۔ ۔ ۔ سفیان ملک کے باہر آنے سے پہلے ہی انشراح اس کا جہازی سائز بیڈ سنبھال چکی تھی ،سفیان ملک نے ناگوار نظروں سے انشراح کو دیکھا ، اور ٹاول کو ایک طرف اچھالتا آگے بڑھا تھا

" محترمہ یہ میرا بیڈ ہے"

" ہاں تو "

، تو یہ کہ تم یہاں سے اٹھو اور وہاں صوفے پے جا کر سوؤ "اسکا لٹھ مار انداز سفیان کو بہت کھلا تھا"

سوری میں بیڈ کے بغیر نہیں سو سکتی مجھے اس کے بغیر نیند نہیں آئے گی .آپ یوں کریں بیڈ پر سونے کے بجائے آپ خود صوفے پے سونے کی عادت ڈالیں "انشراح چڑ گئی تھی

واٹ "سفیان ملک تو سلگ کر رہ گیا تھا اس کے اتنے شاندار جواب پر بلکہ کہنا چاہئے اسکی ڈھٹائی پر۔۔۔"

تو مہارانی صاحبہ غریب عمر سے کیسے دل لگا بیٹھی ہو میرا تو خیال ہے جس آسائش کی آپ عادی ہیں وہ سب تو وہاں مہیا نہیں ہیں "

سفیان ملک نے بھگو کر طنز کا تیر مارا تھا۔۔۔

"اٹس نن آف یور بزنس "

، سفیان ملک کن یطرف سے آئے طعنے نے انشراح کو غصہ دلا دیا تھا

فی الحال تو میں کسی بھی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں مجھے آرہی ہے شدید نیند۔۔۔ اور اس کیلئے یہ بہت ضروری ہے "

ت کھینچ کے سائیڈ پے پھینکا اور اس نازک اندام وجود کو سفیان ملک آگے بڑھا اور اس پر سے ن ل ی ی ک اپنے مظبوط بازؤں میں بھرے صوفے پر لے جا کر پٹخ دیا تھا ، "ہاؤ ڈیر یو۔۔۔ ہمت کیسے ہوئی تمہاری مجھے ہاتھ لگانے کی "

وہ جلے پیر کی بلی کی طرح غرانے لگی تھی،غصہ سے اسکا رواں رواں کانپ اٹھا تھا۔

" کیونکہ تمہیں ہاتھ لگانے کا مجھے پرمٹ حاصل ہے "

" نو۔۔۔ میں تمہیں اس کی اجازت قطعی نہیں دونگی یاد رکھنا مجھے گوارا نہیں "

اشارے کنائیوں میں وہ بہت کچھ اسے سمجھا گئی تھی ، سفیان ملک پر یہ ضرب تیر بن کر چبھی تھی۔ وہ واپس ، پلٹا اور خوبصورت گرین کانچ میں اپنی سرمئی نگاہیں گاڑھ دی تھیں

" نفرت ہے مجھے تم جیسی عورتوں سے شدید نفرت جو اپنے ماں باپ کی عزت پر دھبہ لگاتی ہیں"

مطلب کیا ہے آپ کا اس بات سے - - - اور آپ کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے کہ میں کیا کرتی" ہوں کیا نہیں یہ شادی صرف پیپر میرج ہے وہ بھی دو سال تک کیلئے جب عمر آجائے گا میں یہاں ایک لمحہ بھی نہیں لگاؤنگی - - - اور مجھے اس بیڈ روم کو بھی آپکے ساتھ شیئر کرنے میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے - - - آپکو آپکا بیڈ روم اور یہ بیڈ مبارک ہو میں کہیں بھی جا کر سو جاؤنگی":"

اسے جہاں سفیان ملک کی عورتوں سے نفرت کا سوچ کر سکون ملا تھا دوسری جگہ وہ اس پر اس طرح کی ضربیں لگائے گا یہ سب انشراح کی برداشت سے باہر ہے -

انشراح جانے لگی تھی کہ سفیان ملک نے اسکا نازک بازو پکڑ کے اپنی جانب کھینچا کہ وہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکی اور سیدھا اس کے چوڑے سینے سے لگی تھی ،

یہ کیا بے ہودگی ہے "انشراح بلبلا کے رہ گئی"،

تمہارے ان ہتھکنڈوں سے عمر ہی ایمپریس ہوتا ہوگا مجھ پر ان کا کوئی اثر نہیں "یہ کہہ کر سفیان ملک نے " دوبارہ اسکو کسی ربڑ کی گڑیا کی طرح صوفے پر پٹخ دیا تھا -

کیا .....کیا ....کہنا کیا چاہتے ہیں آپ؟ "انشراح کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اسکو عمر کے نام کے طعنے " کیوں دے رہا تھا- اسکا پورا خون غصے کی وجہ سے چہرے پر دوڑنے لگا تھا-

کہا نا فی الحال میں کسی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں.....مجھے شدید نیند آ رہی ہے "سفیان ملک اک تیز نظر اس کے وجود پر ڈالتا بیڈ کی طرف بڑھ گیا

جاہل، گنوار "وہ دل ہی دل میں اسے گالیوں سے نوازتی صوفے پر ہی لیٹ گئی تھی "

****

!سمندر کی شوریدہ آوارہ لہریں جب کناروں سے ٹکراتی ہیں۔ تو......

کچھ ان کہی۔ کچھ ان سنی

!سرگوشیاں کرتی ہیں۔ انہیں بغور سنو......

وہ کہتی ہیں۔

مجھے تم سے پیار ہے... ہاں

مجھے تمہارا بس اک تمہارا انتظار ہے۔ جاناں...۔

غوشیہ ان خوبصورت لفظوں کو پڑھ رہی تھی جو معی ید نے اس کو فون پر بھیجے تھے۔

وہ جانتی تھی کہ ان خوبصورت لفظوں کا کیا مطلب ہے مقابل کیا کہنا چاہتا ہے۔ اور شاید کچھ جاننا بھی چاہتا ہے۔مگر غوشیہ اعوان جانتی ہے کہ اگر اس نے ان لفظوں کو کوئی انجام دیاتو نقصان صرف اس کا ہی نہیں اسکے چاہنے والے بے حد عزیز باپ کا بھی ہے۔

" پسند آئی نظم "

معی ید علی کا میسیں ج آگیاتھا،غوشیہ بس خاموشی سے چمکتی اسکرین پر ان چمکتے لفظوں کو دیکھ رہی تھی سمجھ ہی نہیں آ رہا تھاکہ آخر وہ کیا بولے کیا جواب دے معی ید علی اپنی پسندیگی ظاہر کر چکا تھا اپنی محبت کا اظہار کر چکا تھا۔ کافی دیر تک کوئی میسیں ج نہیں آیا تو معی ید علی کا میسیں ج پھر آیا تھا۔

"غوشیہ "

"جی "

"کیا سوچ رہی ہو؟ "

کچھ نہیں "وہ بہت اداس اور غمگین ہو گئی تھی۔کیا اس پر خوشیوں کا کوئی حق نہیں ہے اسکے نصیب میں " ایک غنڈا موالی،قاتل ہی ہے۔۔۔جس سے ایک زمانہ ڈرتا ہے خوف کھاتا ہے۔۔۔اس محلے کا ہر فرد اس کی موجودگی سے خوف و ہراس کا شکار رہتا ہے۔۔۔اور جب سے محلے والوں کو یہ پتہ چلا ہے کہ اس غنڈے شیر افگن نے مولانا فخر کی بیٹی غوشیہ سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا

ہے تو سب اپنی اپنی بیٹیوں کی جانب سے پر سکون و مطمئن ہو گئے تھے وہ اپنی لامتناہی سوچوں میں جانے اور کتنی دیر منہمک رہتی کہ اس کا فون بجنے لگا تھا۔غوشیہ نے حیران ہو کر فون کی اسکرین دیکھی تھی،آج سے پہلے تو معی ی د علی نے فون نہیں کیا تھا۔ آج معی ید علی نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر فون کر ہی لیا تھاوہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا اپنی محبت اور چاہت کا یقین دلانا چاہتا تھا سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ اس سے فلرٹ نہیں کر رہااس سے فون پر کوئی ٹائم پاس نہیں کر رہا بلکہ وہ اپنے دل میں اس کے لیے سچے جذبات رکھتا ہے وہ اسکو پل پل اپنے آس پاس محسوس کرتا ہے

غوشیہ فون ریسو کرو۔۔۔ "فون ریسو نہ کرنے پر معی ید علی نے پھر سے میسیں ج کیا تھا۔۔۔"

معی ید یہ صحیح نہیں ہے ۔۔۔ "غوشیہ نے جواب دیا"

کیا صحیح نہیں ہے میرا فون کرنا یا میرا تم سے اظہارِ محبت کرنا؟ "معی ی د علی نے تیزی سے ٹیکسٹ بھیجا" تھا۔

" دونوں۔۔۔۔ "

" پر کیوں--- "

"کیوں کہ آپ میرے میں کچھ نہیں جانتے ہیں--- میں آپکی طرح کسی ہائی فیملی سے تعلق نہیں رکھتی-- "

محبت ہائی فیملی مڈل فیملی کچھ نہیں دیکھتی--- محبت صرف محبت مانگتی ہے اور تمہیں تو اندازہ بھی نہیں کہ " ان دو مہینوں میں تم میرے لیے کیا ہو گئی ہو میں نے تمہیں دیکھا نہیں مگر پھر بھی صرف تم ہی میرے دل میں رہتی ہو میری سانسوں میں مہکتی ہو میرے دل میں دھڑکن بن کر دھڑکتی ہو--- آتی جاتی--- میری ہر سانس تمہاری ہی مالا جپتی ہے--- میں نے سچے دل سے اپنے دل کی بات کہی تھی--- مگر تم نے تو یہ بات کہہ کر مجھے میری محبت کے سامنے شرمندہ کر دیا ہے میری محبت کو دولت کے ترازو میں تول کر مجھے میری ہی "نظروں میں شرمندہ میں گرا دیا ہے ---

"وہ بات نہیں آپ غلط سمجھے ہیں "

" اوکے فائن--- میں تم سے ملنا چاہتا ہوں تمہارے گھر آنا چاہتا ہوں اپنا فون نمبر اور گھر کا ایڈریس دو--- " غوشیہ نے کوئی جواب نہیں دیا اسکا تو دل ہی ڈھڑکنے لگا اگر شیر افگن کو بھنک بھی پڑ گئی تو---اس سے آگے ،کی سوچیں نہایت تکلیف دہ تھیں---اس نے بغیر کوئی جواب دیئے ڈیٹا کنکشن آف کردیا

معی ید علی نے ایک لمبا سانس کھینچا اور فون بندکر کے سائیڈ میں رکھ دیا، غوشیہ تمہیں مجھ پر اعتبار کرنا ہوگا، بھلے ہی تمہارے دل میں میرے لیے کوئی جذبہ کوئی احساس نہیں مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں پوری سچائی اور پورے خلوص سے تمہاری طرف بڑھا ہوں،اسکی ہر سوچ کا محور فی الحال غوشیہ اعوان تھی۔

سلام صاحب "ملازم کی آواز پر معی ید علی کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا تھا معی ی د علی نے داخلی دروازے سے" اندر آتے زیدی کو دیکھا تو جیسے پیروں تلے سے زمین نکل گئی ہو وہ صوفہ سے اٹھ کر تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا۔

عسکریم یہ کیا ہو گیا ہے تمہیں یہ سر پر زخم کیسا ہے یہ پٹی کیوں بندھی ہے "سیکنڈ میں ہی معی ید علی " نے عسکریم زیدی کے سر کا پورا جائزہ لے لیا تھا، وہ بہت فکر مند تھا پریشان تھا اس کے لیے، "اور تم تین دن سے کہاں تھے تم جانتے ہو میں کس قدر پریشان تھا فکر ہو رہی تھی مجھے تمہاری، کتنا میں نے تمہارے نمبر پر "کال کی مگر تم نے کال ریسو نہیں کی۔۔۔آخر تم چپ کیوں ہو جواب کیوں نہیں دے رہے۔۔۔

کیوں مجھ سے اتنے سوالات کر کے مجھے پریشان کر رہے ہو "سپاٹ لب و لہجے میں کہتے ہوئے وہ صحیح معنوں " میں چڑ گیا تھا۔

اپنی پریشانی کی فکر ہے اور جو میں پریشان ہو رہا تھا اسکا کیا "معی ید علی کو اسکا سرد لب و لہجہ ن لکل بھی برا " نہیں لگا تھا۔

میں نے تمہیں نہیں کہا کہ میرے لیے پریشان ہو "لہجہ ہنوز ویسا ہی سرد سا تھا۔ "میں۔۔۔ کیوں پریشان نہ " ہو بھائی ہو تم میرے۔۔۔ "معی ید علی نے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا جس کو عسکریم زیدی نے بے دردی سے جھڑک دیا تھا۔

خالہ زاد بھائی۔۔۔۔۔ "عسکریم زیدی نے فوراً ٹوک دیا تھا۔"

تم جو بھی سمجھو۔۔۔ مگر تم ہو تو میرے اپنے۔۔۔۔ "جذبات سے مغلوب ہو کر اس نے پھر سے اسکا ہاتھ" تھام لیا تھا۔

دیکھو عسکریم بھلے سے ہی تم مجھے کچھ نہیں سمجھتے ہو کوئی اہمیت نہ دیتے ہو مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں " "تمہیں اپنے سگے بھائیوں کی طرح چاہتا ہوں

میں بہت تھک گیا ہوں اگر تمہاری تقریر ختم ہو گئی ہو تو میں جاؤں "عسکریم زیدی نے اب کے نرمی سے" اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹایا تھا۔ آنکھوں میں بے زاریت ہی بے زاریت تھی۔

اوکے۔۔۔ مگر پلیز اتنا تو بتا دو یہ زخم کیسے لگا سر پر کون سے ڈاکٹر کو دیکھایا ہے اگر کہوں تو کسی اچھے ڈاکٹر کو " "دیکھا دوں

نہیں اس کی ضرورت نہیں میں ڈاکٹر کو دیکھاتا ہوا ہی آیا ہوں زیادہ گہرا زخم نہیں ہے۔۔۔اب اگر تمہاری تسلی" ہو گئی ہو تو مجھے جانے دو گے۔۔۔ "معی ید علی نے کچھ نہیں کہا اور خاموشی سے سائڈ پر ہو گیا

عسکریم زیدی بنا اسے دیکھے وہاں سے ہٹتا چلا گیا تھا۔مگر اپنے پیچھے معی ی د علی کی نگاہوں میں بہت سارے مشکوک سوالات چھوڑ گیا تھا، عسکریم زیدی اپنے بیڈ روم میں آیا تو سب سے پہلے واڈروب کی جانب بڑھا۔۔۔تین دن سے ایک ہی جینز شرٹ میں تھا۔۔۔واڈروب سے تیزی سے ایک ٹراؤزر اور ٹی شرٹ نکالی۔۔۔سر سے پٹی ہٹائے وہ واش روم میں گھس گیا تھا،۔۔۔

پندرہ بیس منٹ بعد وہ نہادھو کر نکھرا نکھرا سا واش روم سے باہر نکلا گھنے بال تولیے سے رگڑتا وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکھڑا ہوا تھا،بالوں کو خشک کر کے تولیہ صوفے پر پھینکا اور ہیئر برش اٹھا کر برش کرنے لگا،مرر میں ،چھب سے کسی کا خوفزدہ ڈرا سہما سا عکس جھلملانے لگا تھا

شہد جیسی رنگت پر بڑی بڑی سی آنکھیں اور ان آنکھوں میں بے انتہا خوف ان آنکھوں پر پہرا دیتی سیاہ لمبی خم دار آنکھیں۔۔۔جو جھپک جھپک اسکو دیکھتی تو کبھی ڈرو خوف سے نظریں چراتیں، گلاب سی پنکھڑی لب جن پر وہ کبھی کبھی زبان پھیرتی تو کبھی موتیوں جیسے خوبصورت دانتوں سے بے دردی سے کچلتی۔۔عسکریم زیدی کی ایک سخت نظر سے اسکا دل سہم کر سکڑتا تھا۔۔۔

عسکریم زیدی کے عنابی لبوں پر بے ساختہ ہی مسکراہٹ ر ی ی تھی۔صاف شفاف شیشہ پر پری وشِ کا گھبرایا سہما سا عکس پورے طمطراق سے جلوگر ہوا تھا،بے اختیار عسکریم زیدی کا ہاتھ اس عکس کی طرف بڑھا تھا،

"عسکریم-----"

دروازہ ناک کیے بغیر معی ی د علی اندر داخل ہواتھا ،معی ی د علی کی موجودگی پر عسکریم زیدی کے عنابی لبوں پر بیساختہ کھلتی مسکراہٹ وہیں دم توڑچکی تھی بڑھا ہوا ہاتھ اس نے وہیں پہلو میں گرا لیا تھا،چہرے پر جہاں کسی چہرے کو سوچ کر تھوڑی دیر کو ملائمت کے رنگ بکھرے تھے وہاں اب چٹانوں جیسی سختی تھی،ایک سرد سی کیفیت تھی،---

کیا مسئلہ ہے تم یہاں مجھے سکون سے کیوں نہیں رہنے دیتے ہو؟ " صحیح معنوں میں کہا جائے تو اسوقت " معی ید علی کی مداخلت اسکو سخت ناپسند آئی تھی۔

میں تمہارے لیے کھانا لایا تھاپتہ نہیں ان تین دنوں میں تم نے کیا کھایا اور ٹھیک سے کھایا بھی ہے کہ " نہیں "عسکریم زیدی کی اکھڑی بات اور سرد لب ولہجے کڑوے مزاج کا برا منائے بغیر اس نے ٹرالی گھسیٹی اور روم میں رکھے آئرن صوفہ سیٹ کی طرف لے آیا تھا،اور ٹرالی میں سے چکن بریانی کی ٹرے، سلاد،رائتہ،فرنی سب نکال کر اس کانچ کے ٹیبل پر قرینے سے رکھ دیا--- "چلو آجاؤ--بعد میں چاہے مجھے سنا لینا ابھی کھانا کھاتے ہیں "معی ی د علی نے التجائی نگاہوں سے عسکریم زیدی کو دیکھا تھا-- عسکریم زیدی نے ٹیبل دیکھی تو اسکی بھوک چمک اٹھی اسے اس بات کا شدت سے احساس ہواکہ پری وشِ کے ساتھ گزارے تین دن اس نے کچھ اچھا نہیں کھایاکہ اسکا پیٹ بھر سکے یا بھوک مٹ سکے اس لیے بغیر کسی چوں چراں کے وہ کھانے والی ٹیبل کی طرف بڑھ گیا تھا--

اس کے اقدام پر معی ید علی کو خوشی کے ساتھ ساتھ سکون بھی ہوا تھا۔اسکو کھانے کی پلیٹ میں بریانی نکالتے دیکھ کر معی ی د علی نے بھی اپنی پلیٹ تیار کی۔۔۔بلکہ ساتھ ساتھ اس کی طرف کبھی سلاد کی تو کبھی رائتہ کا پیالہ بڑھاتا جیسے عسکریم زیدی چپ چاپ لے لیتا

****

صبح ناشتے میں فاخر اور عاطر جا کر حلوہ پوری ساتھ رس ملائی لے آئے تھے خود ہی ٹیبل لگایا تھا اور جب ناشتہ ہو گیا تو سب کچھ دونوں نے ہی سمیٹا تھا۔۔۔انیکچ وو علی وہ دونوں اس قدر خوش تھے کہ ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا مانو تو زمین پر پیر ہی نہیں پڑ رہے تھے ان کے گھر میں کسی صنف نازک کے پاؤں پڑے ہیں اور وہ ان کے جانی سفیان ملک کی وائف ان کی بھابھی۔۔۔۔ نازک سی گلابی رنگت والی اور گہری آنکھوں والی انشراح ان کے تو دل میں اتر گئی تھی ماں

بہن،دوست فاخر اور عاطر نے تو سب کچھ اسے دل سے مان لیا تھا،کسی نہ کسی رشتے کسی نہ کسی روپ میں، ان دونوں کو انشراح عزیز ترین ہستی لگنے لگی تھی۔۔۔۔

انشراح بھابھی آج رات ڈنر میں کیا کھائیں گی "فاخر نے خوشدلی سے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔ "

آپ لوگوں نے صبح سے مجھے اتنا کچھ کھلا دیا ہے کہ اب کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے "اس ایکدن میں فاخر " اور عاطر نے جو اسے پروٹوکول اور عزت دی تھی کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ اس کھڑوس سفیان ملک کے چھوٹے بھائی ہیں۔۔زمیں آسمان کا فرق تھا ان بھائیوں میں۔۔۔ انشراح کو تو اس ایک رات اور دن میں اندازہ ہو گیا تھا کہ سفیان ملک اور فاخر وعاطر کتنے مختلف مزاج کے ہیں ایک دوسرے سے۔۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی بیٹا رات کا ڈنر تو کرنا پڑے گا چڑیا جتنی تو خوراک ہے آپکی "سکندر ملک نے نرم و ملائم لب و " لہجے میں اس سے کہا تھا سکندر ملک کے چڑیا جتنی خوراک کہنے پر وہ ہولے سے مسکرا دی تھی،

"لیکن دادا جان میں واقعی بہت کم کھاتی ہوں "

وہ تب کھاتی تھیں جب اپنے ماما پاپا کے گھر تھی اب آپ یہاں آگئی ہیں ہمارے گھر اور ہمیں نا صرف " "کھانے کا شوق ہے بلکہ کھلانے کا بھی بے حد شوق ہے

یہ عاطر تھا جو کھانے کا بے حد شوقین تھا ہر روز نت نئی ڈشز بناتا اور خود ہی کھاتا تھا کم و بیش ہی عاطر کوئی مزیدار ڈِش بنا لیتا جو فاخر اور سکندر ملک کھا لیتے ورنہ اپنے پیٹ پر ہی قسمت آزمائی ہوتی۔۔۔

اتنا بد مزہ کہ پورا دن ہمارا کسی چیز کو کھانے کو دل ہی نہیں چاہتا اپنے پیٹ پکڑ کر بیٹھے رہتے اورسفیان بھائی " کے آنے کا انتظار کرتے ہیں کہ وہ آئیں تو ہم بازار سے ہی کچھ منگوا کے کھائیں گے "فاخر کو بھی آج اپنے دل کی بڑھاس نکالنے کا موقع مل گیا تھا۔۔۔

" واٹ۔۔۔ جھوٹے کمینے"

عاطر تو اپنے بنائے کھانوں کی یوں بے عزتی پر بلبلا کر رہ گیا تھا

"ابھی جو کل اسپیشل میکرونی ود رائس بنائے تھے کون ٹھونس ٹھونس کر کھا رہا تھا۔۔ "

ہاں بس شاذونادر ہی کچھ اچھا بن جاتا ہے ورنہ تو ہم پناہ مانگتے ہیں عاطر کی بنائی ڈشز سے "سکندر ملک نے " بھی جیسے اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے تھے

دادا جان آپ بھی " ...عاطر کی صدمہ جیسی کیفیت تھی، حالانکہ کل جو اس نے ارجنٹ اسپیشل میکرونی ود " رائس بنائے تھے خاص انہی کی فرمائش پر بنائے تھے اور وہ جب تک کچن صاف کر کے باہر آیا تھا وہ سب چٹ کر گئے تھے۔

"یار بہت بھوک لگی تھی اسی لیے ہم سب کھا گئے اب تم ایلیے کرنا رات سفیان کا نکاح ہے تم وہی کھا لینا" سکندر ملک اور فاخر اپنے ہاتھ جھاڑتے کھڑے ہو گئے۔

اور سنو یہ برتن بھی دھو لینا "فاخر نے جاتے جاتے پھلجھڑی چھوڑی تھی، عاطر نے جاتے ہوئے فاخر اور" سکندر ملک کو نہائت ہی کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔

عاطر کل کا سارہ واقعہ انشراح کو مزے لے لے کے سنا رہا تھا، اس سارے عرصے میں انشراح کیبیساختہ ہنسی۔۔

سکندر ملک نے خاموشی سے بغور انشراح کو دیکھا تھا اسکی خوبصورت ہنسی اس گھر کی درودیوار اس گھر کی پر فضا ماحول میں گونج رہی تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ انکی فیملی مکمل ہو گئی ہے انکا گھر مکمل ہو گیا ہے وہ خلا پر ہو گیا ہے جس میں دراڑیں پڑ گئی تھی۔

اب انشا اللہ سب بہتر ہو جائے گا۔۔اگر اس گھر کو انشراح کی موجودگی نے مکمل کر دیا ہے تو ایک دن سفیان ملک کے دل میں بھی پھونک پڑ جائے گی،وہ جو عورتوں سے نفرت کرتا ہے ان کے

سائے سے بھی بدکتا ہے ن یق یی

یاا ایک نہ ایک دن وہ انشراح سے محبت کرنے لگے گا۔

اسکی صلاحیتوں کا متعارف ہو جائے گا۔۔ ہم جانتے ہیں کہ اس میں ٹائم لگے گا مگر اتنا نہیں کہ وہ کچھ کھو کر پچھتائے۔۔۔ سکندر ملک کی بوڑھی مگر زیرک نگاہوں نے بہت دور تک بہت کچھ محسوس کر لیا تھا۔۔۔

سفیان ملک ہاتھ میں کچھ کھانے کے شاپر لیے اندر داخل ہو تو اس کے ماربل پر دھرتے مضبوط قدم وہیں ت ھن ھک کررک گئے تھے ،انشراح کی جلترنگ ہنسی اس گھر کے ہر درودیوار ہر شے میں گونج ری تھی مگر سفیان کو

ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی کھولتا ہوا پگھلا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل رہا ہو اس کے روم روم سے آگ کے شعلے سے نکلنے لگے تھے کانچ میں سے دہکتی چنگاریاں سی پھوٹنے لگی تھیں اور وہ اس وقت جس قدر بھڑکتی آگ کی لپیٹ میں تھا اندر سے بس شدت سے ایک ہی چاہ ہوئی کہ سامنے بیٹھی اس کے بھائیوں سے مذاق کرتی ہنستی ہوئی انشراح کو اس آگ کی لپیٹ میں لے لے----

سفیان ملک کلف لگی گردن کے ساتھ ان لوگوں کے پاس آ ٹھہرا تھا--

"سیفی بھائی میں آپکو کل کی بات---"

فاخر ہنستا ہوا سفیان ملک کو کل کے واقعہ کا بتانے لگا تھا مگر یہ محسوس نہیں کیا کہ سفیان ملک کا موڈ کس قدر بگڑ چکا ہے

"نہیں--باتیں بعد میں پہلے جاؤ اور یہ کھانا ڈائننگ ٹیبل پر لگاؤ"

سفیان ملک نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے ہاتھ میں لیے شاپرز فاخر کے ہاتھ میں تھما دئے تھے۔ فاخر اپنی بات پوری نہ ہونے کی صورت میں منہ بناتا آگے بڑھ گیا تھا،سفیان ملک نے فاخر کو بری طرح گھورا اور انشراح کو دیکھا۔

اگر آپکو تکلیف نہ ہو تو پلیز زرا میرا کوئی ایزی سا شلوار قمیض نکال کر رکھ دیں میں آ رہا ہوں "اس کے لب و لہجے کی کاٹ انشراح نے اپنے اندر تک محسوس کی تھی اور جہاں اسکا یہ آرڈر دینا اسکو بہت کھلا تھا وہیں اس کے کاٹ دار لب و لہجے اور غصیلی نگاہوں پر اس کی انا بلبلا کے رہ گئی تھی،دل تو شدت سے چاہا کہ کھری کھری سنا دے مگر سکندر ملک کی موجودگی کی وجہ سے آواز اندر ہی دبا لی--- "جی بہتر---

وہ سلگتی ہوئی بیڈ روم کی طرف بڑھی تھی،جاتی ہوئی انشراح کو سفیان ملک نے سخت نظروں سے گھورا تھا اور اسکی یہ گھوریاں اور کٹیلا انداز سکندر ملک نے شدت سے محسوس کیا تھا مگر ابھی فی الحال سفیان ملک کو کچھ کہنا یا کچھ سمجھانا بیکار تھا۔۔۔یہ اس کے دماغ کی ہی اختراع ہے کہ وہ ہر صنف نازک کو ایک ہی کسوٹی پر پرکھتا اور سمجھتا ہے۔

جاؤ تم فریش ہو جاؤ تو مل کر کھانا کھاتے ہیں "سکندر ملک کھڑے ہو گئے اور ایک لمبی گہری سانس بھرتے " آگے بڑھ گئے تھے۔۔۔

سفیان ملک نے جاتے ہوئے نرمی سے سکندر ملک کو دیکھا اور اپنے بیڈروم کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

جاہل انسان،کھڑوس، بد تمیز جانے خود کو کہاں کا راجہ اندر سمجھتا ہے حکم تو ایسے پاس کر رہا ہے جیسے میں " "اسکی نوکرانی ہوں۔۔۔۔باندی ہوں غلام ہوں۔۔۔۔

جلتی بھنتی وہ خود ہی خود اپنے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی، غصے کی شدت سے اسکی گلابی رنگت تمتمانے لگی تھی۔۔۔

سفیان ملک نے نہائیت ہی جارحانہ طریقے سے اسکا بازو کھینچ کر اپنے مقابل کیا تھا وہ اس افتادی یکی تیار نہیں تھی اور کھینچتی ہوئی اس پہاڑ سے ٹکرائی تھی۔۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے کوئی مینرز کوئی ایٹی کیٹس ہیں چھوڑیں میرا بازو۔۔۔ "

ایک تو باہر سب کے سامنے اسکا انداز اور اوپر سے یہ جارحانہ طریقہ انشراح صحیح معنوں میں جھنجھلا گئی تھی مگر اسکی کسی بھی مزاحمت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے سفیان ملک نے اسکے بازو پر گرفت مزید سخت کر لی تھی

"تم نے کیا تماشہ لگا رکھا ہے۔۔ "

"مطلب کیا ہے آپکا۔۔۔ "

وہ تماشہ لفظ سے چڑی تو ضرور تھی مگر اسکی بات واقعی میں نہیں سمجھی تھی۔۔۔

"مطلب یہ ہے کہ آج کے بعد میں تمہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ اسطرح مذاق کرتے ہوئے نہ دیکھوں "

اس شدید نفرت کا انشراح پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا لیکن اسکے ان لفظوں نے اسکو سر تاپا جیسے دہکتے کوئلوں میں ضرور گھسیٹ لیا تھا۔۔۔

،،کہنا کیا چاہتے ہیں آپ مسٹر سفیان۔۔۔ "اپنے درد کی پرواہ کیے بغیر اس نے ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا "

"جو کہنا تھا میں کہہ چکا ہوں اور تمہیں پہلے بھی باور کروا چکا ہوں کہ میں اپنی بات دوبارہ کہنے کا عادی ہوں " اس نے ایک جھٹکے سے انشراح کو خود الگ کیا تھا۔۔۔

"تو آپ چاہتے ہیں میں اس کمرے میں قید رہوں۔۔۔ "

میرا بس چلے تو دو سال تک تمہیں اس کمرے سے باہر نکلنے نہ دوں اسوقت تک جب تک عمر تمہیں یہاں" سے لے نہیں جاتا "اس نے بغور ان گرین کانچ میں جھانکا تھا۔

میں کوئی شو پیس یا موم کی ڈمی نہیں ہوں جو آپکی مرضی یا آپکے اشارے پر چلے گی۔۔۔ میں ایک سانس لیتا" جیتا جاگتا وجود ہوں۔۔۔ "اس نے بھی اکڑ کے جواب دیا تھا۔۔۔

تمہیں دو سال تک میرے ہی اشاروں پہ چلنا ہو گا یہاں تک کے ان دو سال میں گزرے لمحہ پل پل " "تمہیں میری مرضی کے مطابق ہی چلنا ہوگا

ہونہہ ۔۔۔ یہ آپکی خوش فہمی ہے "وہ جیسے اس کا مذاق اڑاتی آگے بڑھی کہ سفیان ملک نے ایک بار پھر اسکی" کلائی سختی سے پکڑی اور واپس اپنے مقابل کھڑا کر لیا تھا۔۔

جو تمغہ لے کر تم میرے سامنے کھڑی ہو اسکو اپنے دل و دماغ میں رکھ کر اور پورے ہوش و حواس میں رہ کر " مجھ سے بحث کیا کرو "پھر سے ایک اور طعنہ----- ایک اور کاری وار-----

مگر انشراح کی تو جیسے اب برداشت کی انتہا ہو گئی تھی---اسکا ضبط اسکا صبر ٹوٹ گیا تھا وہ ہوتا کون ہے اسکو طعنہ مارنے والا،اسکو کوئی حق نہیں کہ وہ اسکو عمر کا طعنہ مارے--

آپ اپنی حد سے آگے نکل رہے ہیں آپکو کوئی حق نہیں کہ آپ مجھ سے اس طریقے سے بات کریں "انشراح " نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑائی تھی اور چند قدم کے فاصلے پر جا کھڑی ہوئی تھی،

دو سال تک تو سارے حق میں ہی محفوظ رکھتا ہوں اپنے پاس اس لیے کہ تم میری بیوی ہو میرے نکاح میں" "ہو---لیکن عمر کیا حق رکھتا ہے نا محرم ہوتے ہوئے تمہاری زندگی میں یہ بات سمجھ سے بالا تر ہے

سفیان ملک نے بات بھلے ہی ذو معنی مگر بہت گری ہوئی کی تھی۔

آپ انتہائی گھٹیا انسان ہیں اور آپ نے یہ بات کر کہ ثابت بھی کر دیا ہے کہ آپکی سوچ کس قدر سطحی اور " چھوٹی ہے "وہ جس قدر بھڑکی ہوئی تھی اس نے اتنے ہی پرسکون لہجے میں اسکی گری ہوئی بات کا جواب دیا تھا،اور انشراح کے اسی پرسکون لہجے نے سفیان ملک کو انگاروں پر گھسیٹ لیا تھا۔

وہ غصے کی حالت میں اس کی طرف بڑھتا دروازے پر دستک دی جانے لگی تھی

" سیفی بھائی انشراح بھابھی آجائیں کھانا ریڈی ہے "

عاطر نے دستک دینے کے ساتھ دروازہ بھی کھول لیا تھا،انشراح نے اندر داخل ہوتے عاطر کو دیکھا تھا،اور پھر طنز بھری نظروں سے سلگتے ہوئے سفیان ملک کو دیکھا---

اب تک صرف وہی اس پر طنز کی ضربیں لگا رہا تھا مگر انشراح نے بھی اسکو اسکی اصلیت دکھا دی تھی

ہاں چلو مجھے بہت بھوک لگی ہے "وہ طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر بکھیرتی عاطر کے ساتھ ہوئی، پیچھے سفیان ملک " پیچ وتاب کھانے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکا تھا۔

رات کے بارہ بجے جب سونے کے لیے وہ ی

ال سر تکیہ پر رکھا تو آنکھوں کی پتلیوں پر جھٹ سے وہ

چہرہ نمودار ہوا وہ خوف زدہ سا چہرہ وہ گھبرایا اور سہما سا وجود۔۔۔۔وہ صرف اس کے ڈر سے کسی کونے کھدرے میں چھپ جانا چاہتی تھی کہ اسکی نظریں اسکو نہ دیکھ سکیں، عسکریم زیدی گھبرا کے اٹھ بیٹھا۔۔

آخر کیوں یہ چہرہ میری نظروں کے سامنے بار بار آرہا ہے "عسکریم زیدی نے اپنے الجھے بالوں میں انگلیاں ڈال " دیں۔

تین دن وہ وہیں پری وِش کے ساتھ ہی رہا تھا۔مگر ان تین دنوں میں اس نے نظر بھر کے بھی نہیں دیکھا تھا، کبھی کان میں اسکی سسکیوں اسکی آہوں کی آواز پڑجاتی تو وہ بری طرح اسکو جھڑک دیتا ڈانٹ دیتا۔۔۔۔

وہ اگر گڑگڑا کے اپنے پاپا کے پاس جانے کی فریاد کرتی تو وہ اسکو زندہ زمین میں گاڑ دینے کی یا جان سے مار دینے کی دھمکی دیتا تو وہ بچاری دبک کر ایک کونے میں بیٹھ جاتی تھی۔۔۔

"اف کیا مصیبت ہے۔۔۔"

وہ اٹھ کر وہاں سے ونڈو کے پاس آٹھہرا تھا،آسمان پر کالے بادلوں نے ڈیرہ ڈال رکھا تھا جو کبھی بھی برسنے کو تیار بیٹھے تھے۔۔۔بادلوں نے اپنا رنگ دیکھانا شروع کردیا تھا بجلی ایک دم سے زور سے چمکی تھی بادل گرج گرج شور مچانے گے تھے تیز ہوا کی سرسراہٹ ہر شے یہ منظر پیش کر رہی تھی اونچے اونچے درخت ہیبت ناک لگ

رہے تھے اور پھر جو رہی سہی کسر تھی وہ بارش نے پوری کر دی تھی۔ موسلادھار بارش برسنا شروع ہو گئی تھی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے پورے جسم میں سرائیت کر گیا تھا۔ چھب سے اس کے ذہن کی سکرین پر وہ ڈرا سہما خوفزدہ چہرہ ایک بار پھر نمودار ہوا تھا۔

گو کہ وہ اسکو دودھ میں نیند کی دو گولیاں کھلا کے آیا تھا مگر جانے کیوں دل اس کی طرف کھینچنے لگا تھا اور اس نے زیادہ نہیں سوچا اور دل ودماغ کی بات پر لبیک کہتا وہ مڑا سائیڈ ٹیبل پر سے گاڑی کی چابی، موبائل اٹھاتا وہ باہر نکل گیا تھا ---- کچھ ہی ٹائم میں وہ اس جگہ پہنچ چکا تھا--

دروازے کا لاک کھولا تھا۔ موسلادھار بارش کے ساتھ جو بجلی کڑکی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر شئے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی، عسکریم زیدی نے دروازہ آہستگی سے لاکڈ کیا اور اپنے موبائل کی ٹارچ آن کر لی تھی باہر بجلی کی گرج چمک اور موسلادھار بارش کا زوروشور--- باہر جس قدر شور تھا اندر اس قدر ہی سناٹا اور خاموشی کا راج تھا، وہ اس روم کی طرف بڑھا جس میں اس نے پری وشِ کو قید کیا ہوا تھا عسکریم زیدی نے اس روم کا لاک بھی بنا آواز کے کھولا---

"پری وشِ ------"

عسکریم زیدی نے پکارنا ضروری سمجھا۔ پھر جو ہوا ان لکل بے یقین تھا۔ جو ہوا پل میں ہوا۔ پری وشِ بلکتی ہوئی اس کے سینے سے لگی تھی۔ ہچکیوں و سسکیوں میں ڈوبا یہ نازک سا وجود اس کے سینے سے لگا عسکریم زیدی کے دل میں جہاں جولا مکھی سا بھڑکا تھا وہیں اس کے دماغ کے اعصاب کو پوری طرح جھنجھوڑ کے رکھ دیا تھا،

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے مجھے چھوڑ کے مت جائیں---"

وہ زاروقطار رو رہی تھی اسکا نازک وجود ہچکیوں سسکیوں کی زد میں تھا، عسکریم زیدی نے اپنا بازو اس کے گرد پھیلایا مگر زوردار تھپڑ ایک بار پھر اسکے کان میں گونجی تھی---

"یہ کیا کر رہا ہے عسکریم تجھے تو خوش ہونا چاہئے جمشید شاہ کے تھپڑ کا جواب اب سود سمیت دے رہا ہے "

ضمیر کی عدالت میں کھڑا اندر کا عسکریم زیدی اسکو پری وشِ کی مدد کرنے کے لیے روک رہا تھاکہ اسکی کوئی مدد مت کر رونے اور تڑپنے کیلیئے پھینک دے اور بلاخر اس نے اپنے ضمیر کی مانی انا اور بدلے کا جھنڈا بلند کیا اس نے بڑی ہی بے دردی سے پری وشِ کے دونوں شانے اپنی چوڑی ہتھیلی میں جکڑے اور بڑی بے رحمی سے خود سے الگ کر دیا تھا۔ عسکریم زیدی کے اس جارحانہ سلوک پر پری وشِ اسکو صدمے میں دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔

دماغ خراب ہوگیا ہے بلکہ میں تو سمجھا کہ تم مر گئی ہوگی۔۔ تو چلو دفنا کے آجاؤں۔۔۔ "عسکریم زیدی نے" غیض و غضب بھری نظروں سے اسکو دیکھا تھا۔ اپنے اندر ابھرتے جذبوں کو وہ صرف انتقام اور بدلے کا نام دینا چاہتا تھا۔

اسکے علاوہ اس سے معمولی سی بھی نرمی برت کے خود کو کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا ، جمشید شاہ کی بے عزتی اسکا تھپڑ وہ بھولا نہیں تھا اینٹ کا جواب پتھر سے کس طرح دیا جاتا ہے اب تمہیں پتا چلے گا جمشید شاہ۔۔

اسکی سوچوں میں اس قدر زہر تھا کہ اگر جمشید شاہ معمولی سا بھی چکھ لے تو پانی نہ مانگے۔۔ مگر جمشید شاہ کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس بار وہ غلط جگہ پہ بھڑ گیا ہے۔۔۔۔۔ غلط انسان سے اڑ گیا ہے۔۔۔۔

اس نے ساکت و جامد کھڑی پری وشِ کو دیکھا تھا، اسکو دیکھتے ہی اس کے سامنے جمشید شاہ کا چہرہ آگیا تھا اسے لگا جیسے وہ اس پر ق ہقے لگا رہا ہے اسکا مذاق اڑا رہا ہے اسکی تذلیل و تحقیر کر رہا ہے اسکو سب کے سامنے نیچا دیکھا رہا ہے۔

نہیں۔۔۔ "عسکریم زیدی نے اپنے آس پاس گونجتے اس ہنسی و قہقہے کو اپنی چیخ سے دبانا چاہا تھپڑ کی اس " گونج کو نظر انداز کرنا بھی چاہا تو جیسے وہ مزید بلند ہونے لگی تھی۔ اس کے اندر کا حیوان پوری آب وتاب سے ایک بار پھر جوش میں آگیا تھا۔۔۔

وہ آگے بڑھا اور کمرے کا سارا سامان اٹھا اٹھا کے پھینکتا چلا گیا تھا۔۔

اسکا جاہ و جلال پھر سے عود آیا تھا۔وہاں کھڑی یہ سب دیکھتی پری وشِ مزید ہراساں ہوگئی تھی اسکے دل کی سہمی سہمی دھڑکنیں مزید سکڑنے لگی تھی اب تو ایسا لگ رہا تھا جیسے اب یہ دھڑکنیں بند ہو جائیں گی دل کی جو کیفیت تھی وہ سب اس کے کانپتے لرزتے وجود سے ظاہر تھی۔۔۔اور اسکو اس حالت پر لانے والا وہ شخص ،صرف اپنی تباہی مچا رہا تھا

اسکو رتی بھر بھی اندازہ نہیں تھاکہ وہ کیا کر رہا ہے کس کا نقصان کر رہا ہے۔۔۔ بے جان چیزوں پر ج شط رح اٹھاپٹخ کر وہ اپنا غصہ نکال رہا تھا شور شرابا تو کبھی ق ہقے لگاتا وہ ن لکل نفسیاتی مریض لگ رہا تھا ہذیانی انداز نے پری وشِ کی ذہنی رو پر اثر کرنا شروع کر دیا تھا.

****

عسکریم زیدی کا دل جب بھر گیا۔۔اسکا شوق جب ان بے جان اشیا کو نقصان پہنچا کر پورا ہو گیا تو پلٹا اور کمرے کے سینٹر میں کسی خوفزدہ چڑیا کی طرح اسکو وحشت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی، عسکریم زیدی اسکی جانب بڑھا تھا۔مگر اس وقت اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر پری وش اپنا عقل و خرد گنواتی چلی گئی۔ ہوش و حواس کھوتی چلی گئی۔اندھیرے میں ڈوبی ہر شے مزید اندھیرے میں ڈوبتی چلی گئی تھی۔آخری بس آنکھوں کا یہی تھاکہ کسی کی بانہوں نے اسے سنبھال لیا تھا۔

"کچھ پتہ چلا؟"

سفیان ملک نے فائل فائنل کر کے معی ید علی کی جانب بڑھائی۔

"نہیں۔۔۔کیوں کیا ہوا؟"

معی ید علی نے سفیان ملک کو دیکھنے کے بعد فائل اس کے ہاتھ سے لے لی تھی۔

پورے بزنس سرکل میں یہ خبر آگ کی طرح پھیلی ہوئی ہے حیرت ہو رہی ہے تم ہی لاعلم ہو۔ "سفیان ملک" نے حیران بھری نظروں سے معی ید علی کو دیکھا تھا۔

"یار کیوں تجسس پھیلا رہے ہو ٹھیک سے بتاو۔۔"

جمشید شاہ کی بیٹی پری وش کڈنیپ ہو چکی ہے۔ "اس نے"

ی چ کی بیک سے ٹیک لگائی تھی۔

اچھا مگر کب۔۔۔اور اتنی رزیل حرکت کی کس نے ہے۔"معی ید علی کے چہرے پر غصے کی لالی سی بکھرنے" لگی تھی۔

یہ تو کوئی نہیں جانتا۔پولیس بھی جمشید شاہ کی اکلوتی بیٹی کو بازیاب کرانے میں ناکام ثابت ہوئی ہے۔ "سفیان" ملک نے ایک گہرا سانس لیا۔اس نے انٹرکام پر اندر دو عدد کافی کا آرڈر دے دیا تھا۔

"جمشید شاہ کا غرور اسکا تکبر اسکو لے ڈوبا۔اتنے تو اسکے دوست نہیں جتنی بڑی دشمنوں کی فہرست ہے۔"

اس دوران پیون گرم گرم بھاپ اڑاتی دو کافی بھی لے آیا تھا۔ایک کپ سفیان ملک کے آگے رکھا اور دوسرا معی ید علی کے۔

"بہرحال یہ اسکا اپنا ذاتی مسئلہ ہے ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

سفیان ملک نے کندھوں کو لاپرواہی سے اچکاتی ہوئے کافی کا کپ اٹھا لیا تھا۔اسے اس کیس میں یوں بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی کیونکہ مین رول ایک صنف نازک کا ہے۔معاملہ ایک لڑکی کا ہے۔ "پھر بھی مردوں کی اصل نشانی اپنے زور بازو پر ہونی چاہیئے۔عورتوں، بچوں اور کمزوروں کو بیچ میں لا کر وہ نا صرف اپنی کمزوری ظاہر کر دیتے بلکہ ایک طریقے سے یہ بھی جتا دیتے ہیں کہ وہ کتنے کمزور اور چھوٹی سوچ کے مالک ہیں۔

معی ید علی کی رائے اور خیالات سفیان ملک سے قطعی مختلف تھے۔اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل سامنے کانچ کی ٹیبل پہ رکھنے کے بعد اپنا بھانپ اڑاتا مگ اٹھا لیا تھا۔

جو بھی ہے مگر اس بار لگتا ہے جمشید شاہ کسی پاگل یا تو پھر کسی اپنے سے بہت اونچے آدمی کے ساتھ اٹک" "گیا ہے۔

معی ید علی کا وہ کھولتا گرم کافی کا گھونٹ نہ صرف حلق میں اٹک گیا ہو بلکہ اسے تو یوں لگا جیسے منہ حلق تک جھلس گیا ہو۔کافی سے اٹھتے دھویں کے ہیولے میں اسکو عسکریم زیدی کا چہرہ نظر آیا تھا۔اس کی ہر سوچ عسکریم زیدی کے گرد گردش کرنے لگی تھی۔آجکل اسکی مشکوک حرکتیں اسے شک و شبہات میں ڈال رہی تھیں۔مگر اب معی ی د کو یقین ہو چلا تھا کہ ہو نہ ہو یہ حرکت کسی اور کی نہیں خود عسکریم زیدی کی ہے۔

تم کیا سوچنے گے کافی پیو۔۔ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ "سفیان ملک نے اسکا پرسوچ چہرہ دیکھ کر ٹوکا۔ "جمشید شاہ" کہاں ہے؟"اس کے اعصاب کھچنے سے گے تھے۔

سنا تو یہی ہے یہاں سے مایوس ہو کر دوسرے شہر چلا گیا ہے۔اسکو اور اسکی فیملی کو یقین ہو چلا ہے کہ پری" "وش یہاں کراچی میں نہیں ہے۔

اچھا---؟؟"معی ید علی کی پرسوچ نظریں کپ پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔"

اینی ویز---ہم ان باتوں کو کیوں دردسر بنائیں۔تم یہ بتاو کہ اس فائل کو لے کر میٹنگ کرنے پیرس تم جاو"
"گے یا----

اس ڈیلیگیشن اور میٹنگ کو عسکریم زیدی ہینڈ اوور کر لے گا۔یہ کام میں اس کو سونپنا چاہتا ہوں۔"

عسکریم زیدی کو یہاں سے ہٹانے کا اس سے بہترین آئیڈیا اور کوئی نہیں لگتا وہ مان جائے گا۔اس کی اپنی"
"آفس جاب ہے۔

سفیان ملک نے بے یقین نظروں سے اسکو دیکھا تھا۔

"ہاں اس بار ماننا پڑے گا۔ جمشید شاہ کی جاب وہ صرف وہ ضد میں کر رہا تھا۔مگر اس بار میری چلے گی۔"

معی ید علی کے لب و لہجے میں کچھ ایسا تھا جو سفیان ملک سمجھ نہیں پایا تھا۔

اچھا ہے میں نکلتا ہوں رات نو بجے کی فلائیٹ ہے اور ابھی چارج کر دس منٹ ہوئے ہیں۔ "معی ید علی"
نے کافی کا مگ رکھا اور فائل ٹیبل سے اٹھالی تھی۔

"کافی تو پی لے۔"

"سفیان ملک نے اسکو کافی کا مگ یونہی رکھے دیکھا۔ "نہیں بعد میں---ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے۔

اور پھر بغیر کچھ کہے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اپنی جیب سے فون نکالا اور منیجر کو فون کیا۔

"تم جلدی سے آکر مجھ سے ملو پانچ سیکنڈز میں۔"

معی ید علی پل بھر میں سوچ چکا تھا کہ اسکو کرنا کیا ہے۔کاش وہ پہلے ہی اپنے شک و شبہات کو یقین کی زبان دے دیتا مگر ابھی بھی دیر نہیں ہوئی سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔۔

جمشید شاہ واقعی نہیں جانتا کہ وہ اس بار کس پاگل سے بھڑ گیا ہے۔عسکریم زیدی کوئی معمولی شخص نہیں تھا جس پر جمشید شاہ نے ہاتھ اٹھایا ہے۔اب سمجھ میں آئی کہ آئے دن جمشید شاہ کی ساکھ

یش ز دو کوڑی کے اور بے مول ہوتے جا کیوں کمزور ہوتی جا رہی ہے۔کیوں مارکیٹ میں جمشید شاہ کے رہے ہیں۔کیونکہ ان سب کے پیچھے بس ایک شخص کا ہاتھ ہے اور وہ ہے عسکریم زیدی۔۔۔۔۔۔

"اب مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا۔"

معی ید علی کی بلوریں آنکھوں میں بہت گہری سوچیں تھیں۔اس کی گندمی رنگت شدت غم سے دہک رہی تھی۔گاڑی کا رخ اپنے گھر کی جانب تھا جہاں عسکریم زیدی موجود تھا۔معی ی د علی کے منیجر نے ایک گھنٹے میں ساری انفارمیشن اسکو دے دی تھی۔اب لائحہ عمل کو عملی جامہ پہنانا اسکا کام تھا۔۔

____

آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو، نوکر، زرخرید غلام یا باندی نہیں ہوں۔۔جس پر آپ بے جا حکم چلائیں گے اور نا ہی" "میں کوئی کمزور ہوں جسکو آپ دبا لیں گے۔

انشراح آج صحیح معنوں میں چڑ گئی تھی۔وہ دو دن سے گھر میں تھا اور ان دنوں میں اس نے گھر رہ کر انشراح کو زچ کر دیا تھا۔۔۔الجھا دیا تھا۔۔اسکو گھر سے باہر نکلنے نہیں دے رہا تھا۔جانے وہ اپنے بھائیوں اور دادا جان سے کیا بول کے آیا تھا کہ وہ لوگ بھی اس سے ملنے اس کے پاس بیڈروم میں نہیں آتے تھے۔ابھی بھی اسکو اپنی

واڈروب سے ساری شرٹس، ٹی شرٹس نکال کر دی تھیں کہ وہ ان سب پر استری کر کے ہینگر کرے گی جس پر وہ سلگتی اس کے مقابل آگئی تھی۔

تم بھول رہی ہو۔۔دو سال تک تمھیں وہی کرنا ہو گا جو میں کہوں گا تو آگے سے پھر کسی بحث کا کوئی سوال"
"نہیں اٹھتا۔

سفیان ملک کے ٹھنڈے اور پرسکون انداز نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

"سفیان ملک ہماری پیپرمیرج ہے مگر اس پیپر میرج میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ آپ مجھ سے زبردستی کریں گے۔"

سفیان ملک اس کو چڑانے ، اسکے سلگنے سے صرف لطف اندوز ہی ہو رہا تھا۔وہ جانتا تھا کہ اپنے پلان کے مطابق وہ بالکل ٹھیک جا رہا ہے۔اسکو دو دن بیڈروم سے نہ نکلنے دینے اور یہاں کسی کے نہ آنے پر وہ اگر خوش ہے تو انشراح جلی بھنی ہوئی ہے۔۔۔اصل حقیقت یہ تھی کہ وہ ان دو سالوں میں انشراح کو برا ظاہر کرنا چاہتا ہے۔وہ چاہتا تھا کہ دو سال بعد یہ صنف یہاں سے جائے گی تو اس کے دادا جان اور بھائیوں کے دل و دماغ میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئے گی کہ وہ دوبارہ سے اس گھر میں کسی عورت کا وجود لایا جائے۔

سفیان ملک کی پراسرار مسکراہٹ انشراح کی سمجھ میں تو نہیں آئی مگر وہ تنکتی ہوئی وہاں سے ہٹنے لگی کہ پل بھر میں سفیان ملک نے اسکی کلائی تھامی اور اپنے نزدیک تر کر لیا تھا۔

کیا زبردستی کی میں نے تمھارے ساتھ۔۔۔تمھارے ہونٹوں کو پیار کیا ہے۔ تمھارے ساتھ اپنا"

"لیش کیا ہے یا پھر۔۔۔۔۔۔۔ بستر

وہ اس کے گلابی چہرے پر ہلکا سا جھکا اور گرین کانچ میں جھانکنے لگا۔

"یا پھر تم سے ذبردستی اپنا حق وصول کیا ہے۔"

"واٹ!!-----"

انشراح کے کانوں میں سنسنی سی دوڑ گئی۔سفیان ملک کی باتوں نے اس کے پورے جسم مینشرارے سے دوڑا دئیے۔احساس توہین کی شدت سے اسکی گلابی رنگت میں سرخی دوڑ گئی تھی۔اس نے پوری جان لگا کر سفیان ملک کو خود سے دور دھکیلا تھا۔ "کس قسم کی واہیات باتیں کر رہے ہیں آپ مجھ سے۔ "غصے کی کیفیت سے اسکا اپنا لب و لہجہ کانپ کر رہ گیا تھا۔

کیوں---کیا عمر سے ایسی باتیں نہیں ہوتی ہونگی۔اس میں تمھیں واہیات کیا لگا ہے۔ "وہ اس وقت چنگاری" پر تیل ڈالنے کا کام کر رہا تھا۔

واہیات ہیں آپ اور آپکی یہ باتیں--- عمر اور میرے بیچ کبھی بھی نہ کوئی غیر اخلاقی حرکت ہوئی ہے اور نا ہی" "کوئی غیراخلاقی، گری ہوئی باتیں---یہ سب آپ کا پراگندہ دماغ ہے جو مجھ سے اس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں۔

انشراح کے پراعتماد جواب پر سفیان ملک کو طیش تو بہت آیا تھا۔

---

151 ، 150

"ابا مجھے تھوڑا ٹائم لگ جائے گا۔"

غوشیہ نے رکشے سے اترتے ہوئے مولانا فخرو سے کہا۔

ٹھیک ہے میں رات کو عشاء کی نماز کے بعد آ جاوں گا تم آرام سے اپنی دوست سے باتیں کرو۔ ''مولانا فخرو'' نے آہستگی سے کہا۔وہ جانتے تھے کہ شیر افگن کو لے کر وہ بہت پریشان ہے۔۔ذہنی طور پر وہ ڈسٹرب ہے اس لئے وہ خود بھی چاہتے تھے کہ اپنی پیاری دوست انشراح سے باتیں کرے گی تو کچھ سکون لے گا۔ مولانا فخرو چلے گئے تھے۔ غوشیہ اپنی بڑی سی چادر میں خود کو قید کیے آگے بڑھی تھی۔ غوشیہ کے اندر جانے سے پہلے ایک مہنگی کرولا اندر داخل ہوئی تھی۔وہ بے خبر، انجان سی آگے بڑھی تھی۔ چادر سے چہرہ ڈھانپنے کی وجہ سے آگے کا منظر نظر نہیں آ رہا تھا اس لئے اسے کوئی فکر بھی نہیں تھی۔۔نگاہیں جھکائے وہ آگے بڑھنے لگی مگر جو گاڑی اس سے پہلے اندر آئی تھی۔ عین اسی وقت معی ی د علی نے دروازہ کھولا اور باہر نکلا تھا اور اسکے اچانک نکلنے سے پہلے وہ سر کو جھکائے، نگاہیں نیچے کیے وہ بالکل پیچھے سے آئی تو تصادم ایسا ہوا کہ وہ لڑکھڑا کر گرنے کو تھی مگر معی ید علی کی بانہوں نے بروقت اسکو سنبھال لیا تھا۔اس تصادم اور لڑکھڑانے سے غوشیہ کی چادر سر سے اتر گئی تھی۔۔۔۔۔نظروں کے اس جاندار ٹکراو نے دونوں کو ہی مبہوت سا کر دیا۔۔ غوشیہ کا چہرہ دیکھ کر جانے کیوں معی ید علی کا دل کچھ کہہ رہا تھا جبکہ اسکے بالمقابل غوشیہ کے دل کی حالت کچھ عجیب سے تھی۔۔ بھلا وہ یہ چہرہ کیسے بھول سکتی ہے۔اس کی فون گیلری میں ابھی بھی یہ چہرہ اس نے بہت چھپا کر رکھا تھا۔غوشیہ کے کسمسانے پر معی ید علی نے اسکو احتیاط سے خود سے الگ کیا تھا۔

''آپ ٹھیک ہیں؟؟''

غوشیہ کے چہرے پر گھبراہٹ صاف دیکھی جا سکتی ہے۔اس کی بدلتی رنگت اور یہ نئی کیفیت کوئی کہانی سنا رہی تھی جسے وہ پڑھنا چاہتا تھا مگر غوشیہ نے جلدی سے شانے پر رکھی چادر سے اپنا آدھا چہرہ چھپا لیا تھا اور بغیر اسکا جواب دیئے تیزی سے آگے بڑھی تھی۔ معی ی د علی نے دور تک اسکو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

فاطر--- !!انشراح بھابھی کی ان فرینڈ میں آخر ایسی بھی کیا خوبی ہے جس نے معی ید بھائی کو بالکل ہپناٹائیز" کر دیا ہے۔

معی ید علی کے پیچھے عاطر اور فاخر کھڑے تھے ۔معی ی د علی نے چونک کر پیچھے پلٹ کر دیکھا تو وہ دونوں ایک دوسرے کے شانے میں ہاتھ ڈالے چہرے پر شریر سی مسکراہٹ سجائے جاتی ہوئی غوثیہ کو دیکھ رہے تھے

" میرا تو خیال ھے اس نظریے پر معی ی د بھائی ہی روشنی ڈال سکتے ہیں"

"تو معی ید بھائی ---"

شریر سے فاخر نے اپنا بازو عاطر کے کندھے سے نکالا اور اپنی مٹھی کو مائک کی شکل دیئے معی ید علی کے چہرے کے قریب لے آیا

"ذرا اس خوبصورت سے منظر پر روشنی تو ڈالیئے-- "

معی ید علی دھیرے سے ہنس دیا

"تم لوگ شریر میری جاسوسی کر رہے تھے ؟ "

ارے جناب معی ید بھائی ہماری کیا مجال یہ تو خود آپ نے دعوت خاص دی ہے "چلبلے سا ے عاطر نے " چٹکلا چھوڑا تھا

ویلے ایک بات ہے انشراح بھابھی کے گھر آنے سے رونق آگئی ہمارے گھر میں ورنہ پابندی تو یہاں تک تھی " " ٹی وی بھی دیکھو تو وہ چینل جس میں صنف نازک کا گذر تک نا ہو

سفیان بھائی کے حکم پر یا تو ڈسکوری یا پھر نیشنل جغرافک چینل دیکھو نیوز چینل بھی وہ دیکھو جس میں اینکر" گرلز نہ ہوں بلکہ بوائز ہوں ------- خود تو سڑو اکڑو ہیں ہمیں بھی اپنے جیسا سر جوڑ پہاڑ توڑ کوشش کر رہے ہیں "عاطر نے جیسے جلے انداز میں اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے تھے معی ید علی تا دیر اپنے ہنسی ضبط نہ کر سکا تھا

تم لوگ بھی نا --- رکو ابھی تمہاری شکایت سفیان سے لگاتا ہوں بلکہ مجھے تو تم لوگوں کے پاس سے بغاوت " "کی بو بھی آ رہی ہے

خدارا یہ غضب نا کر دیجئے گا ہم معصوم اور ننھی جان پر ایک آپ ہی تو ہیں جن سے ہم اپنی دکھ بھری داستان" سنا دیتے ہیں ورنہ سیفی بھائی کے سامنے سانس بھی ان کے مرضی سے لینی پڑتی ہے "فاخر نے بھرپور ایکٹنگ کی تھی

"ویلے فاخر ان بے چاروں کو بھی ہم کیا دکھ کی داستان سنا سکتے ہیں یہ تو خود کسی کے زیر عتاب ہیں "

کیا مطلب "سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھا"

کیوں سیفی بھائی جیسا ایک نادر پیس آپ کے گھر میں موجود نہیں ہے ؟ "معی ید علی کو تھوڑی دیر بعد " عاطر کی بات سمجھ میں آئی تھی

ہاں وہ عسکریم بھائی نہ قسم سے اللہ نے ان دونوں کو ایک ہی خمیر سے بنایا ہے سیر سوا سیر جیساحساب رکھا" "ہے

نہیں عاطر اس کا فیصلہ تو اپنے معی ی د بھائی ہی زیادہ بہتر طور پر کر سکتے ہیں کہ بچارے سینڈ وچ کے " اندر کیا ہے ؟ "خود ہی بول کر دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی ماری تھی ۔ معی ی د علی گھور کر رہ گیا ۔ ان دونوں کی ہنسی ہی نہیں بند ہو کے دے رہی تھی

"کیا ہو رہا ہے یہاں ؟ "

سکندر ملک بھی اپنی سٹک سنبھالتے یہیں چلے آئے تھے۔

ی ی دادا جان ہم نے معی ید بھائی پر دھاوا بولا ہوا ہے آپ بھی ہمارا ساتھ دیجیے "فاخر ی ی آ آ" نے شرارت سے ایک آنکھ سکندر ملک کو ماری جس پر سکندر ملک نے اس کے ہاتھ پر اپنی چھڑی جڑ دی

" ہزار بار کہا ہے کہ آنکھ مار کر بات نہ کیا کرو "

دادا جان "وہ اپنا ہاتھ ہی سہلاتا رہا ۔۔۔اب ہنسنے کی باری معی ی د علی کی تھی "

پورا دن ہو جاتا ہے یوں ہی ٹھٹھول کرتے ہوئے مجال ہے ایک منٹ بھی ٹک کر بیٹھ جایں ۔ کالج سے" آنے کے بعد کودنا پھادنا کچن میں گھس کر چیزوں کا ستیاناس کرنا، اور کچھ نہیں تو چھت پر جا کر آس پڑوس میں تانکا جھانکی کرنا، میرے تو ناک میں دم کر رکھا ہے ان دونوں نے۔ سولہ سال کے ہو گئے ہیں دونوں مگر لگتا ہے چھ سال کے ہیں "سکندر ملک نے شکایتوں کی پٹاری معی ی د علی کے سامنے کھول دی تھی۔ "عاطر دادا "جان کو دیکھ رہا ہے

فاخر نے ٹھوڑی پر عورتوں کی طرح ہاتھ رکھ کے آنکھوں کو چھوٹا چھوٹا کر کے دیکھا۔

ہاں فاخر دیکھ رہاہوں، دادا جان نے پارٹی بدل لی ہے "عاطر نے کہا۔ معی ید علی نے بہت دلچسپی سے ان " لوگوں کو دیکھا تھا۔

ہمم۔۔۔ مطلب یک نہ شد دو شد۔اس لئے دادا جان چوڑے ہو رہے ہیں "فاخر نے ہلکے سے اوپر نیچے گردن " ہلائی۔

سکندر ملک بھی ان دونوں کی ذومعنی باتیں بڑے غور سے سن رہے تھے جیسے بہت کام کی باتیں ہوں۔

" تو اس کی سزا کیا بنتی ہے؟"

"اس کی سزا یہ ہونی چاہی نے کہ ہم جو سیفی بھائی سے چھپ کر ان کو میٹھا کھلاتے ہیں آج سے وہ بند "

فاخر کے اس جملے پر جہاں سکندر ملک نے چشمے کے پیچھے سے ان دونوں کو گھور کے دیکھا تھا وہیں معی ید علی نے اپنی ہنسی کو اندر ہی ضبط کرتے اپنا ہاتھ لبوں پر رکھ دیا تھا۔

"تمہاری تو۔۔۔ رکو۔"

سکندر ملک کو ایک بار پھر اسٹک اٹھاتے دیکھ کر وہ دونوں تیزی سے رفوچکر ہوئے تھے۔ معی ید علی ایک بار پھر ان دونوں کی شرارتوں پر مسکرا دیا۔

"چھوڑیں دادا جان یہ دونوں ابھی بچے ہیں "

،ہاں بیٹا میں جانتا ہوں یہ دونوں ابھی بچے ہیں، انھی دونوں کی وجہ سے تو میرے گھر میں رونق اود ہلچل ہے " ورنہ تو یہ گھر قبرستان سے کم بھی نہیں۔ "انھوں نے ایک گہرا سانس لیا۔

"خیر چلو اندر آؤ، کب سے کھڑے ہو، اور ان گدھوں نے بھی تمہیں یہیں پہ کھڑا کر رکھا ہے۔ "

جی۔ "وہ مسکراتا ہوا اندر کی جانب بڑھا۔ "

عبدل "سکندر ملک نے ملازم کو پکارا۔"

جی ملک صاحب۔ " وہ فورا حاضر ہوا تھا۔ مؤدبانہ احترام سے کھڑا پہلے معی ید علی کو سلام کیا۔ جس کا معی " ید علی نے سر کو ہلا کر جواب دیا۔

"بتاؤ سفیان کہاں ہے، اگر وہ اپنے روم میں ہے تو جاؤ بلا کر لے آؤ، بولو معی ید آیا ہے۔ "

جی بہتر، میرا خیال ہے صاحب جی وہ اسٹڈی روم میں ہیں، ابھی کچھ دیر پہلے ہی میں نے انہیں اس طرف " "جاتے دیکھا تھا۔

"اچھا ٹھیک، تم بلا لو۔ "

ایک منٹ، تم یوں کرو اچھی سی چائے بناؤ، میں خود جا کر مل لیتا ہوں۔ "معی ید علی نے جاتے ہوئے" عبدل کو ٹوکا۔

معی ید علی اور سفیان ملک میں کوئی فرق نہیں تھا سکندر ملک کے لئے دونوں ہی برابر تھے۔

چلو ٹھیک ہے تم جاؤ۔ "سکندر ملک نے عبدل کو فارغ کیا۔ "

اچھا یہ تو بتاؤ عسکریم بیٹے کیسے ہیں، انہیں بھی اپنے ساتھ لے آتے۔ "سکندر ملک کو یکدم سے عسکریم زیدی " کا خیال آیا۔

جی دادا جان ٹھیک ہے، اس بار میٹنگ کے سلسلے میں میں نے اس کو باہر بھیجا ہے "خوش اخلاقی سے " جواب دیتا مسکرا دیا تھا۔

یہ تو بہت ہی اچھا کیا۔ بہرحال تم سفیان سے مل لو اور آج کا کھانا ہمارے ساتھ ہی کھا کے جانا، میں اچھا سا "
"کچھ بنواتا ہوں۔

"جی بہتر۔ "

سکندر ملک کچن کی جانب بڑھ گئے اور معی ید علی آگے سفیان کی اسٹڈی روم کی سمت چلتا چلا گیا۔ "مگر غوثیہ
"تم نے اس کو اپنا فون نمبر اور ایڈریس کیوں نہیں دیا پاگل لڑکی۔ وہ تمہاری اور انکل کی ہیلپ کر دیتا۔

معی ید علی جو اسٹڈی روم کی جانب بڑھ رہا تھا، اس کے بیڈروم سے آتی اس آواز میں کہے گئے جملوں پر اس کے مضبوط قدم ت ھن ھک کر رک گئے تھے۔اس کے دل اور دماغ میں جھگڑ سے چلنے گے تھے۔

تو اس کا مطلب داخل ہونے پر جس لڑکی سے اس کا ٹکراؤ ہوا وہ کوئی اور نہیں اس کی غوثیہ اعوان تھی جو دن رات اس کی سوچوں میں رہنے لگی تھی، کچھ دن سے وہ آف لائن تھی۔ وہ کتنا پریشان اور بے چین تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔ مگر آج اس کے دل کو قرار آگیا تھا وہ اس کو مل گئی تھی۔ وہ اس سے پہلے کہ اندر جاتا غوثیہ کے آگے جملے نے اس کے قدموں کو اندر جانے سے روک دیا۔

نہیں انشراح میں یہ نہیں کر سکتی، میں معی ید کو کسی مشکل میں نہیں ڈال سکتی، کیونکہ میں جانتی ہوں "
شیرافگن کس قدر پاگل اور خطرناک شخص ہے وہ معی ید کو نقصان پہنچا سکتا ہے جو مجھے گوارا نہیں، انجانے
"میں ہی سہی مگر میں ان سے بہت پیار کرنے لگی ہوں۔

غوثیہ نے حیا سے سر جھکا دیا۔ ابھی جب وہ گرنے والی تھی تو انہی دو ہاتھوں نے اس کو گرنے سے بچایا تھا۔ معی ید علی کو یقین کرنا کتنا مشکل تھا مگر وہ ایک حقیقت تھا۔

پیار کرتی ہو مگر دل میں ہی چھپا کے رکھنا چاہتی ہو، اس غنڈے موالی کے ساتھ کیسے رہ پاؤگی جو کل جیل " سے چھوٹ کے آرہا ہے اور سب سے پہلے تمہارے گھر بارات لے کر آدھمکے گا، تم معی ی د سے بات کرو بلکہ چھوڑو، تم سے کچھ نہیں ہو گا جو ہو گا مجھ سے ہی ہو گا میں ہی معی ی د سے بات کروں گی، اپنے ڈر و خوف میں تم سب کچھ گنوا دو گی، اور میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گی، تمہیں تو قدر ہی نہیں اتنے پیارے انسان کی،مگر مجھے تمہاری بہت فکر ہے تم نے انہیں ہمارے گھر میں دیکھا ہے نا۔ "انشراح کو اس کی بے وقوفیوں پر غصہ آرہا تھا، انجانے میں وہ جو نقصان کرنے جا رہی تھی اس کا اندازہ ابھی نہیں تھا اسے مگر اس کی بے وقوفیوں میں وہ اس کا حصہ نہیں بنے گی،وہ طیش کے عالم میں کھڑی ہوگئی۔

چپ کر کے بیٹھی رہو۔ "غوشیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور واپس اس کو اس کی جگہ پر بٹھا دیا۔ "

مگر باہر کھڑے معی ید علی کی برداشت سے بھی باہر تھیں اس کی بے وقوفیاں۔غصہ تو اس کو بھی بہت آیا مگر ضبط کر گیا۔اس نے قدم اندر ہی دھر دیا کہ اب منظرِ عام پر آنا بہت ضروری ہے ورنہ دیر ہو گئی تو سب سے بڑا نقصان ہی اس کا ہو جائے گا جو کہ اس کو گوارا نہیں۔

بالکل ٹھیک فرمایا آپ نے انشراح بھابھی، ان محترمہ کو کسی کی محبت و چاہت کی قدر نہیں ہے۔ "اندرداخل " ہوتے معی ید علی کو دیکھ کر غوشیہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ان سیاہ نین میں جہاں بھر کی حیرانگی در حیرانگی تھی۔

****

عبدل ابھی میں نے معی ید کی آواز سنی تھی کہاں ہے وہ؟ "سفیان ملک ہاتھ میں بک لئے ہال میں آیا تھا۔ "

"صاحب جی وہ آپ کی طرف تو گئے تھے۔ "

"اچھا، چلو میں دیکھتا ہوں۔ "سفیان ملک نے ہاتھ میں پکڑی بک ٹیبل پر رکھی، واپس اسٹڈی روم کی جانب قدم موڑ لئے۔

"آپ؟ "انشراح نے سوالیہ مگر حیران کن نظروں سے اس کو دیکھا۔

"میں وہی ہوں جس کی آپ کی سہیلی مسلسل آدھے گھنٹے سے نفی کر رہی ہیں۔ خاکسار کو معی ی د علی کہتے ہیں۔"

معی ید علی کی نظریں صرف ان سیاہ نین کا ہی طواف کر رہی تھیں۔ غوثیہ نے گڑبڑا کے نگاہیں جھکا لیں جس پر وہ ہولے سے مسکرا دیا۔ انشراح اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

"السلام علیکم معی ید بھائی۔"

"وعلیکم السلام۔ "معی ید علی نے سر کو خم کیا۔

"میرا ابھی ہی آپ سے غائبانہ تعارف ہو چکا ہے، یقین کریں اگر اس بے وقوف لڑکی نے مجھ سے پہلے ہی آپ کا ذکر کر دیا ہوتا تو نوبت یہاں تک نہیں پہنچتی، میں خود آپ سے بہت پہلے ہی بات کر چکی ہوتی۔ "انشراح کا جوش قابلِ دید تھاوہ اپنی دوست کے لئے بہت ہی کنسرن تھی۔

"میں سمجھ سکتا ہوں آپ یقیناً کچھ ایسا ہی کرتیں۔ میرا گھر میرے دل کی طرح نہیں پڑا ہوتا مگر دکھ تو اس بات کا ہے کہ آپ کی سہیلی نے مجھ پر اعتبار نہیں کیا۔"

"کیوں نہیں کرتی اعتبار، بالکل کرتی ہے بلکہ دل و جان سے محبت کرتی ہے آپ سے مگر وہ غنڈہ بدمعاش شیر افگن جو اس بے چاری کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا۔

غوثیہ کی محبت میں جذباتی رو میں بہہ کر وہ سب کچھ اگل رہی تھی۔غوثیہ کا دل چاہاکہ یا تو اپنا سر پیٹ لے یا کوئی وزنی شے انشراح کے سر پہ مار دے۔

"مگر غوثیہ نے کبھی مجھ سے ذکر نہیں کیوں نہیں کیا۔انھیں مجھ سے کہنا چاہی نے تھا۔"

فکر تو معی ید کو بھی لاحق ہو گئی تھی۔

کیسے کہتی اس صورت میں شیرافگن کا سایہ جو اس کے سر پہ منڈلا رہا تھا۔قسم سے اگر میں اس کی جگہ ہوتی تو"
"اس بدمعاش غنڈے کا منہ ہی نوچ لیتی۔

انشراح نے دانت بھینچ کر اسطرح کہا جیسے اگر شیرافگن واقعی اس کے سامنے ہوتا تو اسکو سالم ہی نگل جاتی۔

"یقیناً۔۔۔کیوں کہ آپ سے ہر بات کی توقع عبث ہے۔"

اچانک ہی پیچھے سے سفیان ملک کی آواز نے معی ی د علی اور انشراح کو دیکھنے پر مجبور کر دیا۔وہ اندر آ چکا تھا۔معی ید علی نے مصافحہ کیا۔

بیچارا شیرافگن شکر ہے جیل میں بند ہے تو بچت ہو گئی ورنہ تو ان محترمہ کے ہاتھوں شہید ہونے سے کس کی"
"مجال جو روک سکے۔

معی ید علی تو چہرہ نیچے کیے ہلکے سے مسکرا دیا اور یہی حال غوثیہ کا بھی تھا جبکہ انشراح کا رد عمل بالکل الگ تھا۔گرین کانچ میں جہاں بھر کا غصہ بھرے وہ اسکو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

"ہونہہ۔۔"

انشراح ناک منہ سکیڑ کے رہ گئی اور ایک بار پھر رخ معی ید علی کی جانب کیا تھا۔انشراح کے اسطرح ناک منہ سکیڑنے پر نا چاہتے ہوئے بھی سفیان ملک جانے کیوں مسکرا دیا تھا۔

معی ید بھائی اب آپ بے فکر رہیں۔ غوثیہ کہیں نہیں جائے گی وہ یہیں میرے پاس رہے گی۔۔کل وہ غنڈہ "جیل سے چھوٹ کے آ رہا ہے، تو وہ غوثیہ کے گھر آئے گا سب سے پہلے۔۔

اس دوران غوثیہ کھڑی ہو گئی تھی وہ اب یہاں سے جانے کو پر تول رہی تھی اور شدت سے پچھتا بھی رہی تھی کہ کاش یہاں آتی ہی نہیں۔۔۔وہ لوگ شیرافگن کو بہت زیادہ ہلکا لے رہے ہیں جبکہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس سے بڑا جانور کوئی نہیں۔

آپکے جذبات اور غوثیہ کے لئے کنسرن کی میں تہہ دل سے قدر کرتا ہوں مگر میری سوچ دوسری ہے میں چاہتا" "ہوں غوثیہ میرے ساتھ میرے گھر چلے۔

غوثیہ نے نہایت چونک کر معی ید علی کو دیکھا تھا مگر تا دیر وہ ان جذبے لٹاتی نگاہوں میں نہیں دیکھ سکی۔

معی ید بھائی اگر آپکو لگتا ہے کہ یہاں خطرہ ہے تو ایسا بالکل بھی نہیں۔۔ "یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں انشراح" "بھابھی۔

کیونکہ آپ کے دیرینہ دوست جہاں ہوں وہاں تو بنا اجازت مکھی نہیں گھس سکتی پھر وہ تو ایک معمولی غنڈہ" "ہے۔

انشراح نے اپنا حساب چکتا کر دیا تھا اس کی ذومعنی بات میں جو بات پوشیدہ ہے وہ صرف سفیان ملک ہی سمجھ سکتا تھا۔

"اچھا اتنا ڈینجر ہے میرا دوست۔۔"

معی ید علی نے پرمزاح انداز میں کہتے ہوئے برابر میں کھڑے سفیان ملک کو دیکھا۔

،حیرت ہے مجھے آپ کی عقل پر۔۔آپکے دوست ہیں اور آپ انہیں ہی نہیں جانتے۔ "انشراح نے بناء ڈرے" بلا جھجک اس کی ذات کو رگیدا تھا۔

"میں چلتی ہوں۔۔۔"

غوثیہ اب یہاں رکنا نہیں چاہتی تھی۔اپنی کم مائیگی اور کمزوری کا اسے شدت سے احساس ہوا تھا۔اپنی ذات اسے ان لوگوں کے سامنے بہت چھوٹی لگ رہی تھی۔غربت اور احساس کمتری میں مبتلا اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتی معی ید علی کا کسرتی وجود اس کے راستے میں حائل ہو گیا تھا۔

"کہاں جائیں گی آپ؟"

"میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے۔"

"تو مجھے چھوڑ کر جانے سے میرا کیا فائدہ کر رہی ہو تم۔۔"

الٹا سوال داغا تھا۔غوثیہ خاموش رہی۔ہونٹوں کو دانتوں سے کچلنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔معی ید علی نے بغور اسکی خاموشی محسوس کی تھی۔

اینی ویز۔۔۔تمھارے ابا رات کو یہیں آئیں گے نا تو میں ڈائریکٹ انہی سے بات کر لونگا۔ "آگے اس نے کچھ" نہیں کہا اور سفیان ملک کو دیکھا۔

"مجھے تجھ سے ضروری بات کرنی ہے۔"

"ہاں تو چلو ڈرائیڈ روم میں چلتے ہیں۔"

معی ید علی اور سفیان ملک دونوں آگے پیچھے بیڈروم سے باہر نکلے تھے۔

"انشراح مجھے جانا ہو گا۔"

"غوثیہ کے چہرے پر پریشانی ہویدا تھی۔

پاگل ہو گئی ہو، بے وقوفی کی باتیں مت کرو۔قسمت تمھارے در پر دستک دے رہی ہے اسکو ویلکم کرو خوشدلی"
"سے۔۔اسکا استقبال کرو۔کفران نعمت کر کے تم اپنا ہی نقصان کرو گی۔زندگی بار بار موقع نہیں دیتی۔

انشراح نے غوثیہ کے دونوں کانپتے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے تھے۔وہ جانتی تھی غوثیہ اندر سے بہت ڈری ہوئی ہے شیرافگن کو لے کر۔۔

تم نہیں جانتی انشراح شیرافگن بہت خطرناک اور جلاد ہے۔پورا محلہ اسکی دہشت سے کانپتا ہے۔وہ اگر کسی"
"کے پاس سے بھی گزر جائے تو بندہ لرز جاتا ہے۔

وہ کتنا ہی بڑا جلاد اور جابر کیوں نہ ہو مگر معی ید بھائی سب ہینڈل کر لیں گے۔۔۔سنبھال ہی لیں گے"
"ساری سچویشن کو۔۔

غوثیہ نے بے بسی بھری نظروں سے اسکو دیکھا تھا۔

چلو آو کچن میں چلتے ہیں۔میرے ساتھ ڈنر تیار کرواؤ۔اگر یونہی فارغ بیٹھی رہیں تو پریشان ہی رہو گی اور الٹے"
"سیدھے وسوسے مزید دل و دماغ میں پیدا ہونگے۔

''کیا چاہتے ہو تم--؟''

یار آج اللہ نے مجھے گولڈن چانس دیا ہے اپنی چاہت کو حاصل کرنے کا۔اسی لئے ساری سچویشن کو سامنے رکھتے'' ہوئے میں نے یہی سوچا ہے کہ غوثیہ سے آج رات نکاح کر لوں اور اسے اور انکل کو اپنے گھر لے جاوں کیونکہ ''میں نہیں چاہتا کہ معمولی سی بھی غلطی کسی بڑے نقصان کا پیش خیمہ بنے۔

''تو جناب کے یہ ارادے ہیں۔''

سفیان ملک نے پرسوچ نظروں سے اسکو دیکھا۔

تجھے شرم تو نہیں آئی اتنا بڑا راز مجھ سے چھپاتے ہوئے۔ ''ہال میں آتے ہی سفیان ملک نے معی ید علی کو'' آڑے ہاتھوں لیا تھا۔ ''یار یہ ایک لمبی کہانی ہے۔فلحال ہمیں پہلے اس گتھی کو سلجھانا چا ہی نے جو ابھی ''ہمارے سامنے منہ پھاڑے کھڑی ہے۔

''معی ید علی جانتا تھا کہ وہ اسکی کلاس ضرور لے گا۔ ''گھنے م یسی ے---تجھے تو میں بعد میں دیکھتا ہوں۔

سفیان علی اچھی طرح جانتا تھا معی ید علی ابھی اسکے ہاتھ نہیں گے گا۔

صاحب جی---وہ غوثیہ بی بی کے ابا آئے ہیں۔دروازے پہ کھڑے ہیں۔''

اوہ-- !چلو ٹھیک ہے--سفیان تو یوں کر داداجان کو سب کچھ بتا دے۔میں غوثیہ کے فادر کو خود لے کر آتا'' ''ہوں۔

چل ٹھیک ہے ''!سفیان ملک سکندر ملک کے بیڈروم کی جانب بڑھ گیا۔ ''

****

سبھی حال میں بیٹھے تھے پورے حال میں گھمبیر خاموشی کا راج تھا،اور اس خاموشی کا قفل سکندر ملک کی بھاری آواز نے توڑا تھا، بلکہ انہوں نے مناسب یہی سمجھا کہ انھیں یہاں سے اٹھ کر مولانا فخرو کے پاس بیٹھنا چاہیے ----جو سر کو جھکائے بہت سی لا متناہی سوچوں میں محو استراحت تھے۔ ''محترم مولانا صاحب میں جانتا ہوں اتنا بڑا سنجیدہ فیصلہ لینا وہ بھی ملٹے بھر میں آسان نہیں---مگر بات یہاں بیٹی کی عزت کی ہے ---زندگی بھر کا معاملہ ہے ----ایسے رشتے زور زبردستی پر بندھ تو جاتے ہیں مگر نبھانا بہت مشکل ہوتا---بات نسل تک جاتی ہے----اس لیئے میری رائے یہی ہے آپکے لئے کہ غوثیہ بیٹی کو غلط ہاتھوں میں مت دیں ،جہاں اسکو سب کچھ تو لے مگر دلی سکون دلی خوشی میسر نہ ہو،شیرافگن غوثیہ بیٹی کے لیے بہتر چوائیس نہیں ہے ''مولانا فخرو نے سنجیدگی سے سکندر ملک کی بات نہ صرف سنی تھی بلکہ سمجھی بھی تھی ۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہے تھے وہ ---مگر ایک سچی حقیقت یہ بھی تو تھی کہ غوثیہ اور معی ید علی کے اسٹیٹس میں بہت فرق تھا---وہ لوگ بہت اونچے لوگ تھے اور ان کے پاس کیا تھا سوائے غربت کے ،

،کیا سوچ رہے ہیں ''سکندر ملک نے مولانا فخرو کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا''

''یہی کہ ہماری حیثیت اور-------- ''

ارے مولانا صاحب یہ کیا آپ نے چھوٹی بات کردی----- معی ید علی کے پاس بیشک کسی شے کی کوئی کمی '' نہیں ہے اور معی ید کی جیسی تربیت و پرورش ہے میں تو کہتا ہوں آپ آنکھ بند کر کے اس رشتے کی حامی بھریں۔میں گارنٹی لیتا ہوں معی ید کی--- مجھے کہنا نہیں چاہیے مگر آپ جس شش و پنج میں پڑے ہیں کہ کہیں حیثیت و رتبہ اسٹیٹس کے لحاظ سے کم ہے تو میں سمجھتا ہوں مکمل غلط سوچ ہے آپکی----اور پھر میرا ''خیال ہے کہ آپکو آنے والا وقت اور غوثیہ بیٹی کی خوشحالی سے اندازہ ہوجائے گا کہ آپکا فیصلہ درست ہے

بے شک سکندر ملک ان سے بڑے ہیں ان کی زیرک نگاہیں وہ سب دیکھ رہی ہیں جو مولانا فخرو بھی نہیں دیکھ پا رہے ---مگر سچ تو یہ بھی ہے کہ انھیں غوثیہ کی بہت فکر ہے----ان کی پھولوں جیسی نازک سی بیٹی اس غنڈے بدمعاش کا مقدر نہیں بن سکتی----اور پھر جب قدرت نے ان کو غوثیہ کی قسمت سنوارنے کا موقع دیا ہے تو وہ کون ہوتے ہیں قدرت کے اس فیصلے کی نفی کرنے والے۔

انکل میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں غوثیہ پر دکھ و غم کی ایک آنچ بھی آنے نہیں "

دونگا---شیرافگن جیسا چھوٹا معمولی سا غنڈہ بدمعاش شیر کی کھال میں چھپے گیدڑ ہوتے ہیں یہ صرف گیدڑ ت ھن ھکیپاا ں دیتے ہیں ---ہمیشہ کمزور اور نحیف لوگوں پر اپنا زور اور رعب چلاتے ہیں ----- کبھی اپنے سے زیادہ طاقت ور تو چھوڑیے اپنے برابر والے لوگوں کے منہ ہی لگ جائیں تو خود کی اوقات پتہ چل جائے مگر ایلے "لوگ آپ کے جیسے کمزور لوگوں پر دھونس جماکر ڈرا دھمکا کر زندگی بھر کے لیئے اپنا پابند کرنا چاہتے ہیں

معی ید علی نے مولانا فخرو کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا--- مولانا فخرو نے تھکی تھکی آنکھیں اٹھا کر معی ید علی کو دیکھا تھا۔

"یقینا یہ میری بیٹی کے قابل ہے۔یہی ہے جو غوثیہ کو سرد و گرم ہواؤں سے بچا سکتا ہے"

اور پھر کچھ ہی دیر میں قاضی صاحب نے غوثیہ اور معی ید علی کا نکاح پڑھا دیا تھا۔انشراح نے اپنا بہت پیارا سا پنک اینڈ اسکائی بلیو سوٹ اسکو پہنا دیا تھا جس کے نیٹ کے دوپٹے پر فل کڑھائی کی

گئی تھی۔

"میں بہت خوش ہوں غوثیہ تمھارے لئے۔۔معی ید بھائی جیون ساتھی کے روپ میں تمھارے لئے بہت اچھے ثابت ہوں گے"

فرط جذبات سے کہتے ہوئے انشراح اسکے گلے سے لگی تھی۔غوثیہ کے ہونٹوں پر خود بخود شرمگیں مسکراہٹ نے اپنا مسکن بنا لیا تھا۔سیاہ نینوں میں جگنوؤں کی بارات آٹھہری تھی۔

نکاح کے دو بولوں نے اسکی زندگی پر اتنا گہرا اثر ڈالا تھا کہ پل بھر میں اس کے نام کے احساس سے ہی خود کو تحفظ کے گھیرے میں سمجھنے لگی تھی۔

____

معی ید علی کے ہمراہ غوثیہ اس کے گھر میں آچکی تھی۔ڈرائیور کے ساتھ جاکر مولانا فخرو اپنے گھر سے کچھ ضروری سامان اور کاغذات لے آئے تھے۔انکی دلی خواہش تھی حج پہ جانے کی تو معی ی د علی نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان کی خواہش اور آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا تھا۔"انکل اب آپ بالکل ہر فکر سے آزاد ہو جائیے کیونکہ آپ کی ذمہ داری اب میری ذمے داریے۔غوثیہ میری بیوی ہے اب کسی کی بھی ہمت نہیں ہوگی غوثیہ کو ہراساں کرنے کی یا ڈرانے کی۔"

معی ی د علی نے گہری نظروں سے غوثیہ کا شرمایا شرمایا سا چہرہ دیکھتے ہوئے مولانا فخرو سے کہا۔

"جیتے رہو، خوش رہو۔۔۔اللہ کے بعد میری غوثیہ تمھارے حوالے ہے۔اللہ تم دونوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔۔آمین۔۔!!"

مولانا دونوں کو تہہ دل سے دعا دیتے ہوئے پہلی فلائٹ سے حج کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ وہ دونوں ائیر پورٹ سے باہر آگئے تھے۔ معی ید علی نے غوشیہ کے لئے فرنٹ ڈور کھولا۔ غوشیہ نے فرنٹ سیٹ سنبھال لی۔

"جی تو مسز کیا خیال ہے آج کا لنچ باہر ہو جائے----"

غوشیہ نے سیاہ نین اوپر کو اٹھائے تھے اور برابر میں ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان معی ید علی کو دیکھا جس کی گہری نظریں اس کے کندنی چہرے کا حصار کیے ہوئے تھیں۔

جیسا آپ بہتر سمجھیں ۔"حیا سے کہتے ہوئے سیاہ نین کٹوروں کو عارض پر جھکا لیے تھے ۔ معی ید علی نے یہ" دلکش سا منظر بڑی دلچسپی سے دیکھا تھا۔

اوکے تو ہم اسی ہوٹل میں چلتے ہیں جہاں پہلی دفعہ تم سے فون پر بات ہوئی تھی۔"معی ید علی ہلکے سے" مسکرا دیا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

آج کا پورا وقت دونوں نے خوب انجوائے کیا۔ پارک، شاپنگ مال ، پھر آخر میں رات کا ڈنر بھی باہر ہوٹل سے ہی کھایا تھا۔

غوشیہ معی ید علی کی سنگت پاکر بہت خوش تھی اس کی زندگی مکمل ہو گئی تھی۔ کائنات کی ہر خوشی اس کے قدموں میں ڈھیر کر دی تھی۔ عزت، چاہت، محبت پا کر وہ بہت معتبر ہو گئی تھی ، یہ اس کے ماں باپ کی نیکی تھی یا دعاؤں کا نتیجہ جو معی ید علی جیسا چاہنے والا پیار کرنے والا ہ مشف ر اس کی زندگی میں آیا تھا۔

****

وہ آج رات گیارہ بجے کی فلائٹ سے گھر پہنچ گیا تھا ، جو کام اسے سونپا گیا تھا نہایت ذمہ داری سے اس نے سرانجام دیا تھا جس میں وہ کامیاب لوٹا تھا۔ جہاز کے لمبے سفر کی وجہ سے بہت تھکن ہو گئی تھی۔ بھوک کی

طلب تو نہیں تھی کیونکہ جہاز میں ہی اس نے تھوڑا بہت کھا لیا تھا ، ہاں پیاس بہت شدید لگ رہی تھی ٹھنڈے پانی کی۔۔۔ حلق سوکھ رہا تھا محسوس ہو رہا تھا کانٹوں کی باڑ اگ آئی ہو۔ بریف کیس کو صوفے پر رکھا ، بلیو کوٹ بھی اتار دیا، فون اور گاڑی کی چابی ٹیبل پر رکھتا ہوا کچن کی جانب بڑھا۔

عسکریم زیدی کچن کی جانب بڑھا تھا کوئی کچن سے باہر آرہا تھا۔ کچن اور ہال کی مدھم روشنی میں دونوں نے ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا۔آمنے سامنے سے آتے ہوئے یہ تصادم تو لازمی تھا۔کانچ کے ٹوٹنے کی آواز ، پھر دلخراش چیخ کی آواز ، ملحے بھر میں ہر طرف یہ چیخنے کی آواز گونجنے لگی تھی ۔

عسکریم زیدی اس اچانک سے آتی افتاد پر بری طرح گڑبڑا کے رہ گیا۔۔۔اس کو حیران ہونے کا موقع بھی نہیں ملا کہ آخر اس کے گھر میں نسوانی آواز کیونکر۔۔۔۔مگر ابھی فی الحال اس کی چیختی چلاتی آواز کو دبانا ہو گا جو مسلسل اپنا سر زور و شور سے ہر سو بکھیر رہی تھی۔

عسکریم زیدی نے اس کی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور اس کے لبوں پر اپنی چوڑی ہتھیلی رکھ دی تھی۔

خاموش رہو۔۔۔اگر اب ذرا بھی آواز نکلی تو حلق سے جان نکال لوں گا۔"سپاٹ لہجے میں"

عسکریم زیدی نے اس کو دھمکی دی تھی۔ اور پھر جلدی سے سوئچ بورڈ تلاش کر کے سارے بٹن

آن کر دیے،روشنی ہی روشنی ہر شے پر بکھرتی چلی گئی۔

کیا ہوا پری وش؟"غوثیہ اور معید علی تیزی سے اپنے بیڈ روم سے باہر آئے تھے ۔ معید علی کی" نظر عسکریم زیدی پر پڑی۔

"عسکریم تم کب آئے؟"

ان دونوں کو دیکھ کر گرفت ڈھیلی پڑی، پری وش جو پوری طرح اس کے پہاڑ جیسے وجود سے لگیھوئی تھی اس کی گرفت ہلکی ہونے پر اس کا ہاتھ جھٹکتی تیزی سے غوشیہ کے گلے سے لگی

تھی۔ ہچکیوں سے اس کا پورا وجود جھٹکوں کی زد میں تھا۔ڈر و خوف جس نے اس کے اندر جڑ پکڑ لی تھی، ذرا سی چیخ پر وہ سہم جایا کرتی تھی اور ابھی جو کچھ دیر پہلے ہو اس سے تو اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی آیا ہوں، پانی کی پیاس لگ رہی تھی تو کچن میں آیا مگر وہاں تو پہلے سے ہی ایسے نمونے" موجود تھے۔۔۔کون بے وقوف اور پاگل ہے یہ لڑکی۔۔۔؟ اور اس گھر میں کیا کر رہی ہے؟"عسکریم زیدی کا موڈ سخت آف ہو گیا تھا اس کا غصہ ساتویں آسمان سے بات کر رہا تھا۔ معی ید علی نے پہلے تو عسکریم زیدی کو بغور سنا تھا اور پھر ایک لمبی آہ بھرتے ہوئے غوشیہ کے گلے سے لگی پری وش کی کلائی پکڑی تھی۔

جس کو تم پاگل اور بے وقوف کے لقب سے پکار رہے ہو اس کا نام "پری وش" ہے۔ "عسکریم زیدی کے" مقابل جو چہرہ سامنے تھا اس کو دیکھ کر ایسا لگا اس عمارت کی ہر اینٹ اس کے وجود پر آگری ہو۔۔۔ حیرتوں کے وزنی بھاری پہاڑوں نے اس کو اپنے اندر دبا لیا تھا، دل و دماغ جیسے اس لمحے بالکل سن ہو گئے تھے سوچنے سمجھنے کی ہر صلاحیت مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔ چاروں طرف ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا۔ آخر، یہاں اس کے گھر میں کیوں ہے؟ کیا کر رہیہے؟ کیسے آئی؟ کون لے کر آیا؟ایسے لاتعداد سوالات اس کے دل و دماغ میں ہلچل مچا رہے تھے۔ عسکریم زیدی کی بانسبت پری وش کی حالت قدرے مختلف تھی، بلکہ اس کے پورے وجود میں تو آندھی طوفان کے جھکڑ چل رہے تھے۔۔۔ایسا محسوس ہو رہا تھا پل بھر میں اس کی ہستی نیست و نابود ہو جائے گی، فنا ہو جائے گی۔۔۔مقابل جو ہستی تھی اس نے اس کی شخصیت مسخ کر کے رکھ

یی تھے --- وہ تو یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ اب کبھی بھی اس حیوان دی تھی --- اس کی روح کے پرخچے اڑا د جانور نما انسان سے سامنا نہیں ہو گا۔۔

پری وش تیزی سے معی ید علی کی پشت کے پیچھے چھپی تھی ۔

معی ی د بھائی مجھے بچالیں ---"ڈری سہمی آواز--- خوفزدہ لہجہ--- معی ی د علی کے ساتھ عسکریم زیدی" نے بھی بہت شدت سے محسوس کیا تھا۔ بدلے اور انتقام کی جس بھٹی میں وہ جل رہا تھا کہیں ایسا تو نہیں اس کا انتقام ، اس کا بدلہ پورا نہیں ہوا ہو اور وہ اسے یہاں لینے آیا ہو۔۔

پری ڈرو نہیں ، کچھ نہیں ہو گا--- میں ہو ں نا--- تمہیں اپنے بھائی پر بھروسہ نہیں ---؟ "معی ید علی" نے پوری طرح اس کو تسلی دینے کی کوشش کی تھی۔

بھروسہ ہے مگر معی ید بھائی یہ بہت ظالم ہیں ، خطرناک ہیں ۔"وہ پوری طرح عسکریم زیدی کے خوف کا شکا ر تھی ۔

اٹس اوکے -- کچھ نہیں ہو گا۔"اپنے بازو پر رکھے اس کے ہاتھ کو معی ید علی نے ہلکے سے تھپکیدی تھی۔"

غوثیہ "معی ید علی نے دھیرے سے پکارا۔"

"جی۔"

"تم پری وش کو اس کے روم میں لے جاؤ، میں کچھ دیر میں آتا ہوں ۔"

ٹھیک ہے۔ "غوثیہ نے فرمانبرداری سے کہتے ہوئے نرمی سے پری وش کو تھاما تھا۔"

کیا سوچ رہے ہو؟ "معی ید علی نے عسکریم زیدی کو بغور تکا تھا جس کے چہرے اور آنکھوں میں سوچوں کے" لاتعداد جال بچھے ہوئے تھے ۔

تم تو پری وش کو وہاں اس سنسان سناٹے ، ویران جگہ پر کسی بے کار ردی کی طرح پھینک آئے تھے شاید تم" "نے اس کو کوئی جیتا جاگتا سانس لیتا وجود نہیں سمجھا تھا --

تو تم اس کو یہاں لائے ہو؟ "عسکریم زیدی کے ماتھے پر شرمندگی کی معمولی سی بھی شکن نہیں تھی ۔ وہ" اپنے کئے پر رتی بھر بھی نادم پشیمان نہیں تھا۔

ہاں میں لایا ہوں اور اگر میں نہیں لاتا بروقت تو یقیناً بہت دیر ہو جاتی ۔ "معی ی د علی کے لہجے میں کچھ" ایسا تھا جو عسکریم زیدی کو چونکنے پر مجبور کر گیا تھا۔

جمشید شاہ جانتا ہے پری وش یہاں ہے ؟"عسکریم زیدی کے لہجے میں غصے و اشتعال ، بدلے و انتقامکی تپش" ابھی بھی محسوس کی جا سکتی تھی ۔

نہیں ، نہ ہی تو جمشید شاہ کو یہ خبر ہے کہ پری وش یہاں ہے اور نہ ہی جمشید شاہ اس شہرمیں ہے" ۔ "معی ید علی نے گہری نظروں سے عسکریم زیدی کا چہرہ دیکھا تھا جہاں چٹانوں جیسی سختی تھی۔

"تو ٹھیک ہے جمشید شاہ کو پتہ بھی نہیں چلنا چاہیئے اس کی بیٹی کی یہاں موجودگی کا۔"

عسکریم زیدی کا سپاٹ لہجہ سن کر معی ید علی کو دھچکا لگا تھا ، آخر وہ کیا سوچ رہا ہے، کیا پلاننگ ہے آگے اس کی ؟

"یہ کیسے ممکن ہے عسکریم --- جمشید شاہ پری وش کے ڈیڈ ہیں ---"

سو واٹ ؟"عسکریم زیدی کی مسکراہٹ میں طنز کی آمیزش تھی ۔"

مگر تم خود سوچو پری وش یہاں کس رشتے سے رہ سکتی ہے اور کب تک رہے گی؟ "معی ید علی کو تو اس کی" ذہنی حالت پر شبہ ہو رہا تھا۔

وہ سب میں نہیں جانتا۔۔۔ مگر یہ میرا آخری فیصلہ ہے کہ پری وش یہیں رہے گی اور تم جمشید شاہ کو کچھ" نہیں بتاؤ گے ورنہ دوسری صورت میں ۔۔۔۔"عسکریم زیدی نے جان کر بات ادھوری چھوڑی تھی ، جس پر معی ید علی نے بے ساختہ پوچھا تھا۔

"دوسری صورت میں کیا؟"

دوسری صورت میں یہ کہ میں پری وش کو بھی مار دوں گا اور خود کو بھی ختم کر لوں گا۔۔۔ اور تم جانتے ہو کہ" "جو میں کہتا ہوں وہ کر گزرتا ہوں ۔۔۔

اس کی آنکھوں اور چہرے سے پھوٹتی نفرت اور غصے کی چنگاریوں نے پل بھر کے لئے معی ی د علی کا چہرہ فق کر دیا تھا۔

عسکریم زیدی تو اپنے بیڈروم میں جا چکا تھا مگر اس کے لیے سوچوں کے بہت سے در کھول گیا۔۔ اسے غصہ عسکریم زیدی پر نہیں بلکہ جمشید شاہ پر تھا۔ جمشید شاہ نے بنا سوچے سمجھے عسکریم زیدی پر ہاتھ تو اٹھا دیا مگر یہ نہیں سوچا کہ عسکریم زیدی اپنے انتقام اور بدلے میں کہاں تک جا سکتا ہے۔

"انشراح بھابھی اگر آپ فری ہو گئی ہیں تو پلیز میتھ میٹکس کا سوال تو سمجھا دیں "

انشراح کچن سے باہر نکلی تھی۔آج رات ڈنر اس نے سکندر ملک، عاطر، فاخر اور اپنی پسند کا بنایا تھا اور ایسی ڈش بنائی تھیں جو سفیان ملک کو بالکل پسند نہیں تھی۔

میتھ میٹکس۔۔۔ "انشراح نے عاطر کو دیکھا جو کتاب ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔۔انشراح نے عاطر سے میتھ کی وہ " کتاب لے لی۔۔نظر سوال پر ڈالی تو محسوس ہوا سارے نمبرز گڈمڈ ہو رہے ہیں۔۔اس کا تو سر ہی گھومنے لگا تو جلدی سے کتاب بند کر دی۔

پہلے ڈنر پھر کوئی اور کام "وہ ہلکے پھلکے لہجے میں کہتی ہوئی میز پر کھانے کی ڈشز رکھنے لگی تھی۔سب کھانے کی ٹیبل پر آبیٹھے تھے۔معی ید علی بھی کچھ ہی دیر پہلے آفس سے آیا تھا۔

سب نے اپنی پلیٹوں میں کچھ نہ کچھ کھانے کے لیے نکال لیا تھا سوائے سفیان ملک کے۔۔کیونکہ وہ اس میں سے کچھ بھی شوق سے نہیں کھاتا تھا اور بھوک بھی زوروں کی لگی تھی۔آج دوپہر کو بھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ میٹنگ، ڈن یلکیش ن اور پھر سائٹ کا سروے کرنا۔اس میں ہی اتنا وقت لگ گیا تھا کہ بھوک کا احساس ہی نہیں ہوا۔اور اب اگر بھوک لگی ہے تو سامنے جو کچھ رکھا گیا تھا۔جس میں سے وہ کچھ بھی نہیں کھاتا تھا۔وہ جانتا تھا کہ یہ حرکت کس کی ہے۔۔

سفیان ملک نے اپنے سامنے بیٹھی انشراح کو سلگتی نگاہوں سے دیکھا۔جو بے فکر، بے پرواہ اپنی پسندیدہ ڈش سے بھرپور انصاف کر رہی تھی۔

ارے سیفی بھائی آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہے؟کھائیں نا۔۔سچ میں انشراح بھابھی نے ایک ایک ڈش بہت " مزیدار بنائی ہے۔ اسقدر ذائقہ دار کہ بندے کا پیٹ بھر جائے مگر نیت نہ بھرے "فاخر نے کافی پرجوش انداز میں کباب کا بائٹ لیتے ہوئے ہوئے کہا تھا۔جس پر سفیان ملک نے خاصا تپ کر اس کو دیکھا تھا۔فاخر نے جھینپتے ہوئے نگاہیں جھکا لیں۔

اب بھوک بھی زبردست لگی ہے اور کھانا بھی سامنے رکھا ہے۔جن سے اٹھتی اشتہاانگیز خوشبو نے مزیداسکی بھوک چمکا دی تھی۔اب کفران نعمت کر کے وہ اللہ کو ناراض کر کے بھی گناہ گار نہیں ہونا چاہتا تھا، اس لیے نہاری کی ڈش اٹھالی تھی۔۔۔مگراس سے پہلے اس نے سامنے بیٹھی انشراح پرایک غصیلی اور تلخی سے بھری نگاہ ضرورڈالی تھی۔انشراح جس نے اسی وقت اپنے سبز کانچ اوپراٹھائے تھے۔سفیان ملک کے دیکھنے پر جانے کیوں بے ساختہ نگاہیں چرائیں تھیں۔

اس کے شنگرفی ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ کھلی تھی اور اس مسکراہٹ میں کیا راز پوشیدہ تھاوہ سفیان ملک کی زیرک نگاہوں سے چھپا نہیں رہ سکا تھا۔اس کے تن بدن میں لاوا تو ضرورجوش مارا تھا مگر اس سے پہلے پیٹ پوجا ضروری تھی۔

بعد میں دیکھتا ہوں اس کو تو میں "اندر ہی اندر وہ پیچ و تاب کھاتاوہ اپنی پلیٹ پر جھک گیاتھا۔ "

"دادا جان کیاپیئں گے؟ چائے، کافی یا سبز قہوہ؟ "

وہ سب ہال میں آچکے تھے۔عاطراورفاخر نے تواپنی میتھ کی کتاب سنبھال لی تھی۔ سفیان ملک نے عاطر اور فاخر کو ٹیسٹ کا آرڈر دے دیا تھا، اور ٹیسٹ کے نام پر جو مسکینی اور معصومیت ان دونوں کے چہروں پر تھی۔اس پر انشراح مسکرانے پر مجبور ہو گئی تھی۔

اسی لیے بول رہے تھے کہ آپ ہمیں پڑھا دیں، سیفی بھائی کے ہاتھ چڑھ گئے تھے.اگلا اور پچھلا سارا ٹیسٹ " ابھی لے لیں گے "عاطر نے سرگوشی کرتے ہوئے انشراح سے کہا تھا۔ "کیا ہو رہا ہے؟ "سفیان ملک کی بھاری اورگھمبیرآواز پر وہ دونوں چونک سے گئے۔

اور تم سے ٹیسٹ دینے کے لیے کہا ہے میں نے "انشراح کو بری طرح سے گھورتے ہوئے عاطرکو ڈانٹا۔

بس سیفی بھائی دے رہا ہوں "وہ منہ بسور کر واپس اپنے رجسٹر پر جھک گیا۔"

بچوں کو سختی سے نہیں، نرمی سے پڑھایا جاتا ہے تاکہ ان کے ذہن میں بیٹھا رہے "انشراح بغیر اس سے ڈرے صاف گوئی سے بول تھی۔

اب مجھے تم سے سیکھنا پڑے گا کہ کس طرح پڑھایا جاتا ہے؟ "انشراح کا اس طرح بے دھڑک بولنا سفیان ملک کو خاصا کھلا تھا۔ صحیح معنوں میں سفیان کو اسکی، اپنے اور عاطر، فاخر کے درمیان دخل اندازی بہت ناگوار گزری تھی۔

اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے "وہ لاپرواہی سے اپنے کندھے اچکاتی اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔سفیان ملک کے اندر تک جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی ہوں۔۔ اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے اس کو آج ہی آج میں زچ کر کے رکھ دیا تھا۔ پہلے کھانے کی ٹیبل پر اور اب اس کے بھائیوں کے سامنے۔۔وہ چاہتا تو ابھی دو منٹ میں اس کا دماغ ٹھکانے لگا سکتا تھا۔ مگر اپنی ساکھ برقرار رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ وہ ابھی فی الحال صبر کے گھونٹ حلق سے اتار لے۔ جاتی ہوئی انشراح کو برہم نگاہوں سے دیکھا تھا۔

سیفی بھائی تو آپ کس نتیجے پر پہنچے؟ "فاخر نے ہلکی سی سنجیدگی کے ساتھ کہا۔"

کیا مطلب؟ کیسا نتیجہ؟؟ "سفیان نے باری باری دونوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

یہی کہ آپ آج کی تاریخ میں ہمیں پڑھانے والے ہیں یا انشراح بھابھی سے سیکھنے کے لیے کلاس جوائن کرنی ہے؟ "فاخر کی آنکھوں میں جس قدر شرارت تھی لہجے میں اتنی ہی سنجیدگی تھی۔ سفیان ملک کی آنکھوں اور چہرے پر غیض و غضب اور اشتعال سے بھرپور تاثرات ابھرنے لگے تھے۔ فاخر کو اپنی پتلی سی گردن کی فکر لگ

گئی اور اس سے پہلے کہ وہ اللہ کو پیارا ہو جاتا۔۔وہ رجسٹر پر میتھ کے سوالات اور فارمولے گھسیٹنے لگا تھا۔۔۔یہی کچھ حال عاطر کا بھی تھا۔

بیٹا سیفی تم جاؤآرام کر لو۔۔ان نالائقوں کو میں خود دیکھ لوں گا "اس سب کے دوران سکندر ملک جو ٹی وی " پر نیوز دیکھ رہے تھے تو وقتاً فوقتاً ان سب کی نوک جھونک سے بھی لطف اندوزہو رہے تھے۔

جی دادا جان آج میں واقعی بہت تھک گیا ہوں۔ان لوگوں کو میں کل اچھی طرح دیکھ لوں گا "ناراضگی کی " ایک ہلکی سی نگاہ عاطراورفاخر پر ڈالتا وہ اپنے بیڈ روم کی جانب بڑھ گیا۔

بھائی کا موڈ آج انشراح بھابھی کی کلاس لینے کا ہے "عاطر نے دھیمی سی سرگوشی عاطر کے کان میں کی " تھی۔

تم لوگ مت سدھرنا "سکندر ملک نے اپنی چھڑی ہلکے سے عاطر کے کندھے پر ماری۔سفیان

ملک کے جانے کے بعد انہیں شہ ہ مل گئی۔رجسٹر بند کر کے سکندر ملک کے ہاتھ سے ریموٹ لے لیا۔۔۔اور وہ بیچارے ارے ارے کرتے رہ گئے۔

****

یہ کیا بکواس کر رہی تھی تم باہر؟"اس نے بیڈ روم میں قدم رکھتے ہی انشراح کو لتاڑنے کی کوشش کی تھی۔"

انشراح جو صوفے پر نیم دراز لیٹی کوئی میگزین دیکھ رہی تھی سفیان ملک کے آنے سے اور اس کی باتوں سے اس کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ ہنوز اسی پوزیشن میں لیٹی تھی ۔ اپنی بات کا کوئی اثر نہ ہوتے دیکھ کر سفیان

ملک جیسے انگاروں پر لوٹ گیا ہو ---وہ جلتا بھنتا آگے بڑھا اور انشراح کے ہاتھ سے میگزین چھین کر ہوا میں اڑا دیا تھا ---

مگر انشراح کے سکون اور مطمئن انداز داد دیے جانے کے لائق تھا ۔ اس نے نہایت سکون سے سفیان ملک کو دیکھا تھا ۔

"میں نے کچھ غلط بھی نہیں کہا ۔"

صحیح غلط کا سوچنے کے لیے ابھی اس کا بھائی موجود ہے تمہیں اس گھر کے کسی بھی فرد کا غم پالنے کی"

"ضرورت نہیں ہے انڈرسٹینڈ --

اپنی طرف سے تو اس نے انشراح کی طرف تلخ لفظوں کے انگارے اچھالے تھے ۔

اوہ ریلی ---یہ تو بہت نئی خبر ہے میرے لیے ۔ "انشراح پر اس کے تلخ بھرے لہجے کا کوئی اثر نہیں ہوا" تھا بلکہ اس کے چہرے پر بڑی معنی خیز سی مسکراہٹ ابھری تھی ۔

دیکھو مجھے غصہ مت دلاؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گی۔ "اس نے وارن کیا"

تو ابھی آپ کونسا مجھ سے مذاق کر رہے ہیں ۔ "سفیان ملک خاموش ہو گیا بس گھورتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔"

اس کے تنک کر آگے جانے پر انشراح کے شنگرفی ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ رینگ گئی تھی

غوثیہ نے ماسی سے سارے گھر کی صفائی کروائی تھی اب ارادہ تھا کھانے کی تیاری کا۔ سوچ رہی تھی ڈرائیور سے معی ید علی اور عسکریم زیدی کو ان کا فیورٹ لنچ بھجوا دے ---- غوثیہ نے کک کو سارا کام سمجھا دیا تھا اور پری وش کے روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

" اٹھ گئیں ؟"

پری وش نہا کر بیڈ پر بیٹھی تھی گیلے بالوں کو برش سے پھیر رہی تھی

جی "اس کے چہرے اور آنکھوں میں نرم سا تاثر ابھرا تھا۔ غوثیہ بھابی نے بھی اس کی نرم مسکراہٹ کا نرمی " سے جواب دیا تھا اور آکر اس کے پاس بیٹھ گئیں

"چلو ناشتہ کرلو پھر باتیں کرتے ہیں "

"غوثیہ بھابی--- "

" جی "

وہ چلے گئے؟ "پری وش کے لہجے میں محسوس کئے جانے والا اک خوف تھا"

" اک بات پوچھوں ؟ "

جی--- "پری وش کی میدے جیسی رنگت پر خوف کا پہرا تھا جسکا اندازہ غوثیہ بھابی لگا سکتی تھیں"

"تم اپنے پاپا کے پاس کیوں نہیں جانا چاہتی ہو؟ "

پری وش پہلے خاموش رہی پھر اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی اس کے دل کی تکلیف کیا ہوگی غوثیہ بھابی باخوبی سمجھ سکتی تھیں اس نے پری وش کی کلائی تھام کر اسکا نارک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

"ناراض ہو۔۔؟ "

نہیں "آہستگی سے کہا۔ "

"پھر کیا بات ہے۔۔؟ "

میرے پاپا کی بزنس سرکل میں بہت عزت بہت نام ہے ابھی لوگوں کو یہ لگتا ہے کی جمشید شاہ کی اکلوتی " بیٹی کو کسی نے کڈنیپ کر کے مار دیا ہے لیکن اگر میں واپس گئی تو لوگ ہزار سوالات کریں گے۔۔اور میں نہیں چاہتی کہ میرے پاپا کا شرمندگی سے سر جھک جائے ابھی تو مجھے بھی صبر ہے ان کے سامنے جا کر میں ان کو ٹوٹنا نہیں چاہتی میں اپنے پاپا کو ہارتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔ "اس کے چہرے پر کرب کی لکیروں کے ساتھ تاریکی کی چھایا بھی تھی۔۔۔

معی ید بھائی مجھے اپنی سگی بہن سمجھتے ہیں مانتے ہیں اور میں انکو ویسا ہی اپنا مخلص سچا بھائی تسلیم کرتی " ہوں۔ معی ید بھائی جیسے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں غوثیہ بھائی جو ہر رشتے کو پوری دیانتداری اور "ایمانداری سے نبھاتے ہیں

اس کے لہجے میں بھائی کا غرور بول رہا تھا اور غوثیہ سے زیادہ اس کو کون جان سکتا تھا کسی کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے یہ کوئی معی ید بھائی سے سیکھے وہ تو بازار حسن میں بکنے اور بیچنے والی عورتوں کو بھی کو بھی برا نہیں کہتا وہ سوچتا ہے جانے کون سی مجبوری کون سی مشکل ان کے سامنے کھڑی ہوگی جو وہ یہ سب کرتی ہیں غوثیہ کی سوچوں کا ریلا جانے اور کتنی حد تک پہنچتا کہ یک دم سے اسکا فون چیخ اٹھا اس نے فون اسکرین پر نگاہ ڈالی

جہاں انون نمبر تھا پہلے سوچا نہیں اٹھائے پھر اور اس سے پہلے وہ ریسیو کرتی فون بند ہوگیا ---مگر دو سیکنڈ بعد پھر چیخ اٹھا اس نے ریسیو کر کے فون کان سے لگالیا تھا "ہیلو---؟"

"ہائے میری رانی بیوی سوھنیے--- !!"

غوثیہ کا ہاتھ بری طرح کانپ کر رہ گیا اور کپکپاہٹ میں فون اس کی گود میں آگرا تھا --

****

پاس بیٹھی پری وش نے اس کو دیکھا پھر گود میں پڑا اسکا فون---

" غوثیہ بھابی آر یو آل رائٹ آپ پریشان لگ رہی ہیں "

آں---ہاں "وہ پوری طرح چونکی تھی پھر اپنی گود میں پڑا فون اٹھایا اور جلدی سے آف کردیا-- "

" سب ٹھیک تو ہے نا آپ مجھے گھبرائی ہوئی لگ رہی ہیں-- کس کا فون تھا؟ "

پری وش نے اس کے ناتواں کندھے پر ہاتھ رکھا جو ڈرو خوف کچھ دیر پہلے اس کے چہرے پر تھا وہی خوف غوثیہ کے چہرے کی زینت بنا ہوا تھا.

نہیں تو---اچھا تم یہ سب چھوڑو چلو آؤ ناشتہ کرتے ہیں میں نے معی ید کے ساتھ صرف چائے پی ہے " ناشتہ تمہارے ساتھ کرونگی--"

غوثیہ کھڑی ہوگئی بلاشبہ وہ اندر سے ڈر گئی تھی مگر اپنا ڈر اپنی پریشانی کسی پر ظاہر کر کے کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ٹھیک ہے آپ چلیئے میں دو منٹ میں بال سمیٹ کے آتی ہوں "پری وش بیڈ سے کھڑی ہوگئی۔ غوثیہ اپنا سیل فون سنبھالے باہر نکل گئی تھی۔۔۔مگر اس کی ہر دھڑکن سماعت بنی ہوئی تھی۔۔اس کا ذہن فون کی گھنٹی کی جانب تھا۔

اس نے اس وقت تو اپنا سیل فون بند کردیا تھا مگر جانتی تھی وہ فون ضرور کرے گا اتنی آسانی سے اس کو نہیں چھوڑے گا۔۔۔شیرافگن چلتی پھرتی موت ہے نامور مشہور زمانہ غنڈہ جسکے لئے کسی کو مار دینا کوئی مشکل نہیں تھا،

"تو کیا اسکو پتا چل گیا کہ اس کی شادی معی ید سے ہوگئی ہے۔۔"

اس کے اندر دور دور تک سناٹا سا پھیلنے لگا تھا۔۔کیا خوشیوں اور امیدوں کی رات کی عمر اتنی کم تھی۔۔کسی بھی طرح شیرافگن اس کو ڈھونڈ نکالے گا اگر ایسا ہوا تو۔۔اس کے روم روم میں جھرجھری سی پھیل گئی۔۔رواں رواں خوف اور دہشت کی شدت سے کانپ اٹھا۔۔۔اپنی لاتنناہی سوچوں میں گھری وہ خوبصورت ڈیکوریٹ کئے ڈرائنگ روم میں کھڑی تھی۔۔

کیا میں جان سکتا ہوں میری نصف بہتر اتنی گہرائی سے کس خوش نصیب کو سوچ رہی ہیں "معی ید کی اچانک " سے آتی گھمبیر آواز نے جیسے اس کی رہی سہی کمی بھی پوری کردی تھی اسکی کندنی رنگت میں خوف و ہراس سے پیلاہٹ سی گھلنے لگی تھی۔۔سیاہ نین میں جہاں بھر کا ڈر اور اس ڈر میں اک سمندر تھا۔۔جسکو باہر نکلنے کا راستہ نہیں مل رہا تھا،

"ارے غوثیہ۔۔۔کیا ہوا۔۔۔۔؟

گھبرانے کی باری تو صحیح معنوں میں معی ی دکی تھی۔۔۔بے ساختہ ہی اس نے غوثیہ کے نارک شانوں کو "آہستگی سے تھام کر اپنے قریب کیا تھا۔۔۔ "بتاؤ مجھے سب ٹھیک تو ہے نا؟کچھ ہوا ہے کیا؟

اگر معی ید کو بتا دیا کہ شیرافگن کا فون آیا تھا وہ ضرور طیش و جلال میں آجائے گا اور پھر شیرافگن جسے غنڈے سے اس کی خاطر لڑے گا۔۔مگر وہ نہیں جانتا کہ شیرافگن بہت خطرناک مجرم قاتل اور حیوان جانور ہے۔۔۔اگر اس نے معی ی د کو کچھ۔۔۔!!

اللہ نہ کرے۔۔معی ید کو کچھ ہو۔۔۔ "اسکی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔اس کے چہرے کے تیزی سے اترتے " چڑھتے رنگوں کو معی ی د علی نے بغور نوٹ کیا تھا۔اس کے دل میں دھڑکتی دھڑکن نے یہی کہا کہ کچھ تو گڑبڑ ہے۔

،غوشیہ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔بتاؤکیا بات ہے؟ دیکھو مجھ سے کچھ مت چھپانا۔جو بھی بات ہے " پریشانی ہے۔۔مجھ سے شیئر کرو "معی ید علی نے اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے پکڑا تھا۔

ارے۔۔نہیں۔۔ایسی تو کوئی۔۔بات نہیں۔۔بس یونہی۔۔ "غوشیہ نے اپنے چہرے کے تاثرات کو بڑی تیزی " سے نارمل کیا تھا۔

شیور؟؟؟ "معی ید علی نے بڑی کھوجتی نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ "

جی بالکل "!سیاہ نین پر پہرا دیتی پلکوں کی باڑ اس نے سرخ عارض پر جھکا لی تھیں۔ "ابا یاد آرہے ہیں؟ "فی الحال تو وہ یہی اخذ کر پایا تھا۔بغور اس کی سیاہ لرزتی پلکوں کی باڑ کو دیکھا۔

ساتھ رہتے رہتے اتنا اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ وہ جانے بغیر نہیں رہ سکے گا۔اس لیے کچھ تو بولنا تھا۔

"جی۔۔"

ارے میری جان تو پہلے کہا ہوتا نا۔۔۔ابھی بات کروا دیتا ہوں "معی ید علی کو اسکی پریشانی جان کر تسلی ہو گئی " تھی۔۔

غوثیہ بی بی ناشتہ ٹیبل پر لگا دیا ہے-- "ملازمہ بھی صحیح موقع پر آئی تھی۔"

اچھا ٹھیک ہے۔ تم یوں کرو کہ فریج میں سے فریش جوس نکال کر معی ید صاحب کے لیے لے آؤ۔ میں جب" تک ایک بار پھر پری وش کو بلا لیتی ہوں۔ "ملازمہ کے آنے سے پہلے ہی وہ معی ید علی سے لگ ہو چکی تھی۔

میں آگئی، غوثیہ بھابھی "پری وش بھی اسی اثناء میں چلی آئی تھی۔ تینوں ایک ساتھ ٹیبل پر براجمان ہوئے " تھے۔

اچھا آپ نے بتایا نہیں کہ آج آپ گھر جلدی واپس کیسے ؟ "غوثیہ نے گرم گرم چائے کا ایک گھونٹ حلق میں" اتارا تھا۔

ویسے ہی دل چاہا کہ آج کا پورا وقت اپنی وائف کے ساتھ گزاروں۔ معی ی د علی کا چہرہ اور بلوریں آنکھیں چمکنے لگی تھیں---مگر غوثیہ کے دل و دماغ کی ہر سوچ کے دھاگے شیر افگن میں الجھے ہوئے تھے۔مگر وہ پھر بھی محتاط رہی تھی کہ کہیں معی ی د علی کو اس کی پریشانی کی ہلکی سی بھی بھنک نہ پڑ جائے۔

اس لیے نا چاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔اسکی بجھی بجھی اداسی بھری مسکراہٹ معی ید علی نے تو نوٹ نہیں کی مگر پری وش نے ضرور نوٹ کی تھی۔ اس لیے سوچا کہ بعد میں اس سے پوچھے گی۔

ناشتہ ہوچکا تھا۔اب اس نے سوچا کہ کچن میں جائے اور لنچ کی تیاری کر لے۔مگر معی ید علی نے ایسا کچھ کرنے نہیں دیا، بلکہ کہا کہ باہر سے ہی کچھ آرڈر کر لیا جائے گا۔اگر شیر افگن کا فون نہ آیا ہوتا تو یقیناً وہ بہت خوش ہوتی۔ معی ید علی کی شوخیوں، ذو معنی باتوں پر شرم و حیا سے لجاتی بھی اور شرماتی بھی---مگر شیر افگن کی کال نے اسکی ہنستی مسکراتی زندگی میں ارتعاش برپا کر دیا تھا۔ "اللہ نہ کرے-- معی ید کو کچھ ہو--- "اسکی

ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔اس کے چہرے کے تیزی سے اترتے چڑھتے رنگوں کو معی ید علی نے بغور نوٹ کیا تھا۔اس کے دل میں دھڑکتی دھڑکن نے یہی کہا کہ کچھ تو گڑبڑ ہے۔

"غوشیہ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔بتاؤکیا بات ہے؟ دیکھو مجھ سے کچھ مت چھپانا۔جو بھی بات ہے پریشانی ہے۔۔ مجھ سے شیئر کرو۔ "معی ید علی نے اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے پکڑا تھا۔

"ارے۔۔نہیں۔۔ایسی تو کوئی۔۔بات نہیں۔۔بس یونہی۔۔ "غوشیہ نے اپنے چہرے کے تاثرات کو بڑی تیزی سے نارمل کیا تھا۔

"شیور؟؟؟ "معی ید علی نے بڑی کھوجتی نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

"جی بالکل !سیاہ نین پر پہرا دیتی پلکوں کی باڑ اس نے سرخ عارض پر جھکا لی تھیں۔

"ابا یاد آرہے ہیں؟ "فی الحال تو وہ یہی اخذ کر پایا تھا۔بغور اس کی سیاہ لرزتی پلکوں کی باڑ کو دیکھا۔ ساتھ رہتے رہتے اتنا اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ وہ جانے بغیر نہیں رہ سکے گا۔اس لیے کچھ تو بولنا تھا۔

"جی۔۔"

"ارے میری جان تو پہلے کہا ہوتا نا۔۔۔ابھی بات کروادیتا ہوں۔ "معی ید علی کو اسکی پریشانی جان کر تسلی ہو گئی تھی۔۔

"غوشیہ بی بی ناشتہ ٹیبل پر لگا دیا ہے۔۔ "ملازمہ بھی صحیح موقع پر آئی تھی۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔تم یوں کرو کہ فریج میں سے فریش جوس نکال کر معی ید صاحب کے لیے لے آؤ۔میں جب تک ایک بار پھر پری وش کو بلا لیتی ہوں۔ "ملازمہ کے آنے سے پہلے ہی وہ معی ی د علی سے لگ ہو چکی تھی۔

میں آگئی، غوثیہ بھابھی۔ "پری وش بھی اسی اثناء میں چلی آئی تھی۔ تینوں ایک ساتھ ٹیبل پر براجمان " ہوئے تھے۔

اچھاآپ نے بتایا نہیں کہ آج آپ گھر جلدی واپس کیسے ؟ "غوثیہ نے گرم گرم چائے کا ایک گھونٹ حلق میں" اتارا تھا۔

ویسے ہی دل چاہاکہ آج کا پورا وقت اپنی وائف کے ساتھ گزاروں۔ معی ید علی کا چہرہ اور بلوریں آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔۔۔مگرغوثیہ کے دل ودماغ کی ہر سوچ کے دھاگے شیر افگن میں الجھے ہوئے تھے۔مگر وہ پھر بھی محتاط رہی تھی کہ کہیں معی ی د علی کو اس کی پریشانی کی ہلکی سی بھی بھنک نہ پڑ جائے۔اس لیے نا چاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔اسکی بجھی بجھی اداسی بھری مسکراہٹ معی ید علی نے تو نوٹ نہیں کی مگر پری وش نے ضرور نوٹ کی تھی۔ اس لیے سوچاکہ بعد میں اس سے پوچھے گی۔

ناشتہ ہوچکا تھا۔اب اس نے سوچاکہ کچن میں جائے اور لنچ کی تیاری کر لے۔مگر معی ی د علی نے ایسا کچھ کرنے نہیں دیا، بلکہ کہاکہ باہر سے ہی کچھ آرڈر کر لیا جائے گا۔اگر شیر افگن کا فون نہ آیا ہوتاتو یقیناً وہ بہت خوش ہوتی۔ معی ید علی کی شوخیوں، ذو معنی باتوں پر شرم و حیا سے لجاتی بھی اور شرماتی بھی۔۔۔مگر شیر افگن کی کال نے اسکی ہنستی مسکراتی زندگی میں ارتعاش برپا کر دیا تھا۔

*****

آج سنڈے تھا۔سفیان ملک گھر پر ہی تھا۔ آفس سے آف ہونے کی وجہ سے صبح دیر سے آنکھ کھلیتھی جب گھر میں سب ناشتہ کرچکے تھے دوپہر گیارہ بج رہے تھے انشراح تقریبا لنچ بھی تیار کرلیا تھا صرف سلاد اور رائتہ رہتا تھااس نے سوچا اینڈ میں کرے گی ابھی اسکا فیورٹ ڈرامہ آرہا تھا وہی سب مل کر دیکھ رہے تھے۔۔

پاپا۔۔۔مما ہمیں چھوڑ کے کہاں چلی گئیں وہ جانتی ہیں میں ان کے بغیر نہیں رہ سکتا نہ ان کے بنا کھانا کھا سکتا ہوں۔۔اب مجھے کھانا کون کھلائے گا کون پاس بلائے گا''

دس سال کا وہ بچہ بلک بلک کر اپنے پاپا سے فریاد کررہا تھا تڑپ تڑپ کے رو رہا تھا۔۔ مگر اس کے پاپا بھی بے بسی کی تصویر بنے اپنے دس سالہ چھوٹے سے بیٹے کو پانی بھری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

یہ کیا بکواس لگا رکھا ہے کس نے لگایا یہ چینل؟''سفیان ملک کی اچانک سے آتی چیختی چنگھاڑتی آواز پر چونگ کر رہ گئے تھے۔

انشراح نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں غصہ اشتعال ناراضی کے واضح تاثرات تھےچہرے پر چٹانوں جیسی سختی اور غیض و غضب کے ملے جلے رنگ تھے۔اتنے عرصے میں انشراح نے ملک سفیان کو پہلی بار اتنے جلال میں دیکھا تھا اس کے اندر ایسا کچھ راز تھا جس نے انشراح کو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

سفیان ملک آگے بڑھا اور ریموٹ سے ٹی وی آف کر کے ریموٹ کو دور پھینک دیا تھا۔۔عاطر اورفاخر تو اپنی جگہ ساکت و جامد رہ گئے۔سفیان ملک کی ذرہ سی ڈانٹ پر وہ سہم جاتے تھے ابھی تو وہ پورا خود آگ کا گولا بنا ہوا تھا۔

بیٹا۔۔دراصل میرا دل چاہ رہا تھا کہ کوئی ڈرامہ دیکھوں ''سکندر ملک نے معاملے کو سنبھال لینا چاہا تھا۔۔مگر سفیان ملک اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ حرکت کس کی ہے۔۔کچھ پل کیلئے انشراح بھی اندر ہی اندر سہم کر رہ گئی تھی۔۔اور اس سے پہلے کہ سفیان ملک انشراح پر آندھی طوفان بن کر ٹوٹتا سکندر ملک خود بول اٹھے

''بیٹا انشراح آپ جائیے کھانا لگائیں ''

جی بہتر دادا جان۔۔۔ ''وہ فورا اپنی جگہ سے اٹھی تھی مبادہ کہیں وہ اس پر ہی نہ شروع ہوجائے ''

--

آج کے بعد اگر ٹی وی پر اس قسم کے بے ہودہ ڈرامے چلے تو تم کو اس سمیت باہر پھینک دونگا "

"

جاتی ہوئی انشراح کا بازو سفیان ملک نے نہایت جارحانہ انداز میں اپنی مضبوط مٹھی میں جکڑا تھا۔۔گرفت اس قدر سخت تھی کہ نا چاہتے ہوئے بھی انشراح کے گرین کانچ جھیل سے بھر گئے شدت غم سے اس کی گلابی رنگت سرخ پڑ گئی تھی۔۔مگر مقابل بھی کوئی معمولی نہیں تھا انسان کے روپ میں سخت چٹان تھا جس کے سینے میں نرم ملائم سا دل نہیں پتھر فکس تھا، جسکو کسی کی بھی

فیلی

،یگ کی کوئی پرواہ نہیں تھی

سیفی بیٹے---- "سکندر ملک سے یہ جان لیوا منظر پوشیدہ نہیں رہ سکا تھا۔۔انہوں نے دھیرے سے سفیان "

،ملک کو پکارا تھا۔۔

سفیان ملک نے اک جھٹکے سے اس کا نازک بازو چھوڑا تھا۔ وہ ہلکے سے لڑکھڑائی۔۔دو قدم پیچھے ہٹی تھی

،اور تم دونوں--- "اب جاہ و جلال کا رخ عاطر اور فاخر کی جانب تھا"

تم دونوں کے فائنل ایگزام اسٹارٹ ہونے والے ہیں کسی بھی سبجیکٹ میں نمبر کم آئیں تو یاد رکھنا بہت برا

"ہوگا

"کول ڈاؤن بیٹا۔۔چلو آؤ یہاں میرے پاس بیٹھو--- "

سکندر ملک جانتے تھے یہ اتنا مزاج کیوں بگڑا ہے بات یہ نہیں تھی کہ ٹی وی پر ڈرامہ دیکھا جا رہا تھا اصل بات تو یہ تھی کہ اس ڈرامہ میں کون سا سین منظر عام پر تھا جو سفیان ملک کی سب سے بڑی کمزوری تھا، سکندر ملک نے ہی اس بچھڑے شیر کو شانت کرتا تھا جس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ٹھہرے تھے۔

ہونہہ جاہل گنوار تمیز نہیں ہے بات کرنے کی۔۔ "بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں سے اشک بھی " ،جاری تھے۔۔

تمہارے رونے اور گالیاں دینے کا شوق پورا ہوگیا ہے تو کیا کھانے کو کچھ لے گا، کیونکہ میرا تو کیا کسی کا بھی " پیٹ اس شغل سے نہیں بھر سکتا "بھاری گھمبیر آواز پر انشراح زمین سے دو فٹ اچھل پڑی۔۔اس نے شکایتی نظروں سے سفیان ملک کو دیکھا تھا، جسکا سفیان ملک پر کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔

میرا پیٹ تمہارے گھورنے سے بھی نہیں بھرے گا "اس نے جی جان سے جلایا تھا"

ظاہر ہے کچن میں پکنک منانے تو آئی نہیں ہوں "سلگتی تنکتی وہ ڈش میں سالن نکال کر باہر نکل گئی " تھی،اس کے سلگنے اور تنکنے پر اور اسطرح چڑ کر باہر نکل جانے پر سفیان ملک کی گھنی مونچوں تلے عنابی لبوں پر ہلکی مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

کھانے کی ٹیبل پر سفیان ملک نے اپنی پلیٹ میں تھوڑا سا چکن پلاؤ نکالا تھا، ابھی تھوڑا سا ہی کھایا تھا کہ جانے ،کیوں رگ ظرافت پھڑکی تھی

اف اتنی مرچ ڈال دیں پلاؤ میں۔۔ "انشراح نے نظر اٹھا کے اسکو دیکھا۔۔ "مگر سیفی بھائی چکن پلاؤ میں" مرچ تو ڈالی ہی نہیں جاتی۔۔ "انشراح کا حمایتی فاخر فورا بول پڑا تھا، کیونکہ جتنے بد مزہ کھانے ان لوگوں نے کھائے اور بنائے ہیں وہی جانتے تھے مگر جب سے انشراح گھر میں آئی تو گھر کا نقشہ ہی بدل چکا تھا اتنے لذیذ ذائقے دار کھانے بناتی کہ سامنے والے اپنی انگلیاں ہی چٹ کر جاتے۔

اچھا تو پھر یہ کیا ہے ''اس نے پلیٹ میں پڑی ایک ثابت ہری مرچ نکال کر ہوا میں لہرائی۔۔ ''

مجھے لگتا ہے سیفی بھائی زیادہ بھوک کے چکر میں ثابت ہری مرچ ہی کھا گئے ہیں۔۔ ''عاطر نے جھٹ سے '' کہا۔۔مگر انشراح تب بھی کچھ نہیں بولی بلکہ اسکو نظرانداز کئے اپنے کھانے کی پلیٹ پر جھکی رہی۔۔۔

بول چکے ؟ ''سفیان ملک نے عاطر اور فاخر کو باری باری دیکھا۔۔دونوں جلدی سے پانی پلیٹ پر جھک گئے '' مبادا پھر سے کلاس نہ ہوجائے اور پھر سے لمبا چھوڑا سا کچھ سننے کو لے۔۔۔

سفیان ملک پھر کچھ نہ کچھ نقص نکالتا ہی رہا۔۔ کبھی کسی میں مرچ کم تو کبھی کسی میں نمک کم میٹھے میں دودھ کم چینی کم۔۔کھاتا جارہا تھا اور مین میخ نکالتا رہا۔ مگر انشراح بھی سخت جان بنی رہی۔۔ جیسے کان میں روئی ڈالے اپنے کھانے سے انصاف کرتی رہی، سکندر ملک تو خود حیران پریشان تھے کہ اتنے لذیذ کھانے میں وہ کیوں اتنی خامیاں نکال رہا ہے۔

ٹھونس ٹھونس کے پیٹ بھرلیا سیفی بھائی نے مگر جناب کے مزاج جانو آسمان پر چڑھ رہے ''انشراح نے '' سارے گندے برتن سنک میں ڈالے۔ فاخر اور عاطر ٹیبل سے برتن لا لا کر کچن میں رکھ رہے تھے۔ جبھی انشراح کو اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کا موقع ملا تھا۔

ہاں انشراح بھابی ہم تو خود حیران تھے کہ آخر سیفی بھائی کو ہوا کیا ہے حالانکہ ہم اتنے بد مزہ کھانے بناتے '' ''تھے مگر وہ بھی وہ نہایت خوشدلی سے کھا لیتے تھے

کچھ نہیں ہوا تمہارے سیفی بھائی کو، دماغ پر غصہ زیادہ ہی بھرا رہتا ہے کبھی اتنے ذائقے دار کھانے کھائے '' نہیں نہ گھر کے بنے تو اسی لئے ہضم نہیں ہو رہا ''انشراح نے دانت چبا چبا کے اس کے شان میں قصیدے پڑھے تھے،جس پر وہ دونوں ہی ''کھی کھی ''ہی کرتے رہ گئے۔۔۔ ''اچھا سنو رات کے ڈنر پر کوئی

اہتمام مت کرنا آج رات کے ڈنر پر معین ہمیں اپنے گھر پر انوائٹ کیا ہے "ہاتھ میں موبائل لیے سفیان ملک کچن میں داخل ہوا انداز نہایت مصروف ترین تھا۔ سر سری سی وہ اک نگاہ انشراح پر ڈالتا واپس مڑ گیا تھا۔۔

عاطر اور فاخر منہ کھولے ایک دوسرے کو دیکھ کررہ گئے، جبکہ انشراح سفیان ملک کے شاہی انداز پر اندر ہی اندر بل کھا کر رہ گئی۔۔

تمہارے سیفی بھائی کو بہت کوئی خوش فہمی نہیں تھی؟ "انشراح نے تپتی نظروں سے ان دونوں کو دیکھا ان " دونوں نے بھی نا سمجھی کی کیفیت بھری نظروں سے انشراح کو دیکھا تھا۔

تمہارے بھائی کو لگتا ہے میں رات کے کھانے پر کوئی نئی ڈش بناتی۔۔ بلکہ میں تو دوپہر کا لنچ ان کے آگے " ڈنر پر رکھتی" جلے بھنے لب و لہجہ میں اس نے بگڑے انداز میں کہا۔۔

"چلیں کوئی بات نہیں انشراح بھابھی اس کو فریز کریں کل لنچ میں سیفی بھائی کے آفس پہنچا دیں گے۔۔ " فاخر دور کی کوڑی لایا تھا۔۔ اپنے حساب سے جیسے اس نے بڑے پتے کی بات کی تھی۔۔ "ارے واہ آئیڈیا تو بڑا زبردست ہے میرے ذہن میں پہلے کیوں نہ آیا۔۔ اب دیکھو میں کیا کرتی ہوں۔۔ "انشراح نے جلدی جلدی سارا کھانا بکس میں ڈال کر فریزر کردیا بلکہ کڑاہی گوشت میں اوپر سے دو چمچ بھر کے لال مرچ کے ڈال کر سالن میں مکس کرلیا تھا۔۔

"اب مزہ آئے گا جب کل تمہارے بھائی یہ سالن کھائیں گے پھر پتہ چلے گا کہ مرچیں کیسے لگتی ہیں "

اووہ تیری خیر۔۔۔ "فاخر کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا۔۔ سارا کھانا ڈیپ فریزر کر دیا تھا۔۔ "

سیفی بھائی کو معمولی سی بھنک بھی پڑ گئی کہ انشراح بھابی کے اس میں ہم بھی شامل ہیں تو ہماری "

خیر نہیں پوری رات تمہیں پڑھائیں اور مجھ سے میتھس کا ٹیسٹ لیں گے عقلمندی اسی میں ہے یہاں سے نکل لو "فاخر نے عاطر کے کان میں نہایت ہلکے سے سرگوشی کی تھی..

"کہہ تو تو ٹھیک رہا ہے چل چلتے ہیں--- "

..وہ دونوں دبے پاؤں چپکے سے نکلنے لگے تھے کہ انشراح کی نگاہ ان پر پڑ گئی

"یہ تم دونوں کہاں چلے --؟ "

"وہ---وہ--انشراح بھابی شام میں معی ی د بھائی کے گھر جانے کے لئے تیاری بھی تو کرنی ہے۔ "

اوکے---چلو میں بھی زرا جلدی سے یہ برتن سمیٹ لوں پھر تیاری کرتی ہوں--اتنے دن "

ہوگئے غوثیہ سے ملاقات نہیں ہوئی "وہ سنک کی جانب بڑھ گ--اس کے مڑنے پر وہ دونوں بھی تیزی سے نو دو گیارہ ہوئے تھے--کچن کے باہر سائیڈ میں کھڑے سفیان ملک کے عنابی لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ کھل اٹھی تھی..

★★★★★★★★

گھر کے سارے فرد تیار ہو کر گاڑی میں براجمان ہو چکے تھے---سوائے انشراح کے جسکا انتظار وہ چاروں گاڑی میں بیٹھے کر رہے تھے اس دوران معی ید علی کی دو کال آچکی تھیں--

پانچ منٹ سے زیادہ ہوگئے مگر ابھی تک محترمہ کا کچھ اتاپتہ نہیں--حد ہوتی ہے "سفیان ملک کے چہرے " اور آنکھوں میں جھنجھلاہٹ اور بیزاری کے واضح رنگ تھے--

وہ لوگ جانتے تھے کہ سفیان ملک کو انتظار کرنا سخت ناپسند تھا۔۔پیچھے بیٹھے عاطر اور فاخر کو سفیان ملک کی حالت بہت مزہ دے رہی تھی۔ان کی ہلکی سرگوشیاں اور دبی دبی ہنسی برابر میں بیٹھے سکندر ملک تک پہنچ رہی تھیں ،انہوں نے دونوں کو ہلکا سا ٹھوکا دیا۔۔حالانکہ دل ہی دل میں مسکرا بھی رہے تھے

تم دونوں کی اگر باتیں اور ہنسی ختم ہوگئی ہے تو کوئی ایک جاؤ اور اپنی بھابی صاحبہ کو بلا کے لاؤ ''سفیان ملک '' نے بیک مرر سے ان دونوں کو تیز نظروں سے دیکھا تھا۔۔

وہ دونوں اس کے پیچھے ہی بیٹھے تھے بآسانی اس کے کانوں میں ان دونوں کی شریر باتیں اور ہنسی پڑ رہی تھی مگر وہ فی الحال خاموش ہی رہا تھا۔ عاطر نکلنے ہی لگا تھا کہ سامنے سے دوپٹہ سیٹ کرتی انشراح چلی آرہی تھی۔۔۔

''آگئیں بھابھی۔۔''

عاطر نے واپس دروازہ بند کردیا تھا۔۔سفیان ملک نے سامنے سے دیکھا۔۔مہرون اینڈ گرین امتزاج کی ہلکی کڑھائی والے شیفون کے سوٹ میں اس کی گلابی رنگت کھل رہی تھی۔۔لائٹ سی جیولری۔ بلاشبہ وہ بے پناہ خوبصورت ہے مگر مقابل بھی سفیان ملک جیسا مضبوط دل رکھنے والا ہے جس کے آگے حسن کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔

تیاری میں اتنا وقت لگا دیا مگر چہرہ وہی کا وہی۔۔اتنی دیر میں تو شاید کسی مریض کی چہرے کی پلاسٹک سرجری ہی ہوجائے۔۔ ''سفیان ملک کو انتظار سے سخت چڑ تھی مگر اس وقت وہ بھی کسی لڑکی کا انتظار کرنا ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ انگاروں پر بیٹھا ہوا تھا،

وہ اصل میں میرے ٹاپس کا ہک گر گیا تھا کارپیٹ پر وہی ڈھونڈنے میں ٹائم لگ گیا۔۔ "وہ اپنی سیٹ " سنبھال چکی تھی اور اپنی دیر کی وجہ جتنی تسلی سے بتائی تھی اسکا یہی تسلی بخش انداز سفیان ملک کو سرتاپا سلگا گیا تھا۔

واٹ ------؟ "سفیان ملک نے غصے بھری نگاہوں سے اپنے برابر والی سیٹ پر بیٹھی انشراح کو گھور کر " دیکھا تھا ۔ پیچھے بیٹھے عاطر اور فاخر کی بیساختہ ہنسی چھوٹ پڑی ۔ انشراح سے زیادہ سفیان ملک کی جھنجھلاتی کیفیت مزاہ دے رہی تھی ۔

ہاں تو اب م یچ ی "

یگ ٹاپس ہیں تو اب مجھے یہی پہننے تھے ۔ ---- "اس نے لاپرواہی سے کہا ۔

بلکہ باقاعدہ اپنے ٹاپس چیک کیے ------ سفیان ملک کا دل شدت سے چاہاکہ اس وقت گاڑی کے سامنے آجائے اور وہ اس کو گاڑی سے کچل دے ۔

ویلے انشراح بھابھی کمال کی لگ رہی ہیں ۔ "فاخر نے تعریفی کلمات ادا کیے ۔ سفیان ملک نے سپاٹ نگا" ہوں سے بیک مرر میں فاخر کو گھورا ------فاخر چ

ھ بین ت کر رہ گیا تھا ۔

تھ ی یکس --- "وہ ہلکے سے مسکرا دی ۔ "

سفیان ملک نے ترچھی نظروں سے سلگتے ہوئے اس کو دیکھا تھا ۔ اور ایک جھٹکے سے گاڑی سٹارٹ کر دی ۔

دادا جان آپ تو اپنے لیے ایڈوانس میں فاتحہ پڑھ لیں ۔۔۔۔۔۔ "سکندر ملک کے برابر میں بیٹھا فاخر جس نے ہولے سے سکندر ملک کے کان میں چٹکلا چھوڑا تھا ۔ سکندر ملک نے نہایت گھور کر اس کو دیکھا تھا ۔

ہاں تو کچھ غلط کہا کیا سیفی بھائی کے ڈرائیونگ کے آثار تو یہی بتا رہے ہیں ۔ "وہ تقریبا سکندر ملک کے " کان میں گھسا جا رہا تھا ۔

پرے ہٹو ۔۔۔۔۔ جب دیکھو مسخری ۔۔۔۔ "انھوں نے بھی اس کو ہلکے سے دھکا دیا ۔ وہ ہنستا ہوا عاطر سے " ٹکرایا ۔ دونوں نے ہنستے ہوئے ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی ماری تھی ۔ سفیان ملک کی بڑی سی گاڑی معی ید علی کے بنگلور میں داخل ہو گئی تھی ۔

ویلکم ہوم سویٹ ہوم ۔۔ "معی ی د علی خوش دلی سے آگے بڑھا ، سکندر ملک سے گرم جوشی سے ملنے کے " بعد وہ سفیان ملک سے بغلگیر ہوا تھا ۔

اسلام علیکم انشراح بھابھی ۔ "ہلکے سے مسکراتے ہوئے اس نے انشراح کو دیکھا ۔ "

و علیکم السلام "سر کو اثبات میں ہلایا ۔ اور چہرے پر نرم مسکراہٹ سجائے وہ سامنے کھڑی غوثیہ کے " جانب بڑھی تھی ۔

"ہائے میری جان معی ی د کے محبت اور چاہت نے بڑا نکھار دیا ہے ۔ "

غوثیہ کے چہرے اور آنکھوں میں شرم و حیا کی لالی بکھرنے لگی تھی ہونٹوں پر شرگیں مسکراہٹ نے دھڑکتی دھڑکنوں کا پتہ دے دیا تھا ۔

ماشا اللہ ۔۔اللہ نظر بد سے بچائے ۔۔ "انشراح ایک بار پھر بے ساختہ گلے لگی اور اپنا گال اس کے دہکتے رخسار " کے ساتھ ٹچ کیا تھا ۔

معی ید علی کی نگاہ عاطر اور فاخر کی طرف پڑی جو جانے سر جوڑے کیا کھسر پھسر کر رہے تھے معی ید علی نے آگے بڑھ کر دونوں کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی ۔

اوہ سوری ہم کو تو پتہ ہی نہیں چلا کہ آپ کا گھر آگیا ۔ "فاخر نے شرارت سے ہنستے ہوئے کہا ۔ "

کیا میں جان سکتا ہوں کہ تم دونوں شیطان سر جوڑے کیا کھسر پھر کر رہے ہو ؟ "معی ی د علی نے جانچتی نگاہوں سے دونو ں کو باری باری تکا تھا ۔

اب آپ کے بغیر تو ہمارا پلان مکمل تو ہو نہیں سکتا اس لئے آپ کو شامل کرنا بہت ضروری ہے "

۔ "فاخر نے شرارتی نظروں سے معی ید علی کو دیکھا اور اپنا بازو معی ی د علی کے کسرتی شانے پر پھیلانے کی کوشش کی ۔

ون منٹ " .. معی ید علی نے نہایت آرام سے فاخر کا ہاتھ اپنے کسرتی بازو سے ہٹایا ۔"

"اب کونسی تخریب کاری کی تیاری ہے ؟ پچھلی بار یاد ہے نا سفیان نے کیا کیا تھا تم دونوں کے ساتھ ۔ معی ید علی کو صاف لگ رہا تھا کہ اس بار بھی کچھ اچھے خیالات نہیں ہیں ان دونوں کے

----- کچھ اور ہی ارادے لے کر آئے ہیں۔

ارے معی ید بھائی اس بار ہم لوگ یوں ہی پھنس گئے تھے آپ جو ہمارے ساتھ نہیں تھے مگر ہم آج یہ " غلطی نہیں کریں گے ۔ آپ کو ہمارا ساتھ دینا ہے اس بار "

بیٹا معی ید اگر اپنے جان پیاری ہے تو ان شیطانوں کا ساتھ مت دینا ۔ "سکندر ملک پیچھے کھڑے سب سن " رہے تھے ۔

دادا جان "عاطر نے نہایت شکایت بھری نظروں سے سکندر ملک کو دیکھا تھا ۔"

جی جان "سکندر ملک نے چاہ سے کہا۔ "

" سیفی بھائی کو یہ نہیں پتہ کہ آپ کے روم میں ایک کلو مٹھائی کا ڈبہ چھپا رکھا ہے "

سکندر ملک کا تو حیرت کے مارے منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہیں معی ی د علی کا سر بھی جھک گیا اس کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

نالائقوں ناہنجاروں اپنے دادا کو دھمکی دے رہے ہو؟ گھر چلو وہیں خبر لیتا ہوں تم دونوں کی۔ ابھی تو یہاں مہمان ہوں میں "سکندر ملک چشمے کے پیچھے سے ان دونوں کو گھورتے آگے بڑھ گئے۔

عاطر اور فاخر نے ایک دوسرے کے ہاتھوں پر تالی ماری۔

کیا بات ہے اندر نہیں چلنا "سفیان ملک اندر جاتے جاتے پلٹ کر ان لوگوں کو دیکھنے لگا۔ "

بس سیفی بھائی آتے ہیں "عاطر نے وہیں سے ہانک لگائی۔ "

اچھا تو ہم یہ کہہ رہے تھے کہ ہم آپ کا لیپ ٹاپ یوز کریں گے ایکشن اور رومانس سے بھرپور انگلش مووی " آئی ہے۔ ہمیں وہ دیکھنی ہے۔ بالفرض اگر سیفی بھائی نے ہمیں پکڑ بھی لیا تو ہمارے پاس اس کا بھی حل "ہے۔

اور وہ حل کیا ہے؟ "معی ید علی نے دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھا تھا۔ بلوریں آنکھوں اور گندمی " سی رنگت پر بہت سکون تھا۔

یہ دیکھیں "عاطر نے گاڑی میں رکھی میبنھس اور کنیمسر ی کی بکس نکال کر معی ید علی کے چہرے کے " آگے لہرائیں۔

عا طر میرا خیال ہے ہمیں اس کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی یہ اپنے معی ید بھائی ہیں نا یہ کس دن کام " آئیں گے ۔ "فاخر نے بڑے تحمل سے کہا ۔

یعنی مجھے بکرا بنا نے کا پورا پورا پلان ہے "اس نے داد دیتی نگاہوں سے دونوں کو دیکھا تھا ۔ "

مجبوری ہے "عاطر نے بیساختہ کہا تھا ۔ مگر زبان فوراَ دانتوں میں دبا لی تھی ۔ کیونکہ معی ی د علی گھورنے لگا " تھا ۔ اگر ہری جھنڈی دیکھا دیتا تو وہ مووی نہیں دیکھ سکتے تھے ۔

" خیر میرا روم تو نہیں یوں کرو عسکریم کا روم یوز کرو آرام سے

نہ بابا نہ جہاں ہم سیفی بھائی سے سو بارپناہ مانگتے ہیں وہاں عسکریم بھائی سے کان پکڑ کر ہاتھ جوڑ کر ایک " " ہزار بار بھی پناہ مانگیں تو کم ہو گا

عا طر نے ڈرنے کی بھرپور ایکٹنگ کی تھی ۔ اور یہ سچ بھی تھا کہ وہ دونوں عسکر یم زیدی سے بہت ڈرتے تھے ۔ اس کے نام سے ہی روح کانپتی تھی ۔ اس کی بھی تو بہت بڑی وجہ تھی ۔ وہ دونوں ایک دن معی ید علی کے گھر آئے تھے موسم بہت اچھا ہو رہا تھا اس دن تو وہ دونوں چھت پر چلے گئے برابر والی چھت پر بھی ایک لڑکی موسم انجوائے کرنے چلی آئی وہ ان دونوں سے کوئی پانچ برس ہی بڑی ہو گی ان دونوں کی رگ ظرافت پھڑ کی دونوں آگے بڑھے اور شیخ چلی کی طرح خوب شیخیاں بگھارنے لگے یہ بھی نہیں دیکھا کہ پیچھے عسکر یم زیدی کھڑا ہے پتہ تو تب چلا جب وہ لڑکی سرپٹ بھاگی ، دونوں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا عسکر یم زیدی غصے اور اشتعا ل بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اور پھر جو ملے اس نے عا طر اور فاخر کے لیے ان لوگوں نے سوچ لیا کہ حقیقت میں تو کیا کہیں خواب میں بھی بھولے سے کسی لڑکی کو نہیں دیکھیں گے ۔

معی ید بھائی ہم معصوم تو کیا عسکریم بھائی کی دہشت سے آپ کی پوری سوسائٹی کانپتی ہو گی ۔ "ان دونوں" کے چہروں پر واقعی عسکریم زیدی کے نام سے خوف چھلکنے لگا تھا ۔ معی ی د علی کو ہنسی آگئی مگر ہ ردی بھی بہت محسوس ہوئی ۔ اس لیے ترس کھا کہ اپنے بیڈ روم میں مووی دیکھنے کی پرمیشن دے دی ۔

وہ سب ہال میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب پری وش کچن سے ٹرالی گھسیٹ کر لے آئی۔

" .... پری وش "

انشراح کی نظر اس پر پڑی تھی ۔ اپنے نام پر اس نے نگاہیں اوپر اٹھا کر سامنے انشراح کو دیکھا تو اس کا جسم ایک لمحے کو وہیں ساکت و جامد ہو گیا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھوں کے سمندر میں جیسے ایک ارتعاش سا پیدا ہو گیا تھا۔ کوئی بہت اپنا، اس کا سگا خون اس کے سامنے تھا۔

انشراح جذباتی انداز میں اس کی طرف بڑھی تھی۔ پری وش آگے بڑھی اور سسکتی ہوئی اس کے گلے سے لگ گئی۔

" پری .....کہاں تھی تم ؟ "

پری وش خود کو سنبھال ہی نہیں پا رہی تھی ۔ اندر جتنے بھی دن کا غبار تھا آنسوؤں کے ایک ریلے کے ساتھ اس کی آنکھوں سے بہہ نکلا۔ اس کے اس طرح بلک بلک کر رونے پر وہاں سب کو ہی افسوس ہو رہا تھا۔ غوثیہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور ان دونوں کے پاس چلی آئی۔ "پری وش ... خود کو سنبھالو۔ "غوثیہ نے اس کے لرزتے شانے پر ایک ہاتھ رکھا۔

اسی اثنا میں معی ی د ایک گلاس پانی لے آیا اور غوثیہ کو دیا کہ وہ پری وش کو پلائے۔ مگر وہ سنبھل ہی نہیں پا رہی تھی کسی طور۔ غوثیہ نے انشراح کو اشارے سے بیٹھنے کو کہا۔ انشراح اس کو چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں پری وش کی طبیعت ہی نہ خراب ہو جائے۔ "پری ...بس کرو ...لو یہ پانی پیو پہلے "انشراح نے اس کو خود سے الگ کیا۔ اس کو زبردستی دو گھونٹ پانی پلایا اور اس کا چہرہ صاف کیا۔ آنسوؤں سے تر چہرے پر پیشانی کے چھوٹے چھوٹے بال چپکے ہوئے تھے۔ جنھیں انشراح نے اپنے ہاتھوں سے پیچھے کیا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد سب معمول پر آ گیا تھا۔ سب کو پتہ چل گیا تھا کہ پریوش انشراح کی چچا زاد بہن ہے۔ عاطر اور فاخر بھی اپنی فیورٹ مووی دیکھ کر آ چکے تھے۔

یہ تم دونوں اتنی دیر سے کہاں غائب تھے "سفیان ملک نے جانچتی نظروں سے ان دونوں کا جائزہ لیا۔ "

وہ ....وہ سیفی بھائی ہم معی ید بھائی کے روم میں تھے "برا ہو اس وقت کا جب سفیان کی نظر ان دونوں " پر پڑی تھی۔

وہ تو میں بھی دیکھ سکتا ہوں کہ جس طرف سے تم دونوں آ رہے ہو وہ معی ی د کا ہی روم ہے .مگر کوئی دو " " گھنٹے تو ہو ہی گئے ہوں گے تم دونوں کو غائب ہوئے .....اور بائی دا وے تم دونوں وہاں کیا کر رہے تھے ؟

میرا خیال ہے لیپ ٹاپ پر کچھ کر رہے تھے "سکندر ملک کو اپنا بدلہ چکانے کا موقع مل چکا تھا۔ وہ ان " دونوں کو مسکراتی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

کیا کر رہے تھے تم دونوں لیپ ٹاپ پر ؟ "سفیان ملک نے دونوں کو شک بھری نظروں سے " گھورا۔ اور ان دونوں کی تو جیسے سانس ہی بند ہونے لگی۔

وہ سیفی بھائی ہم میتھس سمجھ رہے تھے۔ "فاخر نے حلق کو سوکھتا ہوا محسوس کیا۔ "

"جی سیفی بھائی۔۔یہ دیکھیں ہم بکس بھی ساتھ لائے تھے۔"

عاطر نے فورا سے بیشتر ثبوت کے طور پر ہاتھ میں پکڑی بکس اوپر دکھائی۔

ماشاءاللہ آپ لوگ تو قابل ہیں یعنی کہ کسی کی گائیڈنس کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ "سفیان ملک لہجے میں طنز" صاف چھلک رہا تھا۔ معی ی د علی ہلکے سے چونکا تھا۔

"چھوڑ نا سفیان اتنے دنوں بعد تو آئے ہیں یہاں بھی لیکچر شروع۔"

معی ید علی نے دونوں کو اشارے سے بیٹھنے کا حکم دیا تھا۔ معی ید علی کے کہنے کی دیر تھی وہ دونوں جھٹ سے صوفے پر بیٹھے تھے۔

سیفی بیٹا ایسا کرنا گھر جا کر ان دونوں کا میتھس کا ٹیسٹ لے لینا۔ "سکندر ملک نے ایک بار پھر شوشہ چھوڑا" تھا۔ فاخر اور عاطر نے جہاں کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا وہیں سکندر ملک "ہونہہ "کہہ کر رخ موڑ گئے تھے۔

"پری تم کب تک یہاں رہو گی۔ چچا چچی کے پاس نہیں جانا چاہتی ہو تو یوں کرو میرے ساتھ میرے گھر چلو۔"

انشراح نے پری وش کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں نرمی سے دبایا۔

میں بھی یہی چاہتی ہوں انشراح۔ "پری وش بس اسی بات کے انتظار میں تھی کہ انشراح خود بول دے اسکو" اپنے ساتھ گھر لے جانے کے لئے۔

"معی ید بھائی۔۔میں پری وش کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہوں۔"

انشراح نے خاصی نرمی سے پوچھا تھا۔پری وش نے اسکو یہ بھی بتایا تھاکہ معی ی د علی نے اپنے بھائیوں سے بڑھ کر اسکو مان عزت دی تھی۔اس لئے انشراح کا فرض بنتا تھاکہ پہلے وہ معی ی د سے ضرور اجازت لے۔

انشراح کی فرمائش پر معی ی د علی کچھ لمحوں کے لئے شش و پنج میں پڑ گیا تھا۔ذہ ہ ن کے پردے پہ صاف عسکریم زیدی کا چہرہ ابھرا تھا تو سماعت میں پورے طمطراق کے ساتھ اسکی آواز گونجنے لگی تھی۔

"پری وش اس گھر سے کہیں نہیں جائے گی۔"

"معی ید بھائی۔۔۔۔۔۔"

معی ی د علی کو گہری سوچوں میں منہمک دیکھ کر انشراح نے پھر سے پکارا تھا۔

"آں۔۔۔آں۔۔۔"

معی ید علی بری طرح اپنے خیالوں سے چونکا تھا۔غوثیہ نے اس کے چونکنے کے انداز کو شدت سے محسوس کیا تھا۔معی ید علی نے غوثیہ کے چہرے کو دیکھا تھا۔اس کے چہرے پر بھی وہی گھبراہٹ اور فکر تھی جو معی ی د علی کی بلوریں آنکھوں میں تھی مگر کچھ تو کہنا تھا۔۔۔پری وش اگر یہاں سے چلی گئی تو وہ اچھی طرح جانتا تھاکہ عسکریم زیدی پاگل ہو جائے گا۔اس کے غصے،اشتعال،جاہ و جلال کی لپیٹ کون کون آئے گا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔اسکا صرف غصہ ہی نہیں۔۔غصے میں بھی جنون اور پاگل پن شامل تھا۔۔۔کیسے سنبھالے گا وہ عسکریم زیدی کو۔۔بڑی مشکل سے تو اس کے اندر کے جوالا مکھی کو ٹھنڈا کیا تھا۔اگر ایک بار پھر بھڑک گیا۔۔۔اس کے بعد ہر سوچ پہ سوالیہ نشان لگا ہوا تھا۔

"معی ی د۔۔۔آر یو آل رائیٹ؟"

سوچیں بہت گہری ہونے لگی تھیں۔ہر سوچ کا ایک در تھا اور اس در کے آگے ایک ہی سوالیہ نشان تھا۔

سفیان کو بلاآخر اسے ٹوکنا پڑا تھا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جیسی پری وش کی مرضی۔۔جیسا چاہے گی ایسا ہوگا۔"

اب وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔۔جو ہوگا دیکھا جائے گا۔۔انشراح کے ساتھ ساتھ پری وش کے چہرے پر بھی نرم اور آسودہ سی مسکراہٹ کھل اٹھی۔

"مگر اس میں میری مرضی شامل نہیں ہے جیسا میں چاہوں گا ویسا ہوگا۔"

پیچھے سے آتی عسکریم زیدی کی غصے سے بھری آواز نے لمحے بھر کے لئے جیسے پری وش کے دل کی دھڑکتی دھڑکنوں کو بند کر دیا تھا۔ہر ایک کی نظر اس جانب اٹھی تھیں،جہاں عسکریم زیدی بلیوجینز اور سرمئی شرٹ میں چہرے پر چٹانوں جیسی سختی لئے آنکھوں میں غصے کے سرخ ڈورے لئے معی ید علی کو دیکھ رہا تھا۔معی ید علی تیزی سے اپنی سیٹ سے اٹھا تھا۔

"عسکریم میری بات سنو۔۔۔"

اس نے عسکریم زیدی کا بازو تھامنا چاہا۔

نہیں۔۔۔تم میری سنو۔۔جب تم سے ایک بار کہہ دیا کہ پری وش یہاں سے نہیں جائے گی تو تمھیں لگتا ہے" "کہ آگے سے کوئی سوال اٹھتا ہے۔

عسکریم زیدی کے سپاٹ لہجے میں تلخی اور ناراضگی کے ملے جلے تاثرات پنہاں تھے۔

"دیکھو عسکریم پری وش،انشراح بھابھی کی بہن ہے وہ خود چاہتی ہے کہ وہ۔۔۔۔۔۔۔۔"

"آئی ڈیم کیئر۔۔۔۔"

عسکریم زیدی نے ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹایا تھا۔اس کے غصے میں چیخ تھی غراہٹ تھی۔

"کوئی پری وش کا کیا لگتا ہے اور کیا نہیں۔۔مجھے مت بتاو اور یہ کون ہوتی ہے چاہنے یا نہ چاہنے والی۔اسکا فیصلہ میں کر چکا ہوں۔"

شعلوں اور انگاروں سے بھری نظروں کی ذد میں پری وش تھی۔۔پری وش کی ان شعلوں سے دہلتی آنکھوں پر روح کانپ اٹھی تھی۔اس نے تیزی سے برابر بیٹھی انشراح کا نازک سا بازو تھامنا اور خود کو اس میں چھپانے لگی۔

"دادا جان گھر چلیں نا۔۔"

عاطر نے دھیمی سی سرگوشی کی۔۔عسکریم کی آمد سے تو ان دونوں کی گھگھی بندھ گئی تھی۔دونوں چپکے چپکے سکندر ملک کے پاس گھسے یہاں سے چلنے کی ضد کر رہے تھے۔

"خاموشی سے بیٹھ جاو ورنہ عسکریم سے ہی تم دونوں کی شکایت کر دوں گا۔"

سکندر ملک نے جھنجھلاتے ہوئے دونوں کو گھورا تھا۔عاطر اور فاخر نے سکندر ملک کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔اس وقت معاملہ کچھ اتنا گرم تھا اگر زیادہ ان دونوں نے ضد کی تو داداجان کا کچھ بھروسہ نہیں وہ شکایت ہی نہ کریں اور عسکریم زیدی کی تو ایک نظر ہی کافی تھی،وہ دونوں واپس دبک کر بیٹھ گئے۔سفیان ملک بس ساری سچویشن کو بس خاموشی سے دیکھ رہا تھا یہ اسکا معاملہنہیں تھا اس لئے بلاوجہ کی دخل انداز پسند بھی نہیں تھی۔

عسکریم ہم پری وش کو زبردستی یہاں کس حیثیت سے روک سکتے ہیں۔ٹھیک ہے میں پری وش کو اپنی سگی" بہن سے بڑھ کر مانتا ہوں مگر اصل حقیقی رشتہ تو اسکا انشراح بھابھی سے ہی ہے نا۔ "وہ ہر طرح سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اچھا تو تم سمجھتے ہو کہ پری وش کا یہاں رہنے کے لئے حقیقی رشتہ ہونا ضروری ہے۔"

ان نگاہوں میں کچھ ایسی پراسرار یت تھی کہ معی ید علی کو چونکنا پڑا۔کچھ ایسا تو اس نے ضرور سوچا تھا جو نا چاہتے ہوئے بھی معی ید علی کو ماننا پڑے گی۔

تو ٹھیک ہے میں ابھی اس سے نکاح کرتا ہوں اور میرا خیال ہے یہاں بیوی سے بڑھ کر کوئی حقیقی رشتہ" "نہیں ہو سکتا۔

لمحوں میں عسکریم زیدی نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔ عسکریم زیدی کے اس نرالے فیصلے سے ہر طرف خاموشی چھا گئی مگر وہیں موجود انشراح کے پاس چھپی بیٹھی پری وش کی سماعت میں جیسے اس نے بم پھوڑ دیا ہو۔دل کی تیز ترین دھڑکنوں کی ریل پیل میں تیزی آ گئی تھی،مگر بھلا اسکی غیر ہوتی حالت سے عسکریم زیدی کو کیا فکر۔

معی ید علی کو غصہ تو بہت آیا مگر جانتا تھا کہ عسکریم زیدی اس کے غصے کی پرواہ نہیں کرے گا مگر چہرے پر سختی لئے وہ آگے بڑھا اور اسکا مضبوط بازو پکڑ کر سائیڈ میں لے آیا۔

"دیکھ عسکریم میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ نا تو تمھاارے دل میں پری وش کے لئے کوئی سوفٹ کارنر ہے نہ ہی یہ محبت و چاہت کی کوئی کہانی ہے اور نہ ہی تم پری وش کے عشق میں گرفتار ہو۔۔۔۔تو کیا وجہ ہے یہ سب کھڑاگ پالنے کا۔۔۔اس لئے میری مانو پری وش کو انشراح بھابھی کے ساتھ جانے دو۔"

چہرے پر سختی ضرور تھی مگر لہجے میں نرمی کا رنگ تھا۔

"مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے تمھیں کچھ بھی۔۔ٹھیک کہتے ہو مجھے محبت و عشق جیسی بودی چیزوں پر ذرا بھی بھروسہ نہیں ہے۔"

اس نے ایک بار پھر معی ید علی کا بازو بڑی طرح جھڑکا تھا اور ایک قدم کے فاصلے پر رکا۔اس کی بلوریں آنکھوں میں بغور گھورنے لگا تھا۔

"پری وش میری انا،میری ضد اور میری جیت ہے اس کے یہاں سے جانے کا مطلب ہے میری ہار۔۔۔اس کے باپ نے جو میرے ساتھ کیا اسکا خمیازہ یہ لڑکی بھگتے گی۔۔ساری عمر اس کے باپ

کو اسکی شکل دیکھنے سے ترسا دوں گا۔۔۔اس لئے تمھااری بہتری کے لئے یہی اچھا ہو گا کہ میرے راستے میں آنے کی کوشش مت کرنا۔۔ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

صاف صاف لفظوں میں اس نے معی ید علی کو دھمکی دی تھی۔شعلوں سے بھری آنکھوں اور دہکتے انگاروں جیسے لفظوں میں اگر اس نے یہ سب کہا ہے تو سو فیصد یقین ہے اس میں عسکریم زیدی ذرا بھی لحاظ نہیں کرے گا۔عسکریم زیدی نے فیصلہ کن نگاہوں سے معی ید علی کو دیکھا اور جینز سے فون نکالا۔

"رافع جتنی جلدی ہو سکے قاضی کو لے آو۔"

عسکریم زیدی نے اسی کے سامنے اپنے ی م کو فون کیا تھا اور پھر بغیر اس کی طرف دیکھے اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"معی ید-----"

سفیان ملک نے اپنا ہاتھ اسکے کسرتی شانے پر نرمی سے دھر دیا تھا۔معی ید علی پیچھے پلٹا۔

مجھے لگتا ہے اس کے غصے و اشتعال، اسکی ناراضگی کو نادان شی گی میں ہلکی سی چنگاری دکھا دی ہے۔اگر" عسکریم کی یہ ضد پوری نہیں کی وہ ہر شے کو تہس نہس کر دے گا۔۔سب کو برباد کر دے گا۔ "معی ید علی کے چہرے پر بے بسی ہی بے بسی تھی۔پری وش جیسی معصوم و بھولی بھالی نازک جذبات کی مالک کسی طرح بھی عسکریم زیدی کے لئے ڈیزرو نہیں کرتی۔

"قسمت تو یہی کہتی ہے کہ سب کچھ وقت اور حالات کے دھارے پر چھوڑ دو اسی میں سب کی بھلائی ہے۔"

سفیان ملک کو بہت شدت سے افسوس اور احساس ہوا تھا۔

اپنے جگری دوست کے چہرے پر بے بسی اور ہار جانے کے رنگوں پر اس لمحے میں، میں جتنا پچھتاوں کم" ہے۔کاش میں پری وش کو یہاں لے جانے کی بجائے جمشید شاہ کے پاس ہی چھوڑ آتا۔ "اب پچھتانے سے کچھ حاصل نہیں معی ید فی الحال ابھی کا سوچو---قاضی کو بلوا لیا ہے کچھ ہی دیر میں آ جائے گا۔

ہوں---- "اس نے پرسوچ انداز میں کہا۔"

انشراح اور غوشیہ، پری وش کو لے کر اس کے روم میں لے گئی تھیں۔انشراح تو شدید خلاف تھی۔اس رشتے کے لئے عسکریم زیدی اسکو ایک آنکھ نہ بھایا تھا،اس لئے اس نے اس رشتے،اس نکاح کی مخالفت کرنی چاہی

تھی۔ پری وش نے بھی صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ پیپرز پر سائن نہیں کرے گی۔ یہ بات جب عسکریم زیدی کے کانوں میں پڑی تو وہ بغیر کسی کی پرواہ کیے، بغیر کچھ سوچے سمجھے دھڑلے سے اس کے روم میں آیا تھا۔

کیا ڈرامہ رچایا ہوا ہے، جیسا کہا جا رہا ہے ویسا کرو ورنہ ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا تمھیں اس زمین کے اندر زندہ "گاڑنے میں۔"

عسکریم زیدی کی آنکھوں اور چہرے سے برہمی چھلک رہی تھی تو لہجے سے کھولتے ہوئے انگارے پھوٹ رہے تھے اور اس جلتے اگلتے انگاروں کی لپیٹ میں وہ خود کو لپٹا ہوا محسوس کر رہی تھی۔اس کی موجودگی سے دل اسقدر دھڑک رہا تھا جیسے پسلیوں کی مضبوط دیوار توڑ کے ابھی باہر آ جائے گا۔اس کی میدے جیسی رنگت خون کی حدت سے سرخ ہو گئی تھی۔ چمکتی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں آنے لگی تھیں۔۔۔ بڑی بڑی آنکھوں میں خوف و ہراس پھیلنے لگا تھا۔

معی ید علی کو ماحول کی سنجیدگی کا احساس ہوا تھا۔ پری وش کی حالت پر ترس بھی آ رہا تھا اور عسکریم زیدی کی ان سب حرکتوں پر طیش بھی۔

"اچھا تم یہاں سے چلو پری وش انکار نہیں کرے گی۔"

وہ ہلکی سی نارضگی سے گویا ہوا تھا۔

"انکار ہونا بھی نہیں چاہی نے۔"

اس نے معی ی د علی کو تیز نظروں سے دیکھنے کے بعد کے بعد پری وش کے جھکے سر کو غصے سے گھورا تھا۔

پری وش کے سر پر عسکریم زیدی کے خوف کا سایہ منڈلا رہا تھا اور اسی خوف کے زیر اثر اس نے پیپرز پر سائن کر دیئے تھے۔الفاظ آنسوؤں میں گڈمڈ ہو رہے تھے۔سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفلوج ہونے گے ہوں۔ذہن کی اسکرین پر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کالے کلر کے بادل سے چھانے گے ہوں۔جس میں وہ دھیرے دھیرے سے کھونے سی لگی ہو۔

عسکریم زیدی نے نکاح نامہ پر دستخط کر دیئے تھے۔اب چاہے حالات جیسے بھی رہے ہوں ہے تو یہ خوشی کا موقع۔۔۔معی ید علی، عسکریم زیدی کو اپنی جان سے بڑھ کر چاہتا ہے کوئی اور موقع ہوتا حالات اچھے ہوتے، بہتر ماحول میں ہوتا تو وہ کیا کچھ نہ کر دیتا۔گھر میں ایک ہنگامہ سا برپا ہوتا۔ہر طرف رنگ و بو، برقی قمقموں سے یہ گھر مہک رہا ہوتا، مگر یہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا۔ایک اپنی ضد و انا کی فتح میں مسرور تھا تو دوسرا فریق اپنے خوف و ہراس کے خول میں مقید بے بس اپنے برباد دل پر ماتم کناں تھا اور ابھی خبر آئی کہ پری وش بے ہوش ہو گئی ہے۔سارے اس وقت اس کے روم میں موجود تھے سوائے عسکریم زیدی کے۔اسکو پری وش کے درد اور اس کے بے ہوش ہونے سے کوئی سروکار نہیں تھا،وہ ٹینشن فری ہو کر اپنے بیڈ روم میں جا بند ہوا تھا۔

"جائیں اب بول دیں کہ یہ مر گئی ہے گاڑھ دیں زمین میں اسکو۔"

یہ انشراح تھی جسکا دل اس کے غم میں پھٹا جا رہا تھا۔پری وش کی حالت اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی اور یہ سب جس کی مرہون منت ہے وہ خود یہاں سے غائب ہے۔ انشراح کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ عسکریم زیدی کو شوٹ کر دے۔

"پری۔۔۔پری وش۔۔"

غوثیہ جلدی سے پانی کا گلاس لے آئی تھی۔اس کے ساکت و جامد چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔۔۔مگر بے سود۔۔۔

انشراح نے اس کے گالوں کو ت ھن

ھیایایا تھا مگر وہ بھی بے سود، اب تو فکر لازمی ہونی تھی۔

یاد رکھیے گا معی ید بھائی اگر میری بہن کو کچھ بھی ہوا تو میں کسی کو معاف نہیں کروں گی اور آپ کو تو بالکل"

"بھی نہیں۔

انشراح سسکنے لگی تھی۔۔۔اس کی حالت پر تڑپ گئی تھی۔

معی ید علی شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنستا چلا گیا تھا۔غوثیہ نے انشراح کا ہاتھ تھاما۔

انشراح۔۔۔انشاءاللہ پری وش کو کچھ بھی نہیں ہو گا۔ "وہ تو تسلی بھی ڈھنگ سے نہیں دے سکی تھی۔"

یہ ہوش میں کیوں نہیں آ رہی۔"انشراح زور سے چیخی تھی۔ معی ید علی کے پیروں تلے سے تو جیسے زمین ہی"

نکل گئی ہو۔

****

"بیٹا ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔۔"

سکندر ملک کو بھی اس بچی پر بہت افسوس ہوا تھا۔

جی دادا جان میں ابھی کال کرتا ہوں۔ "معی ید علی نے فون پر نمبر ملایا۔"

"اسکی ضرورت نہیں ہے بند کرو اسکو۔"

اچانک سے عسکریم زیدی وہاں داخل ہوا تھا۔معی ید علی کے کان سے فون ہٹایا اور بیڈ کی جانب بڑھا۔

"ہٹیے آپ دونوں یہاں سے۔"

لہجے میں دبا دبا غصہ ہلکورے لے رہا تھا۔ بھاری اور گھمبیر آواز میں اتنا رعب و دبدبہ تھا کہ ان دونوں کو نا چاہتے ہوئے بھی بیڈ سے اٹھنا پڑا تھا۔

عسکریم زیدی پری وش کے پاس بیڈ پر بیٹھا تھا اور اپنی چوڑی مضبوط ہتھیلی اس کی ناک اور ہونٹوں پہ زور سے رکھ دی تھی۔ایک،دو،تین سیکنڈز گے تھے اسکو یہ حرکت کیے۔

انشراح اس سے پہلے آگے بڑھ کر کچھ بولتی پری وش پوری جان سے ہل کر رہ گئی تھی۔اس نے اپنی بڑی بڑی خوف و دہشت سے بھری آنکھیں کھولیں۔۔سامنے جو چہرہ تھا اس چہرے نے مزید خوف میں اضافہ کر دیا تھا۔

"سیدھے شرافت سے اپنے پورے ہوش و حواس میں آ جاو ورنہ اگر میں بیڈ روم میں لے گیا تو جو آتے جاتے ہوش و حواس بھی ہونگے وہ بھی گنوا بیٹھو گی سمجھی۔"

سرگوشی میں دی گئی دھمکی نے اس کے چودہ طبق روشن کر دیئے تھے اور پھر وہ وہاں رکا نہیں۔۔گھر سے ہی باہر نکلتا چلا گیا تھا۔ عسکریم زیدی کے جانے کے بعد انشراح اور غوثیہ تیزی سے اس کے پاس آئی تھیں۔

"یہ طریقہ ہوتا ہے ہوش میں لانے کا۔"

وہ غصے اور ناراضگی کے لیے جلے تاثرات لئے معی ی د علی کو دیکھنے لگی۔

"شکر کرو ہوش آگیا اب بگڑنے کا فائدہ۔"

سفیان ملک نے ہلکی سی سنجیدگی سمیت کہا جس پر اس نے اسکو شکایت آمیز نگاہوں سے گھورا تھا۔غوثیہ نے تاسف بھری نظروں سے پری وش کو دیکھا جو اس وقت اذیت کی انتہا پر تھی۔اس نے پری وش کو دلاسا دینے کی کوشش بھی کی تھی۔ "اچھا ایسا ہے کہ کھانا ہم اپنے گھر جا کر کھائیں گے۔"

سفیان ملک نے کچھ سوچتے ہوئے ہی یہ کہا اور پھر انشراح کا غصہ بھی دیکھ رہا تھا۔۔انشراح کا غصہ، معی ید علی کی شرمندگی اور پھر پری وش کی بگڑتی سنبھلتی حالت۔۔۔فلحال یہ ضروری تھا کہ انشراح کو لے کر یہاں سے چلا جائے۔

ارے نہیں یار ایسے کیسے۔۔۔میں نے تم لوگوں کو آج ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے۔ "معی ید علی کو مزید" شرمندگیوں نے آگھیرا تھا۔

غوثیہ۔۔۔۔ "معی ید علی نے ہلکے سے غوثیہ کو پکارا۔وہ بھی سفیان ملک کی بات پر شرمندہ ہوئی تھی۔وہ تو" اس نے صبح ہی سے ڈنر کی تیاری کرنی شروع کر دی تھی۔بس تھوڑا بہت کام رہتا تھا وہ بھی وہ منٹوں میں کر لے گی۔

"سب کچھ ریڈی ہے بس میں ٹیبل لگواتی ہوں۔"

غوثیہ تیزی سے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔پری وش کی جانب سے کچھ سکون ملا تھا اور پھر انشراح بھی اس کے پاس تھی۔

ارے آپ لوگ پریشان مت ہوئیے۔ہم پھر کبھی ڈنر پہ آ جائیں گے۔ "سفیان ملک نے غوثیہ کو دیکھنے کے" بعد معی ید علی کو دیکھا۔

"یار تو اب مزید شرمندہ تو نہ کر۔"

وہ مسکراہٹ آمیز لہجے میں بولا۔غوثیہ نے پل بھر بھی یہاں سے نکلنے میں نہیں لگایا تھا۔

عاطر یار ویلے ایک بات آج سمجھ میں آئی ہے۔ "فاخر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔"

"کیا۔۔۔؟"

عاطر نے بھی اسی کے انداز میں کہا تھا۔

جو لوگ گرلز الرجک ہوتے ہیں وہ گھنے م یسی ے ہوتے ہیں۔"خود ہی بول کر خود ہی بے اختیار ہوا تھا مگر" عاطر کے چہرے کا رنگ فق تھا۔فاخر نے اس کی نظروں کے ارتکاز میں دیکھا۔جہاں سفیان ملک اور سکندر ملک بڑی فرصت سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے جیسے اسی کام پہ تو مامور تھے۔سفیان ملک نے سنجیدگی کے لبادے میں مقید ان دونوں کے پاس آیا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا تم دونوں کو اسکا بھی تجربہ ہے۔"

وہ طنزیہ انداز میں بولا تھا۔عاطر اور فاخر کا خون خشک ہونے لگا۔

چلو آ جاو کھانا ٹیبل پہ لگ چکا ہے۔"معی ید علی کی آمد نے دونوں کو سفیان ملک کے سوالوں سے بچا لیا تھا۔"

کھانا بہت مزے کا بنا تھا۔غوثیہ نے ہر ڈش بہت مزے کی بنائی تھی،مگر انشراح نے پری وش کی ایسی" حالت دیکھ کر صرف چکھنے کی حد تک کھایا تھا۔غوثیہ اور معی ید علی نے بہت اسرار کیا مگر اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ اسکا دل نہیں ہے۔اسے صرف پری وش کی فکر تھی وہ اسی کے لئے پریشان تھی۔

ابھی تو فلحاال غوثیہ نے اسکو دودھ کے ساتھ نیند کی گولی دے کر سلا دیا تھا کچھ دیر بعد اٹھے گی تو خود اپنے" ہاتھوں سے اسکو کھانا کھلا دے گی۔

"غوثیہ۔۔۔۔پری کا خیال رکھنا پلیز۔۔"

جاتے جاتے بھی اس نے کوئی چھتیس بار غوثیہ کو یہ جملہ بول دیا تھا۔

تم فکر مت کرو۔۔پری وش کی حفاظت اس کی دیکھ بھال اب میری ذمہ داری ہے۔ ''سب لوگ گھر آ چکے تھے پورے راستے انشراح خاموش رہی تھی اس کی آنکھوں کی پتلیوں اور ذہ ہ ن کی اسکرین پر صرف اور صرف پری وش کا خوفزدہ چہرہ گھوم رہا تھا۔۔۔وہ اس کے لئے پریشان تھی۔اسکی بہ نسبت پری وش نہایت ہی دبو سی ڈرپوک واقع ہوئی تھی۔رات کے گہرے سناٹے میں اگر بلی کی ''میاوں میاوں ''کی آواز بھی گونجے تو وہ سہم جایا کرتی تھی۔ جمشید شاہ نے اپنی اس نازک سی بیٹی کو بہت سینت سینت کر رکھا ہے۔۔۔کسی نازک سی کانچ کی گڑیا کی طرح سنبھال کے رکھا تھا۔پھر پری وش جیسی نازک، خوفزدہ، ڈرپوک لڑکی کے لئے عسکریم زیدی جیسا چٹان صفت کا مالک کیسے سوٹ کر سکتا ہے۔۔۔ بھلا وہ کیا قدر کرے گا اسکی۔

سارے مرد ایک جیسے سخت دل ہوتے ہیں۔انھیں لڑکیوں کی فیلی''

یگ کی کوئی فکر نہیں

''ہوتی۔۔صرف اپنے بارے میں سوچتے ہیں۔

وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی اور اسکی دھیمی بڑبڑاہٹ بیڈ پر نیم دراز میگزین پڑھتے سفیان ملک کی زیرک سماعت سے محفوظ نہیں رہ سکی تھی۔

''کیا میں جان سکتا ہوں یہ گوہر افشانیاں کس کے متعلق کی جا رہی ہیں۔''

حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اس وقت اگر کسی کو برا بھلا بول رہی ہے تو وہ صرف عسکریم زیدی کی ہستی ہے۔

دیکھیئے مجھے اس وقت آپ سے بات کرنے کی کوئی خواہش ہے نہ ہی کوئی آرزو۔۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ'' ''مجھ سے بات کرنے کی کوشش نہ ہی کریں۔

انشراح کے لبوں و لہجے میں غصے اور جھنجھلاہٹ کی کیفیت سمجھ کر سفیان ملک کی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر تبسم سا بکھر گیا تھا۔دل تو بہت چاہا کہ اس وقت انشراح کی حالت سے محظوظ ہو اسکو چڑائے اور بھرپور مزہ لے مگر پھر دل کو سمجھا کر کہ چلو کل ساری کسر نکال لے گا۔۔۔یہ سوچ کر میگزین بند کیے سائیڈ ٹیبل پر رکھے ن ت اوڑھے کروٹ لئے آنکھیں موند گیا۔۔مگر انشراح کی کھڑپھڑ کو بھی وہ آنکھیں بند کر کے لی ی یک خوب انجوائے کر رہا تھا۔

غوشیہ کی آنکھ فجر میں ہی کھل گئی تھی۔نماز پڑھ کر قرآن کی تلاوت کر کے وہ ابھی صوفے پر بیٹھی ہی تھی کہ نظر ٹیبل پہ پڑے اپنے سیل فون پر پڑی، جس کی روشنی سے لگ رہا تھا کسی کا فون آرہا ہے، وہ کھڑی ہوئی اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا، چمکتی اسکرین پر جس کا نمبر جگمگا رہا تھا،وہ نمبر دیکھ کر اس کا چہرہ یکدم فق ہوا تھا۔اس نے بے ساختہ بیڈ پر بے خبر سوتے معی ید علی کو دیکھا، کال آف ہو چکی تھی۔وہ فون لے سائیڈ میں سے سمٹ گئی اس نے فون چیک کیا کوئی سو سے زائد مش ین ج، پچاس سے زیادہ فون کالز۔۔۔۔۔ فون سان لن ت پر تھا اس لئے اس کو پتا نہیں چلا تھا۔

ابھی وہ فون چیک کر ہی رہی تھی کہ ایک بار پھر سے فون بجنے لگا تھا، خوف و ہراس سے اس کا روم روم کانپ اٹھا تھا،فون اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا تھا،سیاہ نین میں ڈر کا سمندر بھرنے لگا،اس نے ڈرے سہمے سیاہ نین ایک بار پھر اوپر بیڈ کی سمت اٹھائے تھے،معی ی د علی کی پوزیشن ابھی بھی ویسی ہی تھی،وہ چپ چاپ صوفے سے اٹھی اور دبیز کارپٹ پر چھوٹے چھوٹے سہمے قدم اٹھاتی وہ بیڈ روم سے باہر نکل گئی تھی، وہ آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی، ارادہ تھا کہ باہر لان میں جا کر فون ریسیو کر لے اور شیر افگن کو کہے کہ خدا کے لئے وہ اس کو بھول جائے، وہ اب کسی کی بیوی ہے۔۔۔۔ وہ آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ تھوڑی دیر بعد

پیچھے پلٹ کر بھی دیکھ رہی تھی کہیں اچانک سے معی ی د علی نہ آجائے، وہ اس سے پہلے کہ ایک قدم اور آگے بڑھاتی کسی کے پہاڑ جیسے وجود سے ٹکرائی تھی،اس جاندار تصادم سے یہ ہوا کہ غوثیہ کے ہاتھ میں بجتا فون نیچے فرش پر گرا تھا۔۔۔۔

سامنے سے آتا ٹریک سوٹ میں ملبوس عسکریم زیدی اس تصادم سے جھنجھلا کے رہ گیا تھا۔۔۔اس کے چہرے اور آنکھوں میں برہمی سی چھلکنے لگی تھی۔

"آپ دیکھ کے نہیں چل سکتی ہیں؟"

آئم سو سوری۔ "گلوگیر لہجہ، چہرے پہ پھیلی دہشت اور موت کا سایہ، آنکھوں میں خوف کی تاریکی، جس نے" عسکریم زیدی جیسے زیرک بندے کو چونکا دیا تھا مگر اس نے یہی سمجھا کہ اس کی شخصیت ہی ایسی ہے کچھ۔۔۔ کہ ہر کوئی بہت سوچ سمجھ کر اس سے بات کرتا تھا۔

"اٹس اوکے۔"

اس نے فرش پر گرا غوثیہ کا فون اٹھایا جو ابھی بھی بج رہا تھا۔

عسکریم زیدی نے ایک سرسری نگاہ اس نمبر پر ڈالی اور فون غوثیہ کے آگے بڑھا دیا جسے اس نے کانپتے اور کپکپاتے ہاتھوں سے تھام لیا تھا۔

اس کے لرزتے ہاتھوں کو بھی عسکریم زیدی نے بغور دیکھا تھا۔

ت کی اور الٹے قدموں واپس بھاگی تھی۔ معی ید علی اور شیر افگن غوثیہ نے جلدی سے لائن ڈسک یک سے

زیادہ ڈر تو اسے عسکریم زیدی سے لگتا تھا۔

نگاتیز ترین دھڑکتی   بیڈ روم میں آکر تیزی سے دروازہ بند کئے دروازے سے ہی ٹیک لگائے آنکھوں کو بند دھڑکنوں پر ہاتھ رکھے وہ لمبی لمبی سانسیں لے رہی تھی۔

کسی کی گہری نظروں کی تپش اور بہت قریب سے آتی گرم سانسوں کی موجودگی نے احساس دلایا کہ کوئی بہت نزدیک آچکا ہے اس کے۔ اس نے سیاہ گھنی لرزتی پلکوں کی باڑ دہکتے عارض سے اوپر اٹھائی تھیں۔

معی ید علی غوثیہ کے پریشان حال چہرے کو دیکھ کر گھبرا سا گیا تھا، غوثیہ کے سیاہ نین میں یہ موت کا سناٹا کیوں منڈلا رہا ہے۔ لاتعداد سوالات نے معی ید علی کا ذہن الجھا دیا تھا۔

غوثیہ کیا بات ہے تم اتنا ڈری ہوئی کیوں ہو؟ "معی ید علی کے نرم لہجے نے اس کو مزید بکھیر دیا تھا۔ بھلا وہ" کیسے معی ید علی کو بتا دے۔۔۔ نہیں، وہ معی ی د علی کی جان خطرے میں نہیں ڈالے گی، وہ اس کو کچھ نہیں بتائے گی، چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

غوثیہ "!معی ید علی نے ہولے سے پکارا۔"

اس کی پکار پر وہ اس سے دھیرے سے الگ ہوئی، اور اپنی بھیگی آنکھیں اپنے دوپٹے سے صاف کیں، اس نے اپنی بکھرتی حالت پر قابو پالیا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔میں ڈر گئی تھی۔"

"ڈر گئیں تھیں؟ مگر کس سے؟"

"میں باہر لان میں جا رہی تھی سامنے سے آتے بے دھیانی میں عسکریم بھائی سے ٹکر ہو گئی۔"

اوہ۔۔۔۔"معی ید علی کو جو ہنسی آئی تو ہنستا ہی چلا گیا۔"

آپ کو ہنسی آرہی ہے۔"غوثیہ نے شکایتی نظروں سے اس کو دیکھا۔"

ارے بابا اگر ٹکرا گئی تھیں تو عسکریم کو ڈانٹ دیتیں، بڑی بھابھی ہو کچھ تو رعب دکھاتیں۔ "معی ید علی کی" ہنسی تو رک گئی مگر مسکراہٹ چہرے اور لبوں سے نہیں جا رہی تھی۔

بس باتیں بنایا کریں، خود کا تو بہت رعب چلتا ہے نا عسکریم بھائی کے آگے۔ "وہ منہ پھلا کے بولی۔"

معی ی د علی کو اس کی معصومیت پر بے انتہا پیار آیا تھا، گلابی رنگ کی کاٹن ایی ائیڈری فراک میں اس کی کندنی رنگت کھلی جا رہی تھی۔ وہ اپنی بے ساختگی پر بند نہیں باندھ سکا تھا۔

ناشتہ تیار کر کے ٹیبل پر لگا دیا تھا۔ معی ید علی کو ہری مرچ والا آملیٹ پراٹھے کے ساتھ پسند تھا، غوثیہ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ عسکریم کو ناشتہ دو ہاف انڈوں کے ساتھ اونلی اورنج جوس ہی پسند تھا۔لنچ میں کوئی بھی ہلکی پھلکی سی غذا مگر ڈنر میں خاصا اہتمام ہونا چاہیئے۔ معی ید علی کو عسکریم زیدی کی پسند ناپسند سب کا پتہ تھا۔وہ بہت خیال رکھتا تھا، مگر اب وہ چاہتا تھا کہ عسکریم زیدی کی ساری زمہ داریاں پری وش سنبھالے۔

جتنے عجیب خود ہیں، پسند بھی اتنی ہی عجیب ہے۔ "پری وش نے دھیرے سے غوثیہ کے کان میں سرگوشی" کی آواز میں اتنی آہستگی سے کہا کہ کہیں وہ اس کی آواز ہی نہ سن لے۔

یہ لو، میں نے عسکریم بھائی کا ناشتہ تیار کر دیا ہے تم دے دو۔ "غوثیہ ہلکے سے مسکرا دی۔اور ایک ٹرے" میں پلیٹ میں دو ہاف فرائی انڈے اورفریش اورنج جوس کا گلاس رکھ کے پری وش کے آگے بڑھائی۔

نہیں بابا نہیں۔۔۔۔میں تو نہ دوں۔"وہ سٹپٹا کے دو قدم پیچھے ہٹی۔"

ارے پاگل !وہ اب کوئی غیر تھوڑی ہیں، تمہارے شوہر ہیں۔"غوثیہ نے نرمی سے سمجھانا چاہا۔"

معی ید علی اور وہ چاہتے تھے کہ پری وش اپنے دل سے عسکریم زیدی کا ڈر نکالے، اور یہ تب ہی ممکن ہے جب وہ آگے بڑھ کر اس کے چھوٹے چھوٹے کام کرے گی۔

"تم عسکریم بھائی کے چھوٹے چھوٹے کام کرو گی تو تمہارا اعتماد بڑھے گا میری جان۔"

نہیں غوثیہ بھابھی !ابھی نہ تو مجھ میں اتنی ہمت ہے اور نہ ہی اتنی بہادر ہوں میں، مجھے ان کے سائے سے" بھی ڈر لگتا ہے۔ "پچھلی گزری باتوں نے اس کو اندر تک توڑ دیا تھا، ان بڑی بڑی آنکھوں میں رقم کرب کی تحریر وہ صاف پڑھ سکتی تھی۔مگر یہ درد بھی دھیرے دھیرے ہی مٹے گا۔

سب صحیح ہو جائے گا انشاءاللہ۔"غوثیہ نے چاہ سے اس کو رخسار تھپتھپایا۔"

اگرآپ دونوں کا بہنوں کا پیار ختم ہو گیا ہے تو کیا مجھے ناشتہ ملے گا۔"پیچھے سے آتی سنجیدہ و گھمبیر آواز پر پری" وش چونک کر دو فٹ اوپر اچھلی تھی۔

سوری عسکریم بھائی بس لا ہی رہی تھی۔"خوفزدہ تو غوثیہ بھی ہو گئی تھی جسے عسکریم زیدی نے بہت گہرائی" سے نوٹس کیا تھا۔

میرا خیال ہے آپ لوگوں کی ڈر و خوف کی یہ کہانی جاری و ساری رہے گی، ایک کام کریں، یہ ٹرے مجھے ہی" دے دیں آپ۔ "عسکریم زیدی نے غوثیہ کے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے کی طرف اشارہ کیا جسے غوثیہ نے آہستگی سے آگے بڑھا دیا۔

عسکریم زیدی نے ٹرے تھام لی اور کچن سے باہر جانے لگا مگر جاتے جاتے واپس پلٹا۔ "میں بہت اصول پسند آدمی ہوں، آج کے بعد خیال رکھا جائے۔دوبارہ دہرانا نہیں پڑے مجھے۔"عسکریم زیدی نے پری وش کو دیکھا تھا جس کی نگاہیں اور سر جھکا ہوا تھا۔ اور پھر وہ وہاں رکا نہیں، ٹرے لئے باہر نکلتا چلا گیا۔

پری وش اور غوشیہ کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ عسکریم زیدی کا اشارہ کس جانب ہے اور یہ حکم کس پر صادر کیا گیا ہے۔

"اب ہم بھی چلیں ناشتہ کرنے۔"

آپ مجھے یہیں دے دیں، میں یہیں کر لوں گی۔"پری وش وہیں کچن میں رکھی چھوٹی سی ٹیبل چیئر سیٹ کی" جانب بڑھ گئی۔

غوشیہ !پری "!معی ید علی پکارتا ہوا وہیں آگیا۔"

یار کیا، میرا ناشتہ اینڈ ہو گیا اور تم لوگ ابھی تک یہیں ہو، چلو آؤ، ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

معی ید بھائی میں یہیں صحیح ہوں۔"وہ اپنا چائے کا کپ کاؤنٹر سے اٹھا کر خالی چیئر پر براجمان ہو گئی۔"

مگر بہنا۔۔۔۔۔ "ابھی وہ کچھ اور بولتا کہ اس کا بلیک کوٹ کی جیب میں رکھا فون بجنے لگا تھا۔ معی ید علی نے" فون نکالا اور جو نمبر اسکرین پر جگمگا رہا تھا، اس کو دیکھ کر اس کی بھوری آنکھوں میں خوشی کی لہر سی دوڑ گئی تھی۔اس کا گندمی چہرہ چمک اٹھا۔۔ معی ید علی نے جلدی سے فون ریسیو کیا۔ "السلام و علیکم "!مسکراتے لہجے میں سلام کیا تھا۔

"اچھا، یہ تو گڈ نیوز ہے،بلکہ سرپرائز۔۔۔۔ تو کب کی فلائٹ ہے؟"

غوشیہ اور پری وش دونوں ہنوز معی ید علی کو دیکھ رہی تھیں۔اس کے لہجے میں جتنی خوشی،ایکسان ن من ت تھی، ظاہر ہی ہو رہا تھا کہ فون کے اس پار کوئی بہت ہی خاص شخصیت ہے۔

چلیں ٹھیک ہے، میں شام چار بجے ایئر پورٹ پہنچ جاؤں گا۔"

اوکے۔۔۔ اللہ حافظ۔ "اس نے فون آف کیا اور واپس جیب میں رکھا۔

بہت خوش لگ رہے ہیں، کوئی خاص وجہ۔۔۔؟ "غوثیہ نے قدرے آہستگی سے کہا۔"

بہت خاص وجہ ہے، بلکہ ایک بڑا سرپرائز۔۔ عسکریم تو خوش ہو جائے گا، اصل سرپرائز تو اس کے لئے" ہے۔۔۔۔ غوثیہ رات کے ڈنر پر بہت اہتمام ہونا چاہیئے۔کچھ ڈشز گھر پر بن جائیں گی اور کچھ پزا، تکہ وغیرہ آرڈر کروا لیں گے۔ "معی ید علی کا بس نہیں چل رہا تھا کیا کر لے کیا نہ کردے۔ معی ید علی مسکراتا ہوا کچن سے نکل گیا تھا۔

لگتا ہو کوئی مہمان آرہا ہے۔"غوثیہ نے پری وش کو دیکھا۔"چلو خیر شام کو ہی پتہ چلے گا، چلو ہم دونوں تو ابھی" ناشتہ کریں۔"غوثیہ بھی وہیں اس کے ساتھ اپنا ناشتہ لئے بیٹھ گئی تھی۔

★★★★★

سفیان ملک بھی آفس کے لئے نکل گیا تھا مگر جانے سے پہلے کہہ گیا تھا کہ وہ آج لنچ پر نہیں آئے گا، جو کھانا فریز کیا ہے وہ آپ لوگ ہی کھالینا۔

عاطر اورفاخر کے تومنہ کھلے کے کھلے رہ گئے کیونکہ کل جو کارنامہ انشراح نے کھانے کے ساتھ کیا تھا ان کا معدہ تو قطعی اجازت نہیں دیتا۔۔۔ انشراح نے شکوک بھری نگاہوں سے عاطر اور فاخر کو دیکھا۔

قسم لے لیں انشراح بھابھی، جو ہم نے سیفی بھائی کو کچھ بتایا ہو۔"ان دونوں نے اپنی جانب انشراح کو اس" طرح دیکھتے ہوئے فورا کانوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے۔

چلو کوئی نہیں، ہم بھی آج دوپہر میں کچھ آرڈر کروالیں گے۔"ان دونوں کی مسکینی صورتیں دیکھ کر انشراح کو" ترس آگیا۔

چلو آؤ، آج ہم لوگ مل کر اسٹور روم کی صفائی کرتے ہیں۔۔۔ کل میں گلاس کے سیٹ لینے گئی تھی، بہت" "گرد و غبار جمع ہے۔

یہ ٹھیک رہے گا، اس طرح ٹائم بھی پاس ہو جائے گا۔"فاخر نے تیزی سے کہا۔ انشراح نے فاخر کی تیزی کو" بغور نوٹ کیا تھا۔

،مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم پڑھیں گے نہیں، تم دونوں کے فائنل ایگزامز اسٹارٹ ہونے والے ہیں" "صفائی کے بعد ہم پڑھنے بیٹھیں گے۔

انشراح جانتی تھی وہ لوگ پڑھائی سے بھاگتے تھے مگر وہ ان دونوں کو میٹرک میں بہت محنت کروائے گی۔

ملازمہ نے گھر کی صفائی شروع کر دی تھی تو وہ تینوں اسٹور روم میں چلے آئے ساتھ دو ملازمہ بھی لے آئے تاکہ وہ دھول مٹی صاف کریں۔

یہاں زیادہ تر سفیان ملک کے بچپن کے کھلونے اور اسکول بکس وغیرہ تھیں۔ بچپن کی بہت سی یادیں، بہت سی باتیں اس اسٹور میں سنبھال کے رکھی ہوئی تھیں۔ فاخر اور عاطر کے کیری کاٹ، سائیکل وغیرہ سب یہاں رکھی ہوئی تھیں۔

وہ ہلکے سے مسکراتے ہوئے بک شیلف کی جانب بڑھی، وہاں کچھ فیملی الن م

ر بھی رکھے تھے۔

انشراح نے کچھ میرون اور گرین ویلوٹ کے کور والی الن م

ر اٹھالیں۔ ان پر سے برسوں پرانی اٹی ہوئی گرد صاف کی۔

انشراح نے وہ البم کھولی تو فرنٹ پر ہی سکندر ملک بڑی سی گن لئے کھڑے تھے۔ فاخراور عاطر بھی اسی کے پاس آ گئے۔

اوہ ہو دادا جان کو تو دیکھو، کیا ایکشن ہے کیا اسٹائل ہے۔"فاخر نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔"

بالکل دبنگ اسٹائل۔"عاطر ہلکے سے ہنسا۔"

"چلیں نا انشراح بھابھی، ہال میں چلتے ہیں، بیت مٹی ہے یہاں۔"

ملازمہ نے زور سے کپڑا ٹیبل پر مارا تو ایک عرصے پرانی جمی دھول اڑی تھی۔

"آرام سے نہیں کر سکتیں کیا۔"

فاخر کی ناک میں دھول گئی تو کھانسی سی ہونے لگی۔

معاف کر دیں چھوٹے صاحب۔"ملازمہ شرمندہ سی ہو گئی۔ وہ لوگ الن م"

ر لے کر ہال میں آ گئے۔

سکندر ملک بھی اسی وقت ظہر کی نماز ادا کر کے بیٹھے تھے۔ ان تینوں کے آنے پر سکندر ملک نے رخ موڑ کر دیکھا۔

یہ تم تینوں کس غار سے نکل آ رہے ہو؟"سکندر ملک نے ان تینوں کی حالت دیکھی، دھول مٹی سے لپیٹے" ہوئے تھے۔ عاطر کے سر پر تو باقاعدہ مکڑی کے جالوں کا گچھا بنا ہوا تھا۔

داداجان! ہم اسٹور میں گئے تھے ، اسٹور سے یہ فیملی البم ملی تو یہیں لے آئے۔ "انشراح وہیں"

یں۔ صوفے پر آ بیٹھی اور وہ البم کانچ کی ٹیبل پر رکھ د

سکندر ملک کے چہرے اور آنکھوں میں گزرے دنوں کی درد اور کرب کی تحریر رقم تھی۔ عاطر اور فاخر اس البم کے بارے میں نہیں جانتے تھے، بلکہ وہ کچھ نہیں جانتے تھے، بہت سے درد، بیت سی تکالیف پنہاں تھیں اس البم میں، تو بہت سی خوشیاں اور بہت سی رونقیں تھیں اس البم میں۔ سب کچھ قید تھا اس البم میں، بہت سی زندگیوں کی خوبصورت یادیں بھی اور بدصورت باتیں بھی۔

آج شاید فاخر اور عاطر پر ہر راز آشکار ہو جائے گا۔ گزرے پل اور لمحوں کے ہر اوراق سے پردہ اٹھ جائے گا۔

سکندر ملک کی پریشان نظر سامنے وال کلاک پر اٹھیں جہاں چھوٹی سوئی دو کے ہندسے پر تھی تو بڑی سوئی نو کے ہندسے پر۔ مطلب سفیان ملک کو آنے میں ٹائم ہے تو وہ سفیان ملک کے آنے سے پہلے پہلے البم

ر واپس اسٹوروم میں رکھوا دیں گے۔

"تم لوگ یوں کرو پہلے جاکر نہا لو، دیکھو کیا حالتیں ہو رہی ہیں تم تینوں کی۔"

چلیں ٹھیک ہے ہم کچھ دیر میں آتے ہیں۔"فاخر اور عاطر اپنے رومز میں چلے گئے۔"

****

غوثیہ کا فون ایک بار پھر بزر دینے لگا تھا۔ وہ اس وقت پیاز کاٹ رہی تھی، پری وش میٹھے کے لئے کچھ خشک میوے کو نکال کر صاف کر رہی تھی۔ عسکریم زیدی آج گھر پر ہی تھا، اس نے آفس آف کیا ہوا تھا، ناشتے کے بعد وہ اپنے بیڈ روم میں چلا گیا تھا، دو بجے کے قریب وہ باہر نکلا تھا۔ غوثیہ نے اس کو چکن پلاؤ کے ساتھ شامی کباب اور رائتہ دے دیا تھا۔

ٹی وی دیکھنے کے ساتھ ساتھ وہ کھانا بھی کھاتا رہا۔۔ غوثیہ اور پری وش بھی وہیں ہال میں بیٹھیں اپنا کام کر رہی تھیں۔

حالانکہ پری وش کا دل کر رہا تھا کاش پر لگ جائیں اور وہ اس کی نظروں کے سامنے سے ہٹ جائے۔ حالانکہ عسکریم زیدی نے بھول کر بھی ایک غلط نگاہ اس پر نہیں ڈالی تھی۔ وہ بس اپنے کام میں لگا ہوا تھا۔

ت ہو گئی۔ ایک بار، دو بار، بار بار فون بزز دینے لگا تھا۔ فون چونکہ شیشے کی ٹیبل پر رکھا ہوا تھا لائن ڈسک یک توبزر کی آواز ہال کی خاموشی کو چیر رہی تھی کیونکہ ٹی وی کا والیوم تو نہایت سلو تھا۔

یا تو آپ فون ریسیو کر کے بات کر لیں یا پھر اس کو آف کر دیں کیونکہ میرے کانوں کو یہ آواز سخت ناگوار گزر رہی ہے۔ "بالخر عسکریم زیدی نے ٹوک ہی دیا۔

غوثیہ نے سہمی سہمی نگاہیں اوپر اٹھائیں تھیں، لرزتے ہاتھوں سے اس نے فون اٹھایا اور دوبارہ سے آف کر دیا۔ پری وش دل ہی دل میں اس کے یہاں سے چلے جانے کی دعا کر رہی تھی مگر وہ بھی ڈھ ئی

نووں کا

سردار تھا، جم کر بیٹھا ہوا تھا۔

غوثیہ بھابھی۔" پری وش نے نہایت آہستگی سے غوثیہ کے کان میں سرگوشی کی تھی۔".

ہاں بولو۔"غوثیہ نے بھی اسی آہستگی سے جواب دیا۔"

"چلیں نا وہاں کچن میں چلتے ہیں۔"

ہاں چلو۔ "غوثیہ بھی یہاں بیٹھنا نہیں چاہ رہی تھی۔پیاز باؤل وغیرہ سب سمیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔"

میرے لئے ایک کپ گرم چائے لے کر آؤ۔"جاتی ہوئی پری وش کو اس نے آرڈر دیا۔ "اور یہ سارے برتن" "اٹھا کے لے کر جاؤ۔

غوشیہ تو کب کی جا چکی تھی، اس کے پیروں سے جیسے جان نکلی جا رہی تھی،اس نے کچن کی طرف دیکھنے کے بعدکرتی کیا نہ مرتی کے مصداق ٹیبل کی جانب بڑھی، وہاں سے برتن سمیٹے، اس سب کے دوران اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا کہ اگرعسکریم زیدی نے کچھ بول دیا تو پسلی سے باہر آ جائے گا۔

السلام و علیکم"!معی ید علی کی چہکتی آواز پر پری وش کے ہاتھ رک گئے، اس نے دروازے کی جانب دیکھا۔" عسکریم زیدی نے بھی معی ید علی کو دیکھا تھا۔

"عسکریم !دیکھو کون آیا ہے۔"

معی ید علی کے ساتھ زرینہ تھیں، اپنی مخصوص ڈریسنگ میں، وہی سلک کی بلیو بارڈر والی ساڑھی اور لائٹ سا میک اپ و جیولری، بالوں کو جوڑے کی شکل د ی ی مسکراتی ہوئی معی ید علی کے ہمراہ آرہی تھیں۔

عسکریم زیدی کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی در آئی تھی،آنکھوں میں غصہ، اشتعال و ناراضگی کے ملے جلے تاثرات ابھرنے لگے تھے۔اس کے اعصاب اس قدر کھنچے تھے کہ دماغ کی ہری ہری
نسیں واضح ہونے لگیں تھیں، غم و غصے کی شدت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ٹیبل پر رکھے سارے

ی تھے۔ برتن اس نے ہاتھ مار کے ایک جھٹکے میں گرا د

پری وش اس کے غصے کو اچھی طرح جانتی تھی کہ کتنا جنون ہے اس کے اندر، وہ تو ملے کے بیشتر حصے میں پیچھے ہٹی تھی۔

زر۔نہ کے چلتے قدم وہیں تھم سے گئے تھے،ان کے چہرے پر چمکتی خوشی مدہم پڑ گئی تھی۔ معی ید علی حیران و پریشان ہو کر دیکھنے لگا۔ غوثیہ بھی اس شور کی آواز سن کر کچن سے باہر آگئی تھی۔

عسکریم۔۔''معی ید علی نے ہلکے سے پکارا۔''

''شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔''

اور پھر وہ وہاں رکا نہیں، تیزی سے اپنے بیڈ روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

معی ید علی نے رخ موڑ کر زر۔نہ کو دیکھا جن کے چہرے پر تاریکی ہی تاریکی تھی،اداسی کے سائے ان کے روم روم سے نظر آرہے تھے۔معی ید علی سے زر۔نہ کی یہ حالت دیکھی نہیں گئی۔وہ بھی عسکریم زیدی کے بیڈ روم کی جانب بڑھا تھا۔

عسکریم!یہ کیا کیا تم نے، زر۔نہ خالہ تم سے ملنے آئی ہیں، تمہارے پاس آئی ہیں اور تمہارا یہ بی ہیویر یہ ایٹی ''ٹیوڈ۔۔''

کس نے کہا کہ وہ یہاں آئیں، مجھ سے ملنے آئیں،نہ ہی تو مجھے ان کی کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی ملنے کا ''شوق۔''

عسکریم زیدی کے لہجے میں حقارت، طنز، تضحیک آمیز جملوں نے معی ید علی کا دل دکھا دیا تھا تو پیچھے دروازے پر کھڑی زر۔نہ کا دل خون کے آنسو رونے لگا تھا۔ اپنے اکلوتے جگر گوشے کے منہ سے ایسے لفظوں نے ان کو اندر تک توڑ پھوڑ کے رکھ دیا تھا۔وہ یہاں آئی ہیں تو کس کے لئے، صرف اور صرف عسکریم زیدی کے لئے۔

نہیں عسکریم،ایسے مت بولو، وہ تمہاری ماما ہیں۔''معی ید علی آہستگی سے اس کے پاس آیا جو ب ا ہوا شیر'' بنا ہوا تھا۔

نہیں ہے میری کوئی ماں۔"اس نے غیض و غضب سے معی ید علی کو دیکھتے ہوئے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ" نہایت نفرت سے جھٹکا تھا۔

عسکریم میرے شہزادے میرے بیٹے ایسا مت بولئے میں بہت تڑپی ہوں آپ کے لئے، بے چین رہی ہوں" آپ کے لئے،آپ سے ملنے، آپ کو دیکھنے اور آپ سے ڈھیر ساری باتیں کرنے کے لئے۔"زرینہ۔آگے بڑھ کر اس جوالا مکھی بنے عسکریم زیدی کے پاس آٹھہری تھیں، ان کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں،لہجے میں تڑپ اور کرب چیخ رہا تھا مگر یہ سب عسکریم زیدی کو نظر نہیں آرہا تھا۔وہ صرف اپنی نفرت میں جی رہا تھا۔اپنی ضد اور انا میں سانسیں لے رہا تھا، آنکھوں پر بندھی نفرت کی اس پٹی کی وجہ سے وہ زرینہ کو نہ تو دیکھنا چاہتا اور نہ ہی سننا۔۔۔۔

بس کریں، یہ۔ڈرامہ وہاں کریں جو آپ کو جانتا نہیں ہو۔"اس نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے نفرت بھری" نگاہوں سے زرینہ کو دیکھا۔

زرینہ اندر تک کٹ کر رہ گئیں، شرمندگی کی ہی شرمندگی کی گہرائیوں میں وہ اترتی چلی گئیں۔مگر نہیں۔۔۔ اب اگر مصمم ارادہ باندھ ہی لیا ہے تو وہ اپنے ارادے اور پختہ فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹیں گی۔وہ اپنے ناراض ناراض خفا خفا سے بیٹے کو منا لیں گی۔اس کی کڑوی باتیں، زہریلے انگارے برساتے لفظ لہجے سب برداشت کر لیں گی۔کیونکہ وہ جانتی تھیں اچھی طرح سے کہ اگر آج عسکرءم زیدی اس اسٹیج پر ہے، اس کے اندر غصہ،لاوا بھرا ہے تو اس کی ذمہ دار بھی تو وہ خود ہیں۔

"عسکریم میں تو سمجھا کہ تم سرپرائزڈ ہوجاؤ گے۔"

جہنم میں گئے تم اور بھاڑ میں گیا تمہارا سرپرائز۔"اس کو مزید طیش آگیا تھا۔"

اس کا غصہ،اشتعال،اس کا ب نا، چیخنا، اس عمارت کی ہر ہر اینٹ میں گونج رہی تھی۔

"اس سے پہلے کہ میں کچھ کر دوں چلے جاؤ یہاں سے سب۔"

زرینہ نے ایک بے بس سی نظر عسکریم زیدی پر ڈالی جس نے نہایت نفرت و حقارت سے زرینہ سے منہ پھیر لیا تھا۔

"مجھے معاف کر دو میرے بچے، میں جانتی ہوں کہ میں تمہاری گنہگار ہوں مگر۔۔۔"

معی ید ۔۔"عسکریم زیدی زور سے دھاڑا تھا۔"

زرینہ کا دل اس کی شیر جیسی دھاڑ پر دہل کر رہ گیا۔

"عسکریم زرینہ خالہ سے۔۔۔"

لے جاؤ ان کو یہاں سے، ورنہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔"عسکریم زیدی نے نہایت جارحانہ طریقے سے" اس کا گریبان پکڑا تھا۔

ہائے میرے مالک"!دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی غوثیہ نے خوفزدہ ہو کر،دہل کر اپنے بے تحاشہ دھڑکتے دل" کو تھام لیا تھا۔وہ عسکریم زیدی کی بات پر پوری جان سے لرز کر رہ گئی تھی۔ عسکریم زیدی نے تیز نظروں سے دروازے کے پاس کھڑی غوثیہ کو دیکھا تھا۔

عسکریم زیدی نے اپنے دونوں جبڑوں کو اس قدر سختی سے بھینچا تھا کہ اس کے دماغ کی ہر نس ابھر کے واضح ہوئی تھی۔آنکھوں سے سرخ ڈورے چھلک رہے تھے۔ اس نے ایک جھٹکے سے معی ید علی کا گریبان چھوڑا تھا۔وہ دو قدم لڑکھڑاتا پیچھے ہوا تھا۔

عسکریم زیدی کی حالت ایک زخمی شیر کے جیسی تھی جو اپنی چنگھاڑ اپنی دھاڑ سے ہر شے کو تہس نہس کر دینا چاہتا ہے، ہر شے کو چیرپھاڑ کے رکھ دینا چاہتا ہے۔

Classic Urdu Material

اس نے سامنے رکھی کانچ کی ٹیبل پر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنی زور سے مارا تھا کہ اس کانچ کی ٹیبل کے شیشے کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تھے۔ لمحوں میں وہ جگہ خون خون ہوگئی تھی۔ زرینہ تیزی سے ایک بار پھر اس کے پاس آئی تھیں۔

معید علی کا بھی لمحوں میں دماغ چکرا کے رہ گیا تھا۔ عسکریم زیدی کے غصے و جنون کو وہ اچھی طرح جانتا تھا مگر اتنی حد تک چلا جائے گا اندازہ نہیں تھا۔

"عسکریم۔۔۔"

معید علی اور زرینہ اس سے پہلے کہ اس کے پاس بڑھتے، اس نے قالین سے کانچ کا ایک بڑا ٹکڑا اٹھا لیا۔

اگر تم لوگ یہاں سے نہیں گئے تو میں اپنی شہ رگ کاٹ لوں گا۔"عسکریم زیدی نے وہ ٹکڑا اپنے گلے پر رکھ لیا تھا۔

اوکے۔۔۔ عسکریم۔ "دونوں ہی خوفزدہ ہوگئے تھے۔"

عسکریم میرے بچے خون بہہ رہا ہے آپ کے بہت زیادہ۔"زرینہ کا درد سے دل پھٹا جا رہا تھا۔ آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔

اگر تو ان کو یہاں سے لے کر ابھی کے ابھی نہیں گیا تو میری لاش یہاں پڑی لے گی۔"عسکریم زیدی زرینہ" کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کررہا تھا۔

میں---- میں جا رہا ہوں تو کانچ ہٹا اپنے گلے سے۔"معی ی د علی نے دکھ و تاسف سے اس کو دیکھا تھا۔اس" کے دونوں ہاتھ خون سے لبریز تھے جس کی عسکریم زیدی کو رتی بھر پرواہ نہیں تھی، مگر معی ید علی کو ہی سوچنا تھا۔وہ۔زر۔ینہ کی ممتا بھری کیفیت کو بھی اچھی طرح سمجھ رہا تھا مگر مجبور و بے بس ہو گیا تھا۔

زر۔ینہ خالہ ابھی چلیں یہاں سے۔"معی ی د علی نے آہستگی سے کہا۔"

مگر معی ید---- خون----"رونے کی شدت کی وجہ سے ان سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔"

وہ خود دیکھ لے گا لیکن اگر ہم یہاں رہے تو عسکریم خود کو نقصان نہ پہنچا لے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم" "یہاں سے فی الحال چلے جائیں۔

زر۔ینہ نے نہایت تڑپ کر معی ی د علی کو دیکھا تھا پھر بے بسی کی نظر عسکریم زیدی پر ڈالتے ہوئے آگے بڑھیں---- معی ید علی نے زر۔ینہ کو اپنے بازو کے حصار میں لے لیا تھا۔

دروازے میں ایستادہ غوثیہ اور اس کے پیچھے چھپی،ڈری سہمی، خوفزدہ سی، پتھرائی آنکھوں سے دیکھتی پری وش کو بھی معی ید علی اپنے ساتھ لیتا ہوا نکلا تھا۔

بیٹا!اس کے بہت خون بہہ رہا ہے۔"زر۔ینہ نے سسکتے ہوئے معی ید علی کو دیکھا تھا۔ان کی آنکھوں میں" کرب کی تحریر رقم تھی، جس نے معی ید علی کو اندر تک توڑ دیا تھا۔اس کی ہر آس ٹوٹ گئی تھی،ابھی کے اس واقعے نے اس کی ہر امید کو ختم کر دیا تھا۔ غوثیہ نے بغور معی ید علی اور زر۔ینہ کو دیکھا تھا۔

معی ید علی مرد تھا اس نے خود کو بہت حد تک سنبھالا ہوا تھا مگر اس کی بلوریں آنکھوں میں سرخی گھلی ہوئی تھی۔اس کے دل کے اندر کا درد اس کے چہرے سے چھلک رہا تھا۔

غوثیہ کو اس وقت خود کو سنبھالنا تھاتا کہ وہ معی ید علی اور زرینہ کو سنبھال سکے، خود کو مضبوط بنانا تھاتا کہ معی ید علی کمزور نہ پڑے۔

اس نے ایک لمبی آہ بھری اورنظرجب پری وش پر پڑی تو لمحے بھر کے لئے پوری جان سے چکرا کے رہ گئی، پری وش کی میدے جیسی رنگت خطرناک حد تک سپید پڑی ہوئی تھی۔اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں خوف کا سمندر موجزن تھا۔

وہ پہلے تیزی سے اس کی جانب بڑھی۔

پری وش''غوثیہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔''

پری وش نے نہایت چونک کر مگر سہمی ہوئی نگاہوں سے غوثیہ کو دیکھا تھا۔

غوثیہ بھابھی! مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے، وہ بہت خطرناک ہیں۔''اس کے لہجے میں ڈر و خوف کا شدت'' سے احساس ہوا تھا۔

میری بات سنو، ادھر آؤ۔''غوثیہ اس کو اپنے سے لگا کر صوفے پر آبیٹھی تھی اورپھر کچھ سوچ کر تیزی سے کچن'' *** میں آئی۔سب کے لئے اورنج جوس بنایا۔

سفیان ملک آج آفس میں بہت تھک گیا تھا۔ عسکریم زیدی اور معی ید علی دونوں نہیں آئے تھے تو اس کو زیادہ کام کرنا پڑا مگر معی ید علی نے نہ آنے کی وجہ بھی اس کو بتا دی تھی۔ وہ صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے ہوئے تھا۔

اس کی نگاہ بے ساختہ ٹیبل پر پڑے اس میرون البم پر پڑی تھی، اس نے جلدی سے وہ البم اٹھا لیا تھا۔ ایک کے بعد ایک تصویر دیکھتے ہی اس کے خون میں شرارے سے دوڑنے لگے تھے۔گرے کانچ میں غیض و غضب ہلکورے لینے لگا۔

عاطر۔۔۔فاخر۔۔۔''سفیان ملک کی تیزوطرار چنگھاڑتی آواز پورے گھر میں مکمل طمطراق کے ساتھ گونجی تھی۔''

عاطر اور فاخر سفیان ملک کی ایک آواز میں اپنے روم سے گرتے پڑتے بھاگتے وہ دونوں سفیان ملک کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔دھڑکتے دل، پھولی سانسوں سمیت وہ سفیان ملک کو دیکھنے گے تھے۔

''جی سیفی بھائی۔''

''کیا ہے یہ؟کون لایا ہے اس کو اسٹور روم سے نکال کے؟''

آنکھوں میں،چہرے پر،انداز میں غصہ،اشتعال،ناراضگی، جاہ و جلال کے لیے جلے تاثرات تھے۔

عاطراورفاخرکوایسالگاان کی جان اب نکلی تب نکلی۔۔۔ سفیان ملک کا غصہ آج سوا نیزے پر تھا۔

سکندر ملک اور انشراح بھی اپنے اپنے روم سے باہر نکلے تھے۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔''سپاٹ لہجے میں وہ ایک بار پھر زور سے دہاڑا تھا۔''

''وہ۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔''

عاطر کا تو حلق خشک ہوگیا تھا، فاخر کی خوف سے ٹانگیں لرزنے لگیں تھیں۔ انشراح کو عاطر اور فاخر کی حالت پر ترس آگیا تھا، وہ آگے بڑھی۔

یہ میں لائی ہوں اسٹور روم سے۔''انشراح نے کافی اعتماد کے ساتھ بلا جھجھک سفیان ملک سے کہا۔ سفیان'' ملک نے نہایت کونخوار نظروں سے انشراح کو گھورا تھا اور طیش کے عالم میں اس کی طرف بڑھا۔ اس کے نازک بازو کو نہایت جارحانہ انداز میں اپنی چوڑی مظبوط ہتھیلی میں سختی سے دبوچ کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔

''تم ہوتی کون ہو میرے گھر کی چیزوں میں چھیڑ چھاڑ کرنے والی ''

گرے کانچ میں انگاروں کا طوفان لئے وہ ان سبز کانچ میں ایک تہلکہ مچا گیا تھا۔ اس کی دھڑکنیں

بے ربط ہونے لگی تھیں۔ غصہ و جلال میں تو اس نے سفیان ملک کو ہ میشہ ہی دیکھا تھا جب سے یہاں آئی تھی۔ مگر آج اس کے لہجے میں اشتعال ، ناراضگی، غیض و غضب کے ساتھ شدید نفرت بھی دیکھی تھی۔ اور اس شدید نفرت میں ایک ہلکی سی درد کی تحریر بھی رقم تھی۔ جسے سفیان ملک نے چھپانے کی بہت کوشش کی تھی مگر جانے کیسے اس پل انشراح پر یہ چھپا راز افشاں ہوگیا۔ ''آج کے بعد اگر میرے گھر کی کسی بھی چیز کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ ''سفیان ملک نے جتنی بیدردی اور سختی سے اس کا بازو دبوچا تھا اس سے کہیں زیادہ جھٹکے سے اس کو اپنی ہتھیلیوں سے آزاد کیا تھا۔

عاطر '' ! .....اس نے چیخ کر عاطر کو آواز دی تھی جو ڈرا سہما تیزی سے اس کے پاس آیا تھا۔ ''

''جج ...جی .... سیفی بھائی ''

یہ سارے الن م ر اٹھاؤ اور واپس سٹور میں پھینک کر آؤ اور خبردار اگر آئندہ کبھی یہ الن م ر باہر آئے تو۔'' ''جس چیز کی جگہ جہاں ہوتی ہے وہ وہیں اچھی لگتی ہے

سفیان ملک نے نہایت حقارت سے ان سبز کانچ میں گھورا تھا۔ اس کے لہجے میں موجود تحقیر و تضحیک انشراح کو بہت محسوس ہوئی تھی ۔ اس کے انداز میں جانے کیا تھاکہ اس کے گرین کانچ پر پہرا دیتی سیاہ گھنی پلکوں کی باڑ گلابی دہکتے عارض پر گرتی چلی گئی۔ جانے کیوں وہ کچھ بول نہیں سکی تھی۔ زبان تالو سے جا لگی تھی۔

عاطر تو پہلی فرصت میں وہ الن م

رلے کر رفو چکر ہو چکا تھا اور اس کے پیچھے فاخر بھی بھاگا تھا اس

ڈر سے کہ کہیں اس کی شامت نہ آ جائے۔ بھڑ کے چھتے کو چھیڑ دیا تھا ان لوگوں نے ،،،،،،ان تینوں کی سمجھ سے بالا تر تھا ۔آخر ایسا بھی کیا گناہ سر زد ہوگیا ہے ان لوگوں سے ------ایسا بھی

کیا ہے اس الن م

ر میں جو سفیان ملک مکمل طور پر جوالا مکھی بنا ہوا تھا ۔ ۔ ۔۔ اس کا فیملی البم ہے

جس میں اس کی اس کی فیملی ممبرز کی خوب صورت یادیں قید ہیں ۔اس کو تو خوش ہونا چاہیے پھر اس قدر غصہ طیش کیا معنی رکھتا ہے ۔

"سیفی --- میرے بچے --"

سکندر ملک کی غمزدہ آواز ابھری تھی ۔ وہ چلتے ہوئے سفیان ملک کے پاس آئے تھے ۔

دادا جان آپ تو جانتے ہیں نا سب کچھ تو آپ نے ان الن م "

ر کو سٹور روم سے کیوں نکلوایا

----نفرت کرتا ہوں میں ------اور میری اس شدید نفرت کو اس لڑکی نے بھڑکا دیا ہے

-------قسم کھا کے کہتا ہوں اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک وہ حشر کر چکا ہوتا کہ شاید خود کو بھی پہچاننا "مشکل ہو جاتا اس کا۔

انشراح کی جانب تلخی اور سختی کے لفظوں کے انگاری اچھالے تھے اس نے ---- اس کا بس نہیں چل رہا تھا کی گرے کانچ سے پھوٹتے شراروں میں ہی انشراح کا وجود جلا کر خاکستر کر دے بھسم کر دے۔

بیٹا انشراح بیٹی سے غلطی ہو گئی ہے۔ معاف کر دو اس کو۔ "سکندر ملک کو ن لکل اچھا نہیں لگا تھا کہ سفیا" ن ملک یوں انشراح کی بے عزتی کر رہا ہے مگر وہ سفیان ملک کے ب ے غصے سے بھی اچھی طرح واقف تھے جانے کس قوت اور طاقت نے اس کو باندھ رکھا تھا ورنہ وہ واقعی ہر شے کو تہس نہس کر دیتا۔

سمجھا لیں اس کو میں ہر بار معاف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ "غصہ آور ایک بھرپور نظر اس کے " جھکے سر پر ڈالتا چلا گیا تھا۔

سکندر ملک نے تاسف بھری نظروں سے جاتے ہوئے سفیان ملک پر ڈالی تھی اور ایک لمبی سانس کھینچتے ہوئے انشراح کے سر پر دست شفقت رکھا تھا۔

******

معی ید ----- رات کے دس بج گئے ہیں مگر عسکریم ابھی تک باہر نہیں نکلے۔ "زرینہ کے لہجے میں فکر" مندی جھلک رہی تھی۔ فکر تو معی ید علی کو بھی بہت ہو رہی تھی۔ مگر وہ عسکریم زیدی کا غصہ بھی بہت اچھی طرح جانتا تھا۔

غوثیہ "معی ی د علی نے ہلکے سے غوثیہ کو پکارا تھا۔"

جی --- "اس نے آہستگی سے کہا"

"کھانا تیار ہے ؟"

"جی -- آپ کہیں تو لگا دوں ٹیبل ۔"

"نہیں -- تم یوں کرو کہ ٹرے میں کھانا لے آؤ میں عسکریم کو کھلا دوں پھر ہمارے لیے ٹیبل لگا دینا ۔"

جی بہتر میں ابھی لے آتی ہوں --- "غوثیہ کچن کی جانب بڑھی -- کچھ ہی دیر میں غوثیہ ٹرے میں کھانا لے" آئی تھی ۔ معی ید علی زرینہ کے پاس سے کھڑا ہوا ۔

میں عسکر یم کو خود کھانا کھلا دوں گا آپ فکر مت کریں ۔ "اس نے زرینہ کو ہلکا سا دلا سا دیا ۔ معی ید علی" ٹرے لیے عسکریم زیدی کے بیڈ روم میں آہستگی سے داخل ہوا تھا ۔ کمرے کی حالت ابتر ہو رہی تھی ۔ کوئی بھی شے اپنے جگہ پر نہیں تھی اپنے جنونی غصے کا بھرپور استعمال اس نے اپنے بیڈ روم کی ہر شے پر کیا تھا ہر شے ماتم کناں تھی ۔ اپنی قسمت اپنی تقدیر پر رو رہی تھی ۔انسب پر سے ہوتی ہوئی نظر معی ید علی کی بیڈ، پر پڑی -- جہاں عسکر یم زیدی ٹانگ پر ٹانگ اور

آنکھوں پر بازو رکھے ی

ال ہوا تھا ۔ پاؤں کی ہلکی سی جنبش سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جاگ رہا ہے ۔

معی ی د علی دھرے دھیرے چلتا ہوا اس کے سر ہانے آکھڑا ہوا تھا ۔ کھانے کی ٹرے آرام سے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی تھی

عسکریم "بہت ساری ہمت مجتمع کر ے اس نے عسکریم زیدی کو پکارا تھا ۔ عسکریم زیدی نے آنکھوں سے" بازو تو نہیں ہٹایا تھا مگر ہاں ہلتے ہوئے پیر ضرور رک گئے تھے ۔

عسکریم اٹھو کھانا کھا لو پلیز ۔ "معی ید علی نے اس کا بازو تھا ما تھا ۔ عسکریم زیدی نے آنکھوں پر سے ہاتھ " ہٹا یا ۔ ہاتھوں پر خون جم چکا تھا ۔ اس کے ہاتھوں کے کٹ دیکھ کر اس کا اپنا دل کٹ کے رہ گیا تھا ۔ اس کو درد ہو رہا تھا تو کیا عسکریم کو درد نہیں ہو رہا تھا وہ اتنا سخت جان کیسے ہو سکتا ہے ، اس کا دل اتنا پتھر کیوں ہے

عسکریم زیدی نے معی ی د علی کو دیکھا ، عسکر یم زیدی کے بڑی بڑی آنکھیں سوج کر سرخ ہو رہی تھیں ۔ اور ،،،، ان سرخ آنکھوں میں اس کے لیے جتنے شکوے گلے تھے ۔ معی ی د علی کے دل کو زور سے دھکا لگا تھا عسکر یم زیدی کے سرد مہری نے معی ید علی کو شرمندگی میں مبتلا کر دیا تھا

-----مگر خدا گواہ ہے اس کا مقصد یہ نہیں تھا ۔

تم نے آج میرا دل دکھایا ہے ----اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا ----چلے جاؤ یہاں "
"سے ۔

معی ید علی بے شک ایک مضبوط عصاب کا مالک تھا مگر عسکریم زیدی کے اس وقت کا انداز اور الفاظ نے اسے اندر تک توڑ دیا تھا مگر وہ اگر ٹوٹ گیا تو عسکریم زیدی مزید بکھر جائے گا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی شخصیت کو مزید کوئی ایذا پہنچے ۔ اس لئے اس سے مزید کچھ بولے سائیڈ دراز سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا ------واش روم سے ایک باؤل میں نیم گرم پانی لے آیا ۔

"اٹھو ۔"

معی ید علی نے اس کا مضبوط آہنی بازو ہلکے سی تھاپ کر اٹھانا چاہا ۔

کہا نا مجھے اکیلا چھوڑ دو ۔ جاؤ یہاں سے ۔ "عسکری م زیدی نے اس کا ہاتھ جھڑکا تھا ۔ "اور میں نے کہہ دیا میں تمہیں اس طرح اکیلا نہیں چھوڑوں گا ۔۔۔اٹھو جلدی سے ۔ "اس کے جھڑکنے کو نظر انداز کئے ایک با پھر اس کو بازو سے تھام کر اٹھایا ۔

عسکریم زیدی نے پھر زیادہ حیل و حجت نہیں کی ۔ اور اس کو گھورتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا ۔ مگر ناراضگی برقرار رکھی اس کی ہر ناراضگی ہر نخرہ معی ید علی اپنی پلکوں پر رکھتا تھا ۔ وہ جانتا تھا کہ اگر عسکریم زیدی کسی کی بات مانتا تھا تو وہ صرف اور صرف معی ید علی ہی تھا ۔

معی ید علی نے ڈیٹول پانی میں ڈال کر روئی کی مدد سے دھیرے دیی ے اس کے زخم صاف کئے ۔ اچھی طرح زخم صاف کرنے کے بعد ٹیوب لگا کر بینڈج کی ۔

خود کو نقصان پہنچا کر درد نہیں ہوتا "معی ید علی کے لہجے میں درد بول رہا تھا ۔ جس کو عسکر یم زیدی نے " استہزائیہ انداز میں ہوا میں اڑایا تھا ۔

یہ درد کچھ نہیں اس کے مقابلے میں جو تم نے مجھے آج دیا ہے ۔ "معی ید علی نے تاسف بھری نظروں " سے اس کو دیکھا اور ایک سرد سانس کھینچتا ہوا ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے کھانے کی ٹرے اٹھائی ۔

"ہم اس موضوع پر بعد میں بات کریں گے پہلے تم کھانا کھا لو ۔ "

اس نے ایک لقمہ چکن کڑا ہی کا عسکر یم زید ی کے منہ میں ڈالا ۔ عسکر یم زیدی کو معی ید علی نے پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیا تھا ۔ اور اس کو دوا بھی کھلا دی ۔

" تم اب سکون سے سو جاؤ بلکہ یوں کرو نا دوسرے کمرے میں جا کر سو جاؤ تا کہ یہاں کی صفائی ہو جائے ۔ " معی ی د علی نے بغور بکھرا پھیلا ہوا کمرا دیکھا تھا ۔

نہیں سب کچھ جیسا پڑا ہے ویسا ہی رہنے دو ---- تم جاؤ اور یہ سب صبح ہی صفائی کروا دینا ۔ "اس کے " لہجے میں کانچ کے ٹوٹنے کی کھنک تھی ، اس کے دل کی حالت اس کمرے کی طرح ہی

بکھری ہوئی تھی ---- مگر وہ جانتا تھا کہ کچھ درد ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی سے بیان نہیں کیے جاتے ، شیئر نہیں کئے جاتے ۔

معی ید علی چپ چاپ کمرے سے باہر نکل گیا ، جانے سے پہلے لائیٹ آف کرنا نہیں بھولا تھا ۔ "کیسے ہیں عسکریم "معی ید علی کو باہر آتے دیکھ کر زرینہ نہایت بے قراری اور بے صبری سے آگے بڑھیں ۔ان کے ہاتھوں سے بہت خون بہہ رہا تھا ۔ وہ ٹھیک تو ہیں نا ۔

زرینہ کے لہجے میں فکر بول رہی تھی ۔ بے تابی ان کے ہر ہر عضو سے جھلک رہی تھی ۔

زرینہ خالہ عسکریم زیدی اب پہلے سے بہت بہتر ہے ۔ میں نے اس کے ہاتھوں پر بینڈج کر دی ہے ۔ اور" اپنے ہاتھوں سے کھانا بھی کھلا دیا ہے فکر کی اب کوئی بات نہیں ہے ۔ "معی ید علی ان کے دکھ کو سمجھ سکتا تھا سوائے تسلی کے ابھی کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔

"ایسا ہے کہ اب ہم لوگ بھی کھانا کھاتے ہیں ،،،،،، غوثیہ ٹیبل لگا دو ۔ "

"جی بس پانچ منٹ میں کھانا لگاتی ہوں ۔ "

مجھے بھوک نہیں ہے معی ید ۔ مجھے لگتا ہے میں نے بہت بڑی غلطی کر دی پاکستان آکر "شرمندگیوں " میں گھری متواتر آنکھوں سے بہتے اشکوں نے معی ی د علی کو بھی شرمندہ کر دیا تھا ۔

ایسے نہیں بولتے جو ہونا تھا ہو چکا اب عسکریم کو سمجھنا ہو گا ۔۔۔۔ ماضی میں جو غلطیاں سر زد ہوئیں ان پر پچھتانا صرف بے وقوفی ہے عقلمندی اس میں ہے کہ ہم اپنے آج میں جئیں اور آنے وال کل کو خوشی خوشی ویلکم کریں ۔"

معی ید کھانا لگا دیا ۔۔۔ "غوثیہ نے ہلکے سے کہا ۔"

"ٹھیک ہے ۔چلیں پہلے کھانا کھاتے ہیں پھر آگے کا لائحہ عمل سوچتے ہیں ۔"

****

سکندر ملک سٹڈی روم میں موجود راکنگ چیچ کی بیک سے سر کو ٹکائے آنکھوں کو بند کئے کہیں نہایت دور بھٹک رہے تھے ان کے چہرے پر تاریکی ۔ کرب کی پرچھائی تھی تو بند آنکھوں کی پتلیوں پر درد کی لکیریں ۔۔۔۔۔ان کی ہر سوچ زخم زخم تھی جہاں سے آج بھی لہو بہہ رہا تھا ۔ دروازے پر کھڑی انشراح بغور ان کو دیکھ رہی تھی ۔ سکندر ملک کے چہرے سے جھلکتی اداسی انشراح کی آنکھوں سے چھپی نہیں رہ سکی تھی ۔

دادا جان "انشراح نے نہایت آہستگی سے پکارا تھا ۔ سکندر ملک جو راکنگ"

ی چ پر ہولے ہولے

جھول رہے تھے انشراح کے آواز پر رک گئے ،آنکھیں وا کیں تو سامنے انشراح کو کھڑے پایا ۔ "ارے انشراح بیٹی تم ۔۔۔۔ سب خیریت تو ہے نا ۔ "سکندر ملک سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تھے ۔ جی سب ٹھیک ہے ۔۔ "اس کی لہجے میں افسردگی تھی جسے سکندر ملک نے گہرائی سے محسوس کیا تھا ۔

میں جانتا ہوں آج جو ہوا وہ صحیح نہیں ہوا مگر آج اگر سفیان کی لہجے میں اس قدر کڑواہٹ ہے تو میں سمجھتا" ہوں کہ وہ بر حق ہے ۔۔۔۔ نفرت کی جو آگ اس کے دل میں لگی ہے اس آگ کو لگا کر جانے والی جانے کہا

ں اپنی دنیا میں اپنی خوشیوں میں مگن ہے ---- اس کو تو یہ احساس بھی نہیں کہ نفرت کی یہ چنگاریاں سفیان " کے وجود کو ہی نہیں اس کے روح کو بھی پناہوں میں جکڑ چکی تھی ۔

سکندر ملک کے لہجے میں خطرناک حد تک سنجیدگی تھی ۔ ان کی ذو معنی باتوں میں انشراح الجھ چکی تھی مگر وہ جاننا چاہتی تھی سفیان ملک کی آنکھوں سے چھلکتا درد ایک عجیب سی محرومی اور ابھی سکندر ملک کی سنجیدگی میں ...ڈوبی زو معنی باتیں

کون جا چکا ہے،کون مگن ہے اپنی دنیا میں ...میں کچھ سمجھی نہیں دادا جان "انشراح نا سمجھی کیفیت میں " گھری الجھی الجھی نظروں سے سکندر ملک کو دیکھ رہی تھی

"قیصرہ ..سفیان کی ماں "

واٹ "انشراح کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کوئی وزنی پہاڑ اس کے اوپر آگرا ہو اس کے دل کو زبردست دھکا لگا" تھا

ہاں .....سفیان کی ماں ....اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر چلی گئی ، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب رہے گا کہ کسی کے ساتھ بھاگ گئی "ان کی آنکھوں اور چہرے پر نفرت کی پرچھائیاں تھی۔

انشراح کتنی ہی دیر تک سناٹے میں رہی تھی سفیان ملک کا لہجہ اس کا انداز عورتوں کے لیے بے اعتبار ی نفرت آج ساری گرہیں ایک ایک کر کے اس کے سامنے کھل گئی تھیں۔ آج سفیان ملک کے سارے زخم ایک ایک کر کے ادھڑتے چلے گئے تھے جو اس نے بہت سنبھال سنبھال اور سینت سینت کر رکھے تھے ان الن م ر نے سارے زخم ہرے کر دیے وہ یادیں وہ باتیں جو اس الن م ر میں قید تھیں آج پھر سے تازہ ہوگئی .سکندر ملک کا ٹوٹا بجھا لہجہ دوسری طرف انشراح نے فورا محسوس کر لیا تھا

".دادا جان ..یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے نا "

ارے نہیں بیٹا ...ایک نہ ایک دن یہ سچائی سامنے آنی ہی تھی تو وہ دن آج ہی سہی "..انھوں نے نرمی " سے کہتے ہوئے اس کو دیکھا بلکہ سائیڈ پر رکھی لکڑی کی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا

کیا سوچ رہی ہو "سکندر ملک نے انشراح کے پر سوچ چہرے کو بغور دیکھا "

ایک عورت ہر رشتے سے بے وفائی کر سکتی ہے اپنے مفاد کے لئے اپنی غرض کے لیے یا کبھی اپنی مجبوری " کے لیے ہر رشتہ چھوڑ سکتی ہے ہر رشتہ توڑ سکتی ہے مگر ماں کا رشتہ ......ماں کا رشتہ تو

ہر رشتے پر بھاری ہوتا ہے وہ اپنی اولاد کے لیے ہر رشتے کی قربانی دے سکتی ہے اپنی اولاد کیخاطر ہر طاقت ور سے طاقتور رشتے سے لڑ سکتی ہے مقابلہ کر سکتی ہے مگر اپنی اولاد پر زرا سی بھی آنچ بھی نہیں آنے دے "سکتی ...ہلکی سی پریشانی ہلکی سی مصیبت اپنی اولاد پہ برداشت نہیں کر سکتی۔

مگر کچھ ماں قیصرہ جیسی بھی ہو سکتی ہیں اپنی نفس اپنی خواہشات کی غلام ....جنہیں اپنے آپ پر غرور ہوتا " ہےاپنے حسن کی نمائش اپنے جسم کو سراہے جانے کا شوق ہوتا ہے جنہیں اپنی خوبصورتی کے آگے ہر شے ہیچ لگتی ہے پھر چاہے وہ اس کا شوہر ہو یا اس کی اپنی سگی اولاد ہی کیوں نہ ہو"سکندر ملک کے چہرے اور آنکھوں سے برہمی اور غصہ عیاں تھا

انشراح اتنی نا سمجھ نہیں تھی کہ جو سکندر ملک کی باتوں کا اشارہ اور ان میں چھپی نفرت کی چنگاریوں کو نہ سمجھ سکتی صحیح معنوں میں وہ آج جان پائی تھی سفیان ملک کی عورت ذات سے نفرت کو.اسے اپنے گھر میں کیوں

کسی عورت ذات کا زکر اس کا وجود برداشت نہیں ہے کیوں وہ ٹی وی پر ایسا پروگرام نہیں دیکھتا جس میں عورت کا کردار ہو

انشراح سے شادی کرنا بھی اس کی زندگی کے پلان کا حصہ ہے اس کا، اعتبار .اعتماد اٹھا ہوا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ عاطر اور فاخر کو بھی یہ احساس دلائے کہ یہ صنف صرف اور صرف نفرت کے قابل ہے ۔ عزت اور محبت کی حقدار نہیں اس کو بار بار طعنہ دینا اور یہ احساس دلانا کہ تم عورتوں سے یہی امید ہے تم لوگ صرف اسی کام کے لیئے ہی دنیا میں آئی ہو۔۔۔۔۔ مگر وہ سفیان ملک کی ہر سوچ بدل دے گی ، ،،،اس کی بے پناہ نفرت کو بارآور کروا دے گی کہ ہر عورت قیصرہ جیسی نہیں ہوتی ۔۔۔۔۔۔ بے شک ماں جیسے مقدس رشتے سے اس نے دھوکہ کھایا ہے

کتنی ہی دیر تک وہ صوفے پر بیٹھی جہازی سائیز پر سوتے سفیان ملک کے چہرے کو بغور تکتی چلی گئی ۔۔۔۔۔اس وقت بھی اس کی چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی ۔ بند آنکھوں کے پیچھے نفرت کا ایک جہاں آباد تھا ۔۔ یقیناً شریانوں میں خون کی جگہ لاوا بہہ رہا تھا ۔ صنف نازک سے نفرت شدید نفرت کی وجہ وہ آج جان پائی تھی ۔۔۔۔دھوکہ کسی لڑکی سے ملتا کوئی لڑکی محبت میں بے وفائی کرتی تو شاید اس کو صبر آ جاتا ۔ مگر دھوکہ دینے والی بھی اس کی سگی ماں ہی تھی ۔۔۔جسے اپنی اولاد کی خوشیوں سے بڑھ کر اپنی خواہشات عزیز تھی ۔

تو سفیان ملک کی نفرت بے وجہ نہیں ۔۔۔۔مگر اب اس کو سمجھنا ہو گا ماننا ہو گا ، جاننا ہو گا اور یقین بھی کرنا ہو گا ہر عورت ایک جیسی نہیں ہوتی ۔۔۔۔ ہر ماں قیصرہ کی طرح نفس کی خواہشات کی غلام نہیں ہوتی ۔

جانے کتنا وقت بیت گیا اندازہ تو تب ہوا جب فجر کی اذانیں اس کی سماعت میں گونجنے لگی تھیں پوری رات سوچتے سوچتے گزار دی جس کی ہر سوچ سفیان ملک سے شروع ہو کے سفیان ملک پر ختم ہوئی تھی

ایک ہی پوذیشن میں بیٹھے بیٹھے اس کی کمر درد کرنے لگی تھی ---ایک لمبی سانس لیتی وہ اٹھی اور وضو کرنے واش روم آئی تھی

★★★★★★

ت اوڑھے تکیہ کو بازوؤں میں دبائے پر سکون نیند کے مزے لے رہا تھا، گندمی معین علی ن ل ی یک رنگت ، بلوریں آنکھوں والا یہ شخص غوثیہ کی رگ جان بن گیا تھا، یہ اس کی زندگی کا ساتھی اس کا پیار ہے ۔ اس کی آتی جاتی سانسوں میں مہکتی خوشبو دھڑکتی دھڑکنوں کی پہلی دھڑکن اس کے دل کا امین۔ جس نے اس کی سیاہ نین کٹوروں میں سہانے خوان سجائے زندگی میں آنے والے سرد و گرم سے محفوظ رکھا۔ جس کے مضبوط کسرتی بازؤں میں مقید وہ خود کو محفوظ تصور کرتی ہے اس کے احساس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اس کا سائبا ن ہے اس کے سر کا آنچل ہے ۔ جو اس پر کبھی کسی مشکل سایہ تک نہیں آنے دے گا ۔

کتنی ہی دیر تک غوثیہ اس کی پاس بیٹھی اس کی چہرے کے ہر نقوش کو بغور دیکھ رہی تھی اس کی بند پلکوں کے پیچھے چھپ ان بلوریں آنکھوں کی تحریر پڑھ رہی تھی ،،،،،،،اس کو شرارت سوجھی ---- گلابی لبوں پہ شرارتی مسکراہٹ سجائے وہ اس کے کان پر جھکی تھی ، اور اک ہلکی سی پھونک اس کے کان میں ماری تھی ۔

خوشبوں میں ڈوبے اس وجود کا احساس معی ی د علی کی نس نس میں سرائیت کر گیا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر چاہت بھری مسکراہٹ رینگ گئی تھی بند پلکوں میں جنبش ہوئی ----- بلوریں آنکھوں میں پیار اور چاہتوں کا جہان آباد کئے اس نے ہولے سے آنکھیں کھولیں

گڈ مارننگ -- "غوثیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور سیدھی ہو بیٹھی ۔ "

"مارننگ جان معی ید ۔ "

" ویسے کیا میں جان سکتی ہوں آج آپ کا کیا ارادہ ہے "

گندمی رنگت میں چاہت کے رنگ پنہاں تھے تو سیاہ نین میں عشق کی داستاں رقم تھی ۔ جس نے معی ید علی کو شوخیوں پر اکسایا تھا ۔

ارادے تو نیک ہیں بشرطیکہ تمہارا ساتھ ہونا لازمی ہے اور تمہارے ایک اشارے کی دیر ہے "معی ید علی کے " چہرے اور آنکھوں میں بڑی معنی خیز سی مسکراہٹ ابھری تھی ۔ غوثیہ اس کی معنی خیز مسکراہٹ اور اس میں موجود شرارت کا مطلب سمجھ گئی تھی ۔اس کی گندمی رنگت میں شرم و حیا کی لالی نے اور آنکھوں کی لرزتی گھنیری پلکوں کی باڑ نے معی ید علی کو مزید دیوانہ بنا دیا تھا ۔ اس نے ایک ہی جسد میں اس کی مرمریں کلائی تھامے اپنی جانب کھینچا ۔ اس کی اس نئی افتادہ پر غوثیہ اس پر جھکی تھی ۔ دوپٹے میں چھپے اس کی سیاہ ریشمی اور سلکی بالوں کا گچھا آبشار کی طرح آگے کو پھیلتا چلا گیا ۔

*****

پری وش کچن میں موجود ناشتہ ریڈی کر رہی تھی جب ہی زرینہ وہاں چلی آئی تھیں ۔ ہلکی سی آہٹ پر پری وش نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تھا ۔

اسلام علیکم --" پری وش نے دھیرے سے سلام کیا ۔ "

وعلیکم اسلام -- جیتی رہیے ۔ "زرینہ نے نہایت خوش اسلوبی سے سلام کا جواب دینے کے ساتھ دعا سے " "بھی نوازا تھا ، پری وش ہلکے سے مسکرا دی۔ "آپ کو بھوک لگ رہی ہوگی بس ناشتہ ریڈی ہے ۔

کچن میں زرینہ کے آنے کا اس نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا ، ساتھ کھڑی ہیلپ کرتی ملازمہ کو ٹرالی میں برتن رکھنے کا بھی اشارہ کر دیا تھا ۔

نہیں مجھے بھوک نہیں لگ رہی --- انھوں نے بس اتنا کہا اور کام کرتی پری وش کو بغور تکنے لگی تھیں ۔

میدے جیسی رنگت پر بڑی بڑی آنکھیں اس پر پہرا دیتی سیاہ گھنی خم دار پلکیں ، نازک سی اپسراوں جیسا حسن رکھنے والی ۔ جس کی معصومیت میں بھی خوبصورتی چھپی ہے --- وہ جو ان کے اکلوتے بیٹے عسکریم زیدی کی منکوحہ ہے۔ جو بھلے ہی عسکریم زیدی کی ضد کی وجہ سے اس کی زندگی میں شامل ہوئی ہے مگر وہ یقین سی کہہ سکتی ہیں کہ پری وش صرف عسکریم زیدی کی ضد اس کا انتقام نہیں ہے وہ یقینا دل کو چھو لینے والا ایسا جذبہ ہے جس نے پری وش کو زبردستی اپنی زندگی میں شامل کیا ہے ------جو ابھی اپنے غصہ اور جنونی انتقام کی وجہ سے دیکھ نہیں پا رہا---- مگر جب یہ غیض و غضب کا انتقام کا پردہ اس کی آنکھوں سے ہٹے گا تو ہر منظر صاف و شفاف نظر آئے گا ۔

ارے زرینہ انٹی آپ "اسی دوران غوثیہ بھی وہاں چلی آئی تھی "

" غوثیہ بھابھی ناشتہ تیار ہو گیا ہے"

زرینہ کو اس طرح یک ٹک اپنی طرف دیکھنے پر اس کی لہجے میں جھجک سی پیدا ہو گئی تھی ------وہ عسکریم زیدی کی ماما ہیں جانے اس کے بارے میں کیا سوچ رہی ہوں گی ۔

تھینکس پری وش---- "اس نے مسکرا کر اس کو دیکھا تھا"

"چلیں زرینہ آنٹی ناشتہ کر لیں معید بھی آتے ہی ہوں گے ۔ "

نہیں ابھی میرا دل نہیں عسکریم کھا لیں تو مجھے سکون آ جائے ۔ میں ان کو دیکھنا چاہتی ہوں"

----جانے کیسی ہو گی ان کی طبیعت ۔ "زرینہ کے چہرے اور آنکھوں میں فکر مندی کے آثار تھے تو لہجے میں ممتا کی خوشبو، نرماہٹ ، بے چینی ، بے بسی ۔

Classic Urdu Material
اردو میٹیریل

پری وش نے یہ سب گہرائی سے نوٹس کیا تھا لائیٹ پرپل کی سادہ سلک کی ساڑھی میں ملبوس یہ ماں کتنی مجبور تھی جو اپنے بیٹے کے پاس جانا چاہتی تھی ۔۔۔ مگر وہ بیٹا کس قدر بے حس ، بے درد بنا ہوا تھا جو ایک نظر اپنی ماں کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا ۔

اس لمحے پری وش کو عسکریم زیدی پر حد درجہ غصہ آیا تھا دل تو چاہا کہ بری طرح جھنجوڑ کر رکھ دے ۔۔۔۔مگر وہ تو خود اس ظالم و جابر انسان سے خوفزدہ رہتی تھی ۔ اس کی ایک غصہ آور نظر سے سہم جاتی تھی ۔اس کے بولنے سے اس کا دل زور زور سے اس طرح دھڑکنے لگتا جیسے پسلیوں کی مضبوط دیوار توڑ کر باہر نکل آئے گا۔

.غوثیہ نے ناشتہ ٹیبل پر لگا دیا تھا م ع ی ید علی بیڈ روم سے تیار ہو کر نکل آیا تھا

آپ لوگ ناشتہ کریں میں عسکریم کو دیکھ لوں "مع ی ی د علی نے ناشتہ کی ٹیبل پر گاڑی کی چابی اور" موبائل رکھا۔

م عی ی د " !زرینہ کی لہجے میں ممتا کی تڑپ تھی .ایک درد ایک کرب تھا جسے ان تینوں نے دل سے " محسوس کیا تھا۔

عید علی جو عسکریم زیدی کے روم کی جانب بڑھ رہا تھا واپس پلٹا اور زرینہ کے پاس آکر انہیں خود سے لگا کر ان کے بالوں میں ہلکے سے بوسہ دیا

میں آپ کا درد آپ کی تڑپ سمجھ سکتا ہوں زرینہ خالہ .مگر کچھ وقت اور تکلیف دہ لمحات میں "

سے آپ کو گزرنا پڑے گا۔ انشا اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا''مع ی ید علی نے زرینہ کو چ پر بٹھایا اور تسلی دیتا عسکریم زیدی کے روم کی جانب بڑھ گیا

م ع ی ید علی نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا بیڈ پر نظر ڈالی تو شاکڈ رہ گیا اور تیزی سے بیڈ کی طرف بڑھا عسکریم زیدی اپنے ہاتھوں کی بینڈج کھول رہا تھا وہاں سے خون بہہ رہا تھا

عسکریم یہ کیا کر رہے ہو پاگل ہوئے ہو کیا مع ی ی د علی اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا"

تم یوں کرو میرے ساتھ ہسپتال چلو ابھی "م عی ی د علی کو بہت تکلیف ہو رہی تھی اس کا زخم دیکھ کر " ہی۔

میرے لیے یہ چھوٹی موٹی تکلیفیں کوئی معنی نہیں رکھتیں "اس کی لہجے میں تلخی تھی اس قدر خون بہہ رہا" تھا مگر چہرے پر درد کا معمولی سا بھی شائبہ نہیں تھا وہی چٹانوں جیسی سختی اور مضبوطی تھی جو اس کا خاصہ رہا ہے.

جانتا ہوں فولاد کا دل لے کر آئے ہو "ناراضگی سے کہتے ہوئے واش روم سے نیم گرم پانی چھوٹے سے ٹب" میں لے آیا۔ اور سائیڈ ٹیبل سے فرسٹ ایڈ باکس لے آیا۔ ڈیٹول اور روئی سے پہلے خون کو صاف کیا پھر اچھی ، طرح سے بینڈیج کی

"ناشتہ یہی لے آؤں ---- بلکہ یوں کرو اش روم سے نکلو صفائی کروا دوں گا۔"

" ناشتہ کرنے کا ابھی موڈ نہیں ہے ۔ ہاں کمرہ دیکھ کر مجھے وحشت ہو رہی ہے صفائی کرواو یہاں کی

دونوں روم سے باہر نکل آئے تھے ------ زرینہ چاہ کر بھی اپنے لخت جگر کے پاس نہیں جا سکتی تھیں ۔ ان کی آنکھوں سے چند موتی ٹوٹ کر گالوں پر پھسلتے چلے گئے تھے ۔ٹیبل پر رکھے ان کے ہاتھ کو غوثیہ نے نرمی سے دبایا تھا ۔ اور آنکھوں کے اشارے سے سب ٹھیک ہو جائے گا کی تسلی دی تھی ۔ عسکریم زیدی ہال میں صوفے پر آ بیٹھا تھا۔ معی ید علی جب پوری طرح مطمئن ہو گیا اس کی جانب سے تو وہ ناشتے کی ٹیبل کی طرف بڑھ گیا

" غوثیہ "

" جی "

عسکریم کا بیڈ روم بہت خراب ہو گیا ہے ایسا کرتا ہوں کہ میں فرنیچر اور کارپٹ چینج کروا دیتا ہوں ۔ تم یوں کرنا "
" کچھ دیر تک عسکریم کو ناشتے کا پوچھ لینا ۔

ٹھیک ہے "اس نے گرم چائے کا کپ اس کو تھمایا پلیٹ میں ہاف فرائی انڈا اور فرائی توس آگے رکھا ۔ "

****

سفیان ملک صبح بغیر ناشتے کے ہی چلا گیا تھا سکندر ملک جانتے تھے سفیان کا غصہ ابھی اترا نہیں وہ ناراض ہے ، خفا ہے ------ کل جو کچھ ہوا وہ صحیح نہیں ہوا ------قیصرہ جو اس کی سگی ماں تھیں نفرت کرتا تھا وہ اپنی سگی ماں سے جو عاطرا ور فاخر کی پیدائیش کے دو ماہ بعد ہی کسی آدمی کے ساتھ ملک سے باہر چھوڑ گئی تھیں ۔ نہ ہی سفیان ملک کا لڑکپن روک سکا نہ ہی عاطر اور فاخر کا بچپن ان کی ننھی ننھی سی صورت ------ وہ ہر زنجیر سے آزاد اپنے جذبوں اپنے خوابوں خواہشوں کو نئی کہانی دینے چلی تھی ۔ اسی غم نے فرہاد ملک کو

اپنے اندر نگل لیا تھا-----اس نے قیصرہ کی بے وفائی پر خودکشی کر لی تھی ۔ انشراح کو آج بہت افسوس ہوا تھا کہ سفیان ملک بغیر ناشتے کے چلا گیا تھا عاطر اور فاخر بھی کالج چلے گئے تھے کیونکہ آج ان کا پہلا پیپر تھا گھر میں صرف سکندر ملک اور انشراح ہی بچے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ سفیان ملک کی زندگی میں کبھی کوئی لڑکی نہیں آئی اور اگر آئی بھی تو کبھی کسی نے خلوص سے ہاتھ بھی بڑھایا تو سیفی نے نہایت ہی بے دردی سے اس کو نظر انداز کر دیا اس کو جھٹک دیا سیفی اپنے خول میں ہی قید رہا

سکندر ملک کے لہجے میں نارسائی کا دکھ ہلکورے لے رہا تھا ان کے دل کے درد کو انشراح دل سے محسوس کر سکتی تھی

.یہی بات ہے جو سیفی ہر عورت کو ایک ہی نظر سے دیکھتا آ رہا تھا یہ شادی بھی زور زبردستی کیبنیاد پر کی ہے انشراح بیٹا میرے سیفی کو اب تم ہی سنبھال سکتی ہو وعدہ کرو بیٹا اس کے ٹوٹے کرچی کرچی دل کو تم جوڑ دو "گی .عورت ذات سے جو اس کا اعتبار اٹھ چکا ہے .اس کو صرف تم ہی لوٹا سکتی ہو.....وعدہ کرو بیٹی

سکندر ملک کے لہجے میں امید تھی آس تھی .وہ دھیمے اور دکھی لہجے میں اس سے جو وعدہ کر رہے تھے کیا وہ پوری اترے گی کیونکہ یہ وعدہ تو وہ جذباتی طور پر خود سے بھی کر چکی تھی مگر جب عمر کا چہرہ سامنے آیا تو سب .مٹی کا ڈھیر ہو گیا

بولو نا میری بچی چپ کیوں ہو؟ "سکندر ملک نے اس کی گہری خاموشی کو نوٹ کیا انشراح نے سکندر ملک کو" .دیکھا جو اس کو آس بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے

جی دادا جان میں کوشش کروں گی " .انشراح نے دانستہ ہلکی آواز میں کہا "

".مجھے یقین ہے تم بہت سمجھدار ہو انشاء اللہ اپنی کوشش میں فتح پاؤگی "

سکندر ملک کھڑے ہوئے اور ملائمت سے اس کو دیکھتے ہوئے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا ان کے جانے کے بعد انشراح کتنی ہی دیر تک یوں ہی .چپ چاپ بیٹھی رہی .بس ایک غیر مرئی نقطے کو دیکھتی رہی سکندر ملک کے التجایہ لب و لہجہ آس و امید بھری ضعیف نگاہیں جو اس پر ہی ٹکی ہوئی تھیں کیا، وہ ان کی امیدوں پر پوری طرح اتر پائے گی ..ان سے کیا گیا وعدہ پورا کر پائے گی ایک سے کیا گیا عہد توڑنے کے لئے دوسرا عہد کر پائے گی .عمر سے کی ہوئی محبت کی عمر صرف اتنی ہی ہے۔ وہ کیسے کسی اور محبت کو تخلیق کر پائے گی یہ سب کرنا تو دور سوچنا بھی بہت مشکل ہے

ایسے مرحلوں سے گزرنا برہنہ پا انگاروں پر چلنے کے مترادف ہے اس کی ہر سوچ ریشمی دھاگوں کی طرح ایک دوسرے میں الجھی ہوئی تھی جس کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا

★★★★★★★★

عسکریم زیدی اپنے بیڈروم سے باہر آگیا تھا اور چلتا ہوا ڈرائی روم میں ہی آیا تھا .غوشیہ بہت ساری ہمت مجتمع کرتی ہوئی اس کی طرف آئی.

.عسکریم بھائی ناشتہ لے آؤں "بہت ڈرتے ڈرتے آہستہ سے بولی تھی "

عسکریم نے اس کو بناء دیکھے سر کو ہلکی سی جنبش دی تھی

تھوڑی ہی دیر میں غوشیہ ایک ٹرے میں ایک گلاس گرم دودھ ایک فرائی انڈا اور سلائیس لے آئی تھی .اور ساتھ ہی مکھن .جیلی اور جوس تھا کہ جانے وہ کیا چیز کھانا پسند کرے

ٹرے کو کانچ کی ٹیبل پر رکھ دیا اب اس کے دونوں ہاتھوں پر تو بینڈج بندھی ہوئی تھی وہ اسی شش و پنج میں پڑی ہوئی تھی کہ عسکریم کھائے گا کیسے. زرینہ دور سے بیٹھی یہ سب دیکھ رہی تھیں ان سے رہا نہ گیا تو وہ عسکریم زیدی کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئیں.

لاؤ میں اپنے ہاتھ سے کھلا دوں. "زرینہ کا ہاتھ جیسے ہی ٹرے کی جانب بڑھا عسکریم زیدی نے فورا ٹوک دیا

رہنے دیجیے آپ کو زحمت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں--- ".لہجے کی تلخی اور نفرت نے زرینہ کو شرمندہ کر دیا" تھا

عسکر یم زیدی نے متلاشی نظریں دوڑائیں تو پری وش نظر آگئی جو اپنے روم میں جا رہی تھی

"اے لڑکی .ادھر آؤ"

اس کی بھاری اور گمبھیر آواز پورے روم میں گونجی تھی پری وش وہیں کی وہیں ساکت و جامد رہ گئی تھی .وہ تو اب عسکریم زیدی کے سائے سے بھی خوفزدہ ہو گئی تھی جیسے ہی اس کو پتہ چلا کہ وہ روم سے باہر آگیا ہے وہ اپنے روم میں جانے لگی مگر برا ہو اس وقت کا جب عسکریم زیدی کی نظر اس پر پڑی تھی

...بہری ہو کیا میں تمہیں بلا رہا ہوں ادھر آؤ "وہی ڈرانے والا دھمکانے والا انداز ...جان نکال لینے والا لہجہ" سانس روکے وہ آہستہ آہستہ قدموں سے اس سے زرا فاصلے پر آ رکی تھی

جج جی "....دل دھڑکتا ہو اس کے حلق میں آگیا تھا .ہاتھ پیر خوف سے ٹھنڈے ہو گئے تھے"

.یہاں بیٹھو اور مجھے اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کراؤ " ...دھونس بھرا حکم تھا"

پیچھے کھڑی غوشیہ جس کی اپنی سانسیں رک گئی تھی کہ جانے کیوں وہ اتنے غصہ سے پری وش کو بلا رہا ہے مگر .اس کی فرمائش پر جہاں اس کی سانس بحال ہوئی وہیں اس کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ رینگ گئی تھی

پری وش کے ابھی بھی وہیں کھڑے رہنے پر عسکریم زیدی نے غصہ بھری نظر اس پر ڈالی .پری وش اندر تک سہم کر رہ گئی اور اس سے پہلے اس کے اندر کا جوالا مکھی باہر آتا وہ مرتی کیا نہ کرتی کے مصداق عسکریم زیدی کے سائیڈ والے صوفے پر بیٹھ گئی ۔ زرینہ نے چور، نظروں سے عسکریم زیدی کی طرف دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی

تمہارا تعلق جنات کی قوم سے ہے کیا ؟ "عسکریم زیدی نے سرد لہجے میں اس کے سہمے سہمے چہرے کی " طرف دیکھا جبکہ پری وش کو اس کا عجیب و غریب سوال پلے نہیں پڑا وہ نا سمجھ نظروں سے عسکریم زیدی کی طرف دیکھنے لگی تھی

بغیر ناشتے کو ہاتھ لگائے میرے منہ میں کیسے ڈال سکتی ہو ".عسکریم زیدی نے اس کی بڑی بڑی خوفزدہ " آنکھوں میں سختی سے دیکھا تھا اب پری وش کی سمجھ میں اس کی بات آگئی تھی اس نے آہستگی سے ٹرے اپنے آگے کھسکائی سلائس کا، ایک پیس اٹھایا اور انڈا توڑ کر اس کے منہ میں ڈالنے لگی۔

ایک کام کرو یہ سارے کا سارا ایک ساتھ ہی میرے منہ میں ڈال دو ۔کیونکہ میرا منہ تو کم اور کنواں زیادہ " "سمجھا ہوا ہے کہ جلدی جلدی سب ہی ڈالے جاؤ ۔

پری وش یہاں سے عسکریم زیدی کی نظروں سے جلد سے جلد ہٹ جانا چاہتی تھی ۔اس لیے ایک کے بعد ایک لقمہ اس کے منہ میں ڈال رہی تھی اور اس جلد بازی کو عسکریم زیدی نے نوٹ کر لیا تھا۔

میرے ہاتھوں میں اگر بینڈیج نا ہوتی تو جس سپیڈ سے تم مجھے یہ کھلا رہی ہو آئی سوئیر اس سے زیادہ سپیڈ " "سے میں تمہیں کھلاتا ۔

اس کی دھمکی دینے والے انداز پر پری وش کی دل کی تیز ترین دھڑکنیں بے ربط ہونے لگی

تھیں۔ وہ جو لقمہ اس کی طرف لے جانے لگی تھی ڈر کے واپس پیچھے کر لیا تھا۔

اسی اثناء میں موبائل کی ٹون نے عسکریم زیدی کی توجہ اس جانب کھینچی تھی۔ ڈایئ ٹیبل پر غوشیہ فروٹس کاٹ رہی تھی ۔ ٹیبل پر رکھا اس کا فون مستقل بج رہا تھا غوشیہ نے جب سکرین پر

نمبر دیکھا تو فروٹس کاٹتے ہوئے اس کا ہاتھ بہکا تھا اور تیز دھار والا چاقو اس کی انگلی پر ہلکی سی

ضرب لگا گیا تھا۔ معمولی سا خون نکلا تھا، غوشیہ نے چاقو رکھا اور جلدی سے ٹ و باکس سے تین چار

ٹو نکال اپنی انگلی پر رکھ لیے تھے ۔ فون آف ہو چکا تھا ۔۔۔ مگر پھر سے بیل ہونا شروع ہو چکی تھی ۔ غوشیہ کے چہرے پر ڈر اور خوف کے سائے منڈلا نے شروع ہو گئے تھے تو آنکھوں سے وحشت اور دہشت کے رنگ واضع تھے ۔۔۔۔اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ صاف ظاہر تھی ۔ جس نے عسکریم زیدی کے اندر بہت سے شک وشبہات پیدا کر دیے تھے ،اور یہ کوئی پہلی بار نہیں تھا وہ تین بار یہ منظر دیکھ چکا تھا ۔۔۔آخر کس کا فون ہے کیوں وہ اتنے خوف و ہراس میں مبتلا ہوجاتی ہے ۔ اس کی کندنی رنگت میں سفیدی سی کیوں گھل جاتی ہے۔

غوشیہ کی نظریوں ہی اوپر کو اٹھی تھی تو جیسے دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا۔

سکریم زیدی کی پوری توجہ اس کی جانب تھی ۔ غوشیہ نے ایک دم سے اس سے نظریں چرائی تھی۔ جو عسکریم زیدی کی زیرک نگاہوں سے چھپی نہیں رہ سکی تھی ۔ غوشیہ کے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی تھی ۔ اس

نے یہاں سے جانے میں ہی عافیت جانی تھی --- وہ کھڑی ہو گئی اور فروٹس کا باؤل لے کر وہاں سے ہٹتی چلی گئی تھی --- عسکریم زیدی نے دور تک اس کو دیکھا تھا۔ پری وش نے دودھ کا گلاس اس کی ہونٹوں سے لگایا۔ عسکریم زیدی نے پری وش کو ایک نظر دیکھا اور پھر اس نے کچھ ہی گھونٹ میں دودھ کا گلاس ختم کر دیا تھا--- پری وش نے ناشتے کے برتن اٹھائے جانے ہی لگی تھی کہ عسکریم زیدی کی گھمبیر آواز نے پری وش کے قدموں کو روک لیا تھا

جی "وہ پلٹی تھی "

لنچ میں سپائیسی چکن بریانی اور میٹھے میں رس ملائی کھاؤں گا میں۔ "حکم صادر کرتا وہ وہیں صوفے پر لیٹنے لگا" تھا۔

پہلے ایک کام اور کرو یہ دونوں کشن میرے سرہانے پر لگاؤ۔ "پری وش کے اندر غصے کی جگہ جھنجھلاہٹ نے لے لی تھی وہ ناشتے کی ٹرے واپس ٹیبل پر رکھ کر اس کی حکم کی تعمیل کرنے لگی۔

******

یہ تو بہت تشویش ناک بات ہے معی ی د ۔ "سفیان ملک نے سنجیدگی سے معی ید علی کا پریشان چہرہ دیکھا"

ہاں ہے تو ، "معی ید علی کی چہرے اور آنکھوں میں لاتعداد سوچوں کی شکنیں تھی ۔ "

اگر برا نہ مانو تو ایک بات بولوں "بہت سوچ کر سفیان ملک نے کہا"

نہیں نہیں بولو کیا بات ہے ---- "معی ید علی نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔"

تمہیں نہیں لگتا کہ عسکریم کو کسی ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔اب دیکھ نا یہ تو ایک طرح سے بیماری ہے ،،، کبھی" خود کو نقصان پہنچاتا ہے اور کبھی دوسروں کو۔ "اس کا اشارہ پری وش کی طرف تھا جس کو معی ی د علی سمجھ

گیا تھا مگر جانتا تھا کہ وہ کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہا ------ معی ی د علی اور سفیان ایک جان اور دو قالب تھے ہر سکھ دکھ اور ہر خوشی میں شریک ----

ویسے اگر دیکھا جائے تو عسکریم کی یہ ہذیانی حالت کی ذمہ دار اس کی ماما ہیں -- یہ مائیں کیسی ہوتیں ہیں " جنھیں اپنی خواہشوں اپنے خوابوں کی آگے اپنے روتے بلکتے بچے ہی نظر نہیں آتے ۔ وہ یہ کیوں نہیں سوچتی ہیں کہ ان کی روتے بلکتے بچوں کو ان کی ضرورت ہے وہ یہ کیوں نہیں محسوس کر سکتی کہ وہ بچے توجہ چاہتے ہیں ۔ پیار چاہتے ہیں ---- "جذباتی رو میں بہہ کر وہ اپنے دکھوں کو مزید گہرا کر گیا تھا

وہ سب ٹھیک ہے ---- مگر یار زرینہ خالہ بہت شرمندہ ہیں پشیمان ہیں ---ماضی میں جو غلطیاں ان سے "سر زد ہوئیں ہیں وہ ان کا ازالہ چاہتی ہیں مداوا چاہتی ہیں ۔

ان کے شرمندہ ہونے پشیمان ہونے سے عسکریم زیدی کا ادھورا پن تو واپس نہیں آ سکتا وہ وقت واپس " نہیں آ سکتا ---- جو محرومی جو خلاء اس کی شخصیت میں آ چکا ہے تمہیں لگتا ہے کہ وہ اتنی آسانی سے دور ہو جائے گی ۔ "وہ الٹا اس سے سوال کرنے لگا تھا ۔

کوئی بھی کام مشکل ہوتا ہے مگر نا ممکن نہیں ہوتا ۔ اور مجھے پورا یقین ہے عسکریم کے اندر جو بھی خلاء یا " ، محرومی ہے وہ بہت جلد ختم ہو جائے گی ------ "اس کی بلوریں آنکھوں میں امید کی شمع روشن تھی ، سفیان ملک نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا جہاں سب کچھ ٹھیک ہو جانے کی تُ ج ی گی تھی ۔ یقین تھا بھروسہ تھا ، اعتماد تھا ۔ اور سفیان ملک نے تہہ دل سے اپنے جگری دوست کے لئے دعا کی تھی ------ مگر ماں کے نظر انداز کرنے کا دکھ کیا ہوتا ہے اس سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا

خیر ان سب باتوں کو چھوڑو یہ بتاؤ گھر میں سب کیسے ہیں ۔ "معی ی د علی نے ٹاپک چینج کر دیا تھا ٹھیک " " ہیں سب عاطر اور فاخر کے ایگزیمز چل رہے ہیں اور دادا جان کا اس سال حج پر جانے کاارادہ ہے

یہ تو بہت اچھی بات ہے -- "معی ی د علی نے خوش ہو کر کہا"

ہاں خوشی کی بات تو ہے پچھلے سال بھی جانا چاہ رہے تھے مگر عاطر اور فاخر کی وجہ سے مجبور ہو گئے ----- "
"مگر اب کوئی پریشانی نہیں ہے۔

میرا خیال ہے کہ انشراح بھابھی بہت اچھے سے سنبھال لیں گی میں نے دیکھا اور نوٹ کیا ہے جب سے " انشراح بھابھی اس گھر میں آئی ہیں تمہارے گھر میں رونق سی آگئی ہے بلکہ ہر شے ترتیب اور طریقے اور قرینے سے رکھے ملتی ہے ۔ ورنہ دونوں شرارتوں نے خوب دھماچوکڑی مچا رکھے تھی۔ بلکہ میں نے تو یہ بھی محسوس کیا ہے کہ کافی ٹھہراؤ سا آگیا ہے عاطر اور فاخر میں ان کی شرارتوں میں ---- "معی ید علی کے عنابی ہونٹوں پر ایک دلچسپ سی مسکراہٹ نے جگہ بنائی تھی ۔

یہ سب تو سفیان ملک نے بھی نوٹ نہیں کیا تھا نہ ہی محسوس کیا تھا--- شاید ضروری نہیں سمجھا---- اس کی گرے کانچ میں انشراح کا گلابی چہرہ سامنے آگیا--- مگر وہ تو اس پہ بھی توجہ نہیں دیتا تھا

اوہ ہاں یاد آیا------ "معی ی د علی کو اچانک ہی کچھ یاد آگیا"

کیا ----- "اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا تھا۔

"ہماری کمپنی میں جو عمر سعید نہیں ہے ۔ "

ہاں کیوں کیا ہوا عمر کو ۔ "اس کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا"

وہ وہاں دو سال کے کنٹریکٹ پر گیا تھا سنا ہے کسی جان ایلیا ایگن نامی لڑکی سے شادی کر لی ہے نیشنیلٹی "
"حاصل کرنے کے لیے ۔

وہاٹ ۔۔۔ ''سفیان ملک کو تو جیسے گیارہ ہزار وولٹ کا کرنٹ چھو گیا ہو ۔ پورا آسمان سر پر آگرا ہو ۔ ''

دھچکا اتنا زبردست تھا کہ کچھ بولنے کے لیے اس کے پاس لفظ ہی نہیں تھے ۔

تم اتنے پریشان کیوں ہو گئے یہ کوئی نئی بات تو نہیں اکثر پاکستانی لڑکے باہر ممالک میں جا کر یہی کرتے ''

''ہیں۔

معی ید تم نہیں جانتے کہ میری حیرانگی کی وجہ کیا ہے ۔ ''سفیان ملک نے جتاتی نظروں سے معی ی د علی ''

کی بلوریں آنکھوں میں جھانکا تھا ۔

معی ید علی جو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا یکدم سے اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا تھا ۔۔۔۔ لاتعداد سوچوں کی جو شکنیں اس کی پیشانی پر الجھی ہوئی تھی ۔ وہ سب ڈھیلی پڑتی چلی گئی تھیں ۔ سفیان ''معی ید ''علی کی کیفیت صدمے کی سی ہو گئی تھی ۔ ''تم کہیں وہ تو نہیں سوچ رہے جو میںنسوچ رہا ہوں ۔

'' ارے میرے پاس کوئی طلسماتی انگوٹھی تو ہے نہیں جو تیرے دماغ میں لگاؤں کہ تجھے سب پتہ چل جائے ''

دیکھ مجھے باتوںمیںن الجھانے کی ضرورت نہیں ہے میں تیری رگ رگ سے واقف ہوں ۔۔ ''معی ید علی نے ''

گھور کر اس کو دیکھا تھا ۔

جب واقف ہے تو کوئی فضول گوئی مت کرنا ۔ ''اس نے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑا تھا اور ی چ کی بیک سے ''

ٹیک لگا لی ۔

سفیان کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے اچھی طرح سوچ لینا ۔ ''معی ید علی کے چہرے اور انکھوں میں حد ''

درجہ سنجیدگی تھی ۔

میرا کیا فیصلہ ہونا ہے فیصلہ تو آج سے ایک سال پہلے ہی طے پا چکا ہے ---- "اس کے لبوں پر طنزیہ" مسکراہٹ تھی ۔

مطلب تیرے دل میں انشراح بھابھی کے لیے کوئی فی ل "

"یگ کوئی قدرو قیمت نہیں ۔

تجھے لگتا ہے کہ میرے دل میں ایسی کوئی گنجائش ہونی چاہیے ؟ "الٹا اسی سے سوال کیا تھا ۔ "

"کیوں نہیں ہونی چاہیے وہ تیری شریک حیات ہے "

اور کسی اور کی محبت کی شریک محبت بھی ---- "سفیان ملک کے ہر ہر عضو سے تلخی سی پھوٹ رہی تھی --- اس کی لفظوں سے بھکتے دھکتے انگاروں نے معی ی د علی کو ساکت و جامد ہی تو کر دیا تھا وہ جانتا تھا اچھی طرح سفیان ملک عورت ذات کو کس قدر بے اعتبار اور قابل نفرت سمجھتا ہے مگر ہر عورت کو ایک ہی کسوٹی پر پرکھنا ایک ہی نظر سے دیکھنا یہ سراسر بے وقوفی کے زمرے میں آتا ہے ----- وہ تو شاید یہ گمان کر چکا تھا کہ سفیان ملک کے اندر انشراح کے آنے سے لچک آگئی ہو گی اس کے دل میں جونک لگ گئی ہو گی ------- مگر وہ غلط تھا خوش فہمی کی دنیا میں جی رہا تھا اصل حقیقت تو یہ ہے کہ سفیان ملک کا دل پتھر کا ہے ---- جسے شاید کسی کی بھی محبت نہیں پگھلا سکتی -------وہ ٹوٹنا تو جانتا ہے مگر جھکنا اس کی شان کے خلاف ہے ۔

".عمر سعید وہاں شادی کر چکا ہے سفیان "

تو میں کیا کروں ".اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے جیسے یہ ذکر اس کی زنگی کا نہیں کسی اور کے بارے" میں کیا جا رہا ہے

".کیا مطلب کیا کروں ...انشراح بھابھی "

".انشراح سے میری دو سال کی کنٹریکٹ میرج ہے اب اس دوران کیا ہوتا ہے اس کا ذمے دار میں نہیں

میری سو چ کے مطابق یہ مخلوق نا قابل اعتبار ہوتی ہے اور تو انشراح کی اتنی ہی طرف داری کر رہا ہے تو بتا کیا وہ اعتبار کے قابل ہے اس نے شادی سے پہلے ایک نا معلوم سے دوستی کی

اس کو پسند کیا اس سے محبت کی یہاں تک کہ دو سال کی کنٹریکٹ میرج بھی کر لی مگر کیا ہوا جس لڑکے سے بے پناہ محبت کی بے پناہ چاہا اس لڑکے نے تو کہیں اور ہی شادی کر لی .تو کیا ہوا انشراح نے تو امانت میں .خیانت کر لی نا وہ محبت جو اس کے شوہر کی تھی وہ کسی نا محرم پر لٹا دی

"چلو مان لو

سفیان ملک آگے کو جھکا دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے۔

ایک پل کے لیے مان لو کسی بھی کمزور لمحے کی گرفت میں آ کر میں بہک جاتا ہوں .توجہ کے کچھ پل قربت " کے کچھ لمحے اس کی جھولی میں ڈال دیتا ہوں اور نتیجہ۔۔۔ اس لمحے کی وجہ سے ایک پھول ہماری زندگی میں آ جاتا تو کیا گارنٹی ہے انشراح اس پھول کی ایمانداری سے آبیاری کرے گی اس کی حفاظت کرے گی یا اپنی اس بے وفا محبت کی یاد میں مرجھا دے گی یا پھر تیز دھوپ میں اس خوبصورت پھول کو جھلستا .ٹھٹھرتی سردیوں میں کپکپاتا چھوڑ کر چلی جائے گی ".سفیان ملک کا اس قدر تلخ اور سپاٹ لہجہ لفظوں کا سرخ گرم انگاروں میں نفرت آمیز انداز ....

یہ انداز پہلے تو اس کا خاصہ نہیں تھا .یہ روپ پہلے تو نہیں دیکھا تھا .اس لہجے اس انداز میں جو نفرت شدید نفرت اس نے دیکھی تھی اسی نفرت میں کسی محرومی کی ہلکی سی چنگاری بھی جھلکی تھی

اس محرومی کی ہلکی سی چنگاری میں کیا اس کا وجود جھلس رہا ہے .

کوئی ادھورا پن ھے اس کی شخصیت میں جس کی لپیٹ میں وہ ہے اتنے ٹائم سے وہ ایک دوسرے کو جانتے ہیں ایک دوسرے کی عادتیں جانتے ہیں .پسند ناپسند ایک دوسرے کے مزاج سے واقف ہیں ....تو سفیان ... ملک کی زندگی کا کونسا ایسا حصہ کونسا ایسا راز ہے کہ جس سے وہ نا واقف ہے

جس سے سفیان ملک نے پردہ نہیں اٹھایا کبھی ....جس سے وہ آج بھی انجان ہے ...آج اس میں م ع ی ید علی نے عسکریم زیدی کی ہی جھلک دیکھی ہے

سفیان "اس نے ہلکے سے پکارا تھا "

میں سمجھتا تھا کہ میں تیرا بہت اچھا دوست ہوں ....مجھے فخر تھا اپنی دوستی پر مگر میں غلط تھا یار "...م ع " ی ید علی کے چہرے پر افسردگی بھری مسکراہٹ تھی

یا تو تو نے مجھے کبھی اعتبار کے بھروسے کے قابل نہیں سمجھا یا میری دوستی میں ہی کچھ کمی رہ گئی کہ میں " "...تیرے اندر کے دکھ کو پہچان نہیں پایا

سفیان ملک نے م عی ید علی کی بات پر غور کیا نا صرف بلکہ بڑی تیزی سے اس نے اپنے چہرے کے تاثرات کو نارمل بھی کیا تھا .انجانے میں اس سے آج شاید کچھ عیاں بھی ہو گیا ہے۔

عورت ذات سے نفرت یوں ہی بے سبب تو نہیں ان کی پر چھائی سے بھی دور بھاگنا، ان کے ذکر پر آنکھوں " میں نفرت کے شعلے دکھنا، انداز میں تلخی تو لہجے میں سرد کاٹ دار کانٹے اس سب کی وجہ کیا ہے میں آج تک

نہیں سمجھاکہ یونیورٹی میں لڑکیاں پاگل تھیں تیرے لیے .تجھے حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھیں .تو یہی وجہ تھی جو تو ان سے چڑ کر یہ سب کہتا رہا کرتا رہا .....مگر اصل حقیقت تو کچھ اور ہی ہے نا ....جو آج نا چاہتے ہوے بھی تیرے لہجے میں ظاہر ہو گئی۔ "مع ی ی د کی بلورین آنکھوں میں لاتعداد سوال ابھرنے لگے تھے .

سفیان ملک کتنی ہی دیر تک خاموش چپ چاپ ٹیبل پر رکھی فائل رکھتا رہا .یہ تو وہ راز تھا جو م ع ی ی د

یش نہیں کرنا چاہتا --- مگر جانے کیسے علی پر بھی عیاں نہیں کرنا چاہتا تھا اس دکھ کو کسی سے بھی نا دان شی گی میں یہ راز افشاں ہو گیا ---

اوں --- "معی ی د علی نے "اوں "کو بہت لمبا کھینچا تھا ۔ اور ایک سرد آہ لیتا ہوا ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے والے انداز میں بیچ سے آگے کو کھسکا---

ٹھیک ہے مجھے تیرا جواب تیری خاموشی سے مل گیا ہے ----بہر حال اس ٹاپک کو ہم یہاں ہی کلوز کرتے " ہیں ، ہماری دوستی میں کبھی کوئی فرق نہیں آئے گا ۔ "

" اچھا یہ بتا "برہان انٹر پرائیز ز "سے میٹنگ کا کیا ارادہ ہے ۔ "

ایسا ہی ہشاش بشاش لب و لہجہ ، وہی لا پروا انداز---- جیسے ابھی کچھ دیر پہلے ان دونوں کے درمیان کچھ نہ ہوا ہو ۔

معی ید "سفیان ملک کو خود پر بہت شرمندگی ہوئی تھی جس دوستی میں خوص ، سچائی نہ ہو وہ دوستی بے " کار ہے ----- معی ید علی کی دوستی میں تو پوری ایمانداری ، سچائی اور خلوص تھا۔شاید وہی پوری طرح دوستی نبھا نہیں سکا تھا۔ اپنی زندگی کا وہ اہم حصہ وہ کیسے چھپا گیا تھا---- کیا اس

کو معی ید علی پر بھروسہ نہیں تھا، اعتبار نہیں تھا----- یا وہ ڈر تھا---اپنے ادھورے پن کو اس

ی ش نہ کر کے شاید نہیں بلکہ یقینا اپنے جگری دوست کا دل دکھایا ہے نے معی ید علی سے

"مام کی ڈیتھ نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ ہم کو چھوڑ کر چلی گئی تھیں ۔ "

سفیان علی کے گہرے کانچ میں بچپن کی یادوں کے دکھ چمک رہے تھے ------ چہرے پر جا درد جا کرب کی تحریر رقم تھی وہ اس نے عسکریم زیدی کے چہرے اور آنکھوں میں بار ہا دیکھی تھی ----- اس وقت وہی تاریکی کے سائے اس کے چاروں طرف تھے جن سے باہر نکالنا چاہتا تھا معی ید علی اس کو۔

****

انشراح وارڈ روب کھولے سفیان کی ساری شرٹس نکال رہی تھی تا کہ ان سب کو استری کر کے ہینگ کر سکے ------ لائیٹ پرپل کلر کی شرٹ کو وہ غور سے دیکھنے لگی -----یہ شرٹ جب اس نے پہلی بار پہنی تھی تو اس کی گرین آنکھوں میں بے ساختہ ستائیش سی ابھری تھی اس ملّے کی گرفت اتنی پاور فل تھی کہ ہر سوچ یہی تھی کہ یہ شاندار سا بندہ اس کا ہے اس کا محرم اس کا شوہر ہے تو کیوں وہ اسکو دیکھنے میں جھجک محسوس

کرے ---- بس وہ ایک نظر بے ساختہ چند لمحوں کے یلیے سفیان ملک کو تکتے رہنا جانے کس جذ بے کے تحت یہ جرات یہ گستاخی سر زد ہو گیئتھی --- اس کی نگاہوں کی تپش تھی یا دیکھنے کے انداز میں کچھ ایسا خاص کہ وہ جو سفیان ملک لیپ ٹاپ پر بیٹھا اپنا آفس ورک مکمل کر رہا تھا -----اس کی نظروں کی گرمائش کی آنچ اپنے چہرے پر محسوس کر کے گرے کانچ اوپر کو اٹھائے تھے ----- اشراح کو یوں ٹکٹکی باندھے دیکھتے ہوئے سفیان ملک کو عجیب سا لگا تھا

ویلے آپ کو یہ کلر بہت سوٹ کر رہا ہے -- "ان لکل بلا ارادہ تعریف کر بیٹھی تھی گرین آنکھوں میں کو ئی ڈر" خوف نہیں تھا۔

سفیان ملک کو آنکھوں میں جو عجیب سا تاثر ابھرا تھا وہاں اب غصے اور اشتعال کے ملے جلے تاثرات نے جگہ بنالی تھی ۔

جسٹ شٹ اپ ----اگر ہوش میں نہیں ہو تو آنکھیں کھو لو اور نیند سے جاگو -----اور پھر غور سے دیکھو کہ " "میں عمر نہیں ہوں ۔

پتہ نہیں اس کو اتنا شدید غصہ کیونکر آیا تھا ۔ اس نے جھٹکے سے لیپ ٹاپ بند کیا اور غضب سے گھورتا ہوا وہا ں سے اٹھ کر باہر چلاگیا ۔اس کے یوں تنک کے جانے پر انشراح کے شنگرفی ہونٹوں پر شریر سی مسکراہٹ کھلی تھی ۔

اس دن کے بعد سے کبھی سفیان ملک نے یہ شرٹ نہیں پہنی تھی انشراح نے اپنا گلا بی ہاتھ اس کی شرٹ پر پھیرا تھا۔

اس دن سفیان ملک نے عمر کا طعنہ دیا تھا مگر جانے کیوں اسے نہ تو برا لگا تھا اور نہ ہی کوئی فرق پڑا تھا ---- عمر کا خیال تو اب خیال میں بھی نہیں آتا تھا۔ وہ جو بڑی بے چینی و بے صبری سے اس کے فون کا انتظار کرتی تھی اب

تو کتنے دن ہو جاتے نہ وہ فون کرتا نا انشراح یہاں سے کوئی ایس ایم ایس کرتی -----انشراح آئرن سٹینڈ کی طرف بڑھی اور سفیان کی ساری شرٹس پر آئرن کی اور وارڈ روب میں طریقے اور قرینے سے ہینگ کر دیا .

****

عسکریم زیدی کا ہاتھ پہلے سے بہت بہتر ہو گیا تھا۔اس کے زخم تو پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئے تھے مگر پہلے سے کچھ بہتری ضرور آئی تھی--- معی ید علی نے اسے آفس جانے نہیں دیا تھا۔گھر پر بیٹھے بیٹھے وہ بور ہو گیا تھا۔اس وقت بھی شام کے چھ بج رہے تھے۔سوچا لان میں کچھ دیر بیٹھ کے لیپ ٹاپ پر کوئی کام کر لیا جائے۔ساتھ ہی گرم چائے کا کہنے وہ پری وش کے روم میں جانے لگا تھا۔

تم کیوں میرے پیچھے پڑے ہو--خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو--میری شادی ہو گئی ہے--میں اپنے شوہر" معی ید سے بہت پیار کرتی ہوں۔ "گلوگیر لب و لہجے میں التجا تھی۔

غوثیہ فون پہ کسی سے بات کر رہی تھی۔اسی کے ساتھ پری وش موجود اس کے شانے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔انداز میں بے بسی آنکھوں میں آنسو--- عسکریم زیدی وہیں رک گیا تھا۔کہیں دنوں سے وہ نوٹ کر رہا تھا کہ کوئی بات ہے--کوئی ہے جس نے غوثیہ کو پریشان کیا ہوا ہے۔فون پر جو نمبر آتا ہے وہ نمبر دیکھ کر اس کی سانسیں کیوں رک جاتی ہیں۔رنگت ہلدی کی طرح گرد

کیوں پڑ جاتی ہے۔

"خدا کے لئے میں تمھارے آگے۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی عسکریم زیدی نے اس کے ہاتھ سے فون چھین لیا۔۔۔غوثیہ نے پلٹ کر دیکھا۔۔اس کی تو جیسے ٹی گم ہو گئی۔۔دل اتنی زور زور سے دھڑکنے لگا جیسے پسلیوں کی مضبوط دیوار توڑ کر ابھی باہر آ جائے گا۔ساتھ کھڑی پری وش بھی سناٹے میں آ گئی تھی۔عسکریم زیدی کی بڑی بڑی سرخ آنکھیں اور ان آنکھوں میں غیض و غضب، غصے و اشتعال کے تاثرات جس نے ان دونوں کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔پری وش تو بیساختہ غوثیہ کے پیچھے چھپی تھی۔ عسکریم زیدی نے فون اپنے کان سے لگایا تھا۔

"مجھے یہ کہانیاں مت سنا۔۔تیری شادی ہو گئی ہے یا نہیں۔۔تو کسی سے محبت کرتی ہے یا نہیں۔ مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔۔میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تو صرف شیرافگن کی ہے۔ شیرافگن تجھ سے پیار کرتا ہے۔۔یہی بہت ہے میرے لئے۔۔اور اگر میرے تیرے درمیان کوئی آیا تو اس کی نسلیں ختم کر دوں گا۔بہتر یہی ہے کہ جلد از جلد واپس میرے پاس آ جا۔ "عسکریم زیدی کی آنکھوں میں خون دوڑ رہا تھا۔جسم کی شریانوں میں لاوا بہنے لگا تھا۔چہرے اور آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔۔۔غوثیہ کی سانسیں خشک ہونے لگی تھیں۔ایسا لگ رہا تھا جیسے جسم سے روح پرواز کر جائے گی۔

عسکریم زیدی نے فون آف کیا اور اپنی خونخوار نظروں سے ان سیاہ نینوں میں جھانکا جہاں خوف ہی خوف بھرا ہوا تھا۔

"اب آپ مجھے سب کچھ سچ سچ بتائیں گی یا اگلوانے کا کوئی دوسرا طریقہ نکالوں۔"

اس کا لہجہ سرد اور کاٹ دار تھا، عسکریم زیدی کے تلخ لفظوں کے انگاروں سے جیسے اس کی روح تک جھلس کر رہ گئی ہو۔بولنے کی ہمت وہ خود میں جتا نہیں پا رہی تھی۔

"میں اپنی بات دوبارہ سے دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔"

اس کے تیز غصے سے اس پہ کپکپی سی طاری ہو گئی۔ عسکریم زیدی کو بتانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔

"وہ۔۔۔۔شیرافگن۔۔۔"

اور پھر کچھ بھی چھپانا وہ بھی عسکریم زیدی سے۔۔اپنی شامت ہی بلانا تھا۔عسکریم زیدی نے ایک ایک لفظ بغور سنا تھا۔

معی ید جانتا ہے یہ سب۔۔؟"اس نے آہستگی سے پوچھا۔"

معی ید صرف یہ جانتے ہیں کہ شیرافگن نامی غنڈہ میرے پیچھے پڑا ہوا تھا۔مجھے پریشان کرتا ہے۔مگر یہ نہیں کہ" "وہ آج بھی مجھے فون کر کے یا ایس ایم ایس کر کے پریشان کرتا ہے۔

اس کے لہجے میں بے بسی ہی بے بسی تھی۔نگاہیں نیچی کیے جیسے وہ اعتراف جرم کر رہی ہو۔۔ان سیاہ نینوں "سے آنسو کی جھڑی سی بہنے لگی تھی۔ "تو آپ نے بتایا کیوں نہیں معی ید کو یہ سب۔

مجھے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔شیرافگن نہایت خطرناک ہے اگر اس نے معی ید کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو۔۔۔میں زندہ" "نہیں رہ سکوں گی۔

"آپ جانتی ہیں معی ید کراٹے میں بلیک بیلٹ ہے۔"

جی میں جانتی ہوں۔۔مگر شیرافگن ایک مجرم ہے۔۔جرم کرنا یا کسی کو مارنا۔۔اس کے لیے کوئی بڑی بات" نہیں۔اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے اس کی بات نہیں مانی تو وہ۔۔۔۔ معی ی د کو جان "سے۔۔۔

لڑکھڑاتے لفظوں سمیت اسکی سسکی نکل گئی تھی۔عسکریم زیدی نے ایک لمبی سانس لی اور اپنا ہاتھ غوثیہ کے سر پہ رکھ دیا تھا۔

"معی ید کی طرف ایک آنکھ بھی کسی نے اٹھائی تو نسل کی نسل ختم کر دوں گا اسکی۔"

اس کے لہجے کی مضبوطی اور انداز میں پختگی نے غوثیہ کو سہارا دیا تھا۔مگر وہ شیرافگن کی بدمعاشی سے بھی اچھی طرح واقف تھی۔کسی کو بھی جان سے مار دینا اس کے بائیں ہاتھ کی بات تھی۔یہ سوچ کر ہی اس کے پورے بدن میں جھرجھری سی مچل گئی۔

"عسکریم بھائی۔۔۔وہ بہت خطرناک ہے۔"

وہ خطرناک ہے تو کیا ہوا۔۔۔ مجھ سے بڑا پاگل نہیں ہو گا۔ "غوثیہ کے ڈر کو بھی وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔"

"ٹھیک کہا ان سے بڑا پاگل کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔"

غوثیہ کے پیچھے چھپی پری وش کی زبان سے بالکل بیساختہ نکلا۔

عسکریم زیدی نے ذرا کی ذرا اس پر نظر ڈالی تھی اور اس ذرا کی ذرا نظر میں جو بات تھی پری وش گڑبڑا کر رہ گئی۔اس نے بیشک آہستہ سے کہا تھا مگر بھول گئی تھی کہ مقابل بھی قیامت کی سماعت رکھتا ہے۔

اب آپ بالکل فکرمند مت ہوں یہ کیس میں خود ہینڈل کروں گا۔۔۔دنیا جانتی ہے کہ اگر عسکریم زیدی مجرم کو" "اپنی گرفت میں جکڑ لے تو سانس لینے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔

اس نے پری وش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔اسکا اشارہ وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی مگر وہ ٹھیک ہی تو کہتا ہے کہ وہ سانس بھی اسکی اجازت سے لیتی ہے۔نکاح کے دو بول میں اپنے نام کے ساتھ باندھ لیا تو بھلا کوئی کیا کر سکتا ہے۔

سفیان ملک، انشراح، عاطر اور فاخر کے ہمراہ ائیرپورٹ آئے تھے۔آج صبح کی پہلی فلائٹ تھی۔ "بیٹا سیفی گھر کا اور سب کا بہت خیال رکھنا۔۔انشراح بیٹی کو بالکل پریشان مت کرنا۔وہ جیسا بھی کھانا بنائے کھا لینا چپ کر کے کھا لینا۔۔ڈانٹنا بالکل بھی نہیں۔"

سکندر ملک دھیرے دھیرے سفیان ملک کو سمجھا رہے تھے۔۔انشراح وہیں پاس کھڑی عاطر اور فاخر کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔

اور اگر عاطر اور فاخر کو غلطی کریں تو انھیں معاف کر دینا۔وہ ابھی چھوٹے ہیں۔۔بچے ہیں۔۔"

"نادان ہیں۔۔لمبے ہو گئے ہیں تو کیا ہوا عقل وہیں گھٹنوں میں رکھی ہے۔۔

وہ ہولے سے مسکرا دیے۔

وہ دیکھو انشراح سے بھی کتنے گھل مل گئے ہیں۔بات بات پر شرارتیں ،ہنسی مذاق، یہی خوبصورت زندگی ہے" جس میں کوئی دکھ ،غم کوئی فکر نہیں۔"

سفیان ملک نے گردن موڑ کے دیکھا۔دونوں کے چہروں پر معصومیت اور اس معصومیت میں شرارتیں۔۔ سفیان ملک کے لبوں پر بےاختیار مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"اور تم دونوں ادھر آؤ۔۔۔"

سکندر ملک نے عاطر اور فاخر کو اپنے پاس بلایا۔۔۔دونوں مسکراتے ہوئے چلے آئے۔

میں چالیس دن کے لئے جا رہا ہوں اور ہو سکتا ہے دن آگے بھی بڑھا لوں۔۔مگر اس دوران مجھے"

تم لوگوں کی کوئی شکایت نہیں ملنی چاہی نے--کوئی دھما چوکڑی--کوئی شرارت نہیں---ج شط رح کلاس کے سب سے شرارتی بچے کو کلاس کا مانیٹر بنا دیا جاتا ہے-اسی طرح گھر کی ذمہ داری تم دونوں پر ڈال کر جا رہا ہوں ''میں--اسی لئے جیسا چھوڑ کے جا رہا ہوں ویسا ہی گھر مجھے ملے-- سن رہے ہو نا---

سکندر ملک کے کہنے پہ ایک نے سر کھجایا تو دوسرا کان میں نہ ہونے والا کچرا نکالنے کی سر توڑ کوشش کر رہا تھا۔

اگر کان سے کیڑے جھاڑ لئے ہوں تو سمجھ میں آئی میں نے کچھ کہا ہے۔''سکندر ملک نے دونوں کی لاپروائی کو'' گھور کے دیکھا تھا۔

دادا جان آپ بہت چالاک ہیں---ہمیں پتہ ہے ساری ذمہ داری آپ ہم پر جان کے ڈال رہے ہیں حالانکہ'' آپ جانتے ہیں ہمارے کندھے کتنے نازک ہیں۔ہم بھاری وزن نہیں برداشت کر سکتے۔''فاخر نے نروٹھے پن سے سکندر ملک کو دیکھا۔

اپنی فضول بکواس کا وزن برداشت کر سکتے ہو۔''انہوں نے بھی جل کر بولا تھا۔''

وہ کوئی وزن تھوڑی ہے۔وہ تو پھولوں سے بھی نازک ذمے داری ہے۔کیوں انشراح بھابھی۔''عاطر نے'' تائیدی نظروں سے انشراح کو دیکھا جو بڑی دلچسپی سے ان لوگوں کی باتیں سن رہی تھی۔ سکندر ملک دھیرے سے ہنس دیئے اور ہاتھ میں پکڑی چھڑی اس کے بازو پر ماری--عاطر اور فاخر مسکراتے ہوئے ان کے گلے سے لگ گئے۔

''آئی لو یو دادا جان اینڈ آئی مس یو۔''

''لو یو ٹو مائی چائلڈ۔''

دادا جان کا بھی دل بھر آیا۔ کبھی وہ اتنے دنوں کے لئے ان دونوں کو چھوڑ کر بھی تو نہیں گئے تھے۔ جہاز فلائی کر گیا تھا۔۔۔ان کے جانے کے بعد وہ سب گھر آچکے تھے۔عاطر اور فاخر صوفے پر آرام سے بیٹھے تھے۔ان کے ساتھ والے خالی فوم کے صوفے پر سفیان ملک آہستگی سے براجمان ہوا تھا۔

''بھوک لگ رہی ہے انشراح بھابی۔''

نو پرابلم۔۔۔آج ہم باہر سے کچھ منگواتے ہیں۔''انشراح نے خوشی سے کہا۔''

واؤ۔۔۔''دونوں نے ایک ساتھ نعرہ لگایا۔''

''تو سیفی آرڈر دیں کچھ۔۔''

دوستانہ لب و لہجہ۔۔۔فرینڈلی انداز۔۔۔چند لمحوں کے لئے تو سفیان بھی چونک گیا تھا۔۔۔گرے کانچ میں حیرانگی بھرے وہ انشراح کے گلابی چہرے کو تکنے لگا جو اپنی بات کہہ کر فاخر اور عاطر سے باتوں میں لگ گئی تھی۔

سیفی بھائی میرے لیے پیزا ود فری

ی فرائز۔۔''فاخر اور عاطر نے اپنی پسند بتا دی تھی۔۔انشراح

ابھی تک سوچ میں پڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

اپنی بھابھی صاحبہ سے بھی پوچھ لو کیا آرڈر کرواؤں۔۔کیونکہ ان کو دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے جیسے سوچوں میں'' ''ہی اپنے لئے کچھ پکا لیں گی۔

طنز سے بھرپور آواز نے اس کی سوچوں کا تسلسل توڑا تھا۔

"آپ جو اپنے لئے منگوائیں گے وہی کھا لوں گی۔"

اس نے مسکراتی نظروں سے ان طنز میں ڈوبے گرے کانچ میں جھانکا تھا۔ سفیان ملک کو سخت ناگوار لگا تھا۔دل تو چاہا کچھ سخت سنا دے مگر عاطر اور فاخر کی موجودگی کی وجہ سے چپ کر گیا۔غصہ آور ایک نظر اس پر ڈالتا سیل فون پر نمبر پریس کرنے لگا۔انشراح چہرہ نیچے کیے ہلکے سے مسکرا دی۔ اب جب بھڑ کے چھتے کو چھیڑ ہی دیا تھا تو مقابلہ بھی کرنا ہو گا۔دل ہی دل میں مسکاتی وہ خود سے بولی تھی۔کچھ ہی دیر میں کھانے کی ڈلیوری ہو گئی تھی۔انشراح نے سارا کھانا چن دیا

تھا۔انشراح نے جان کر اپنی پلیٹ نہیں لی تھی۔سفیان ملک نے جو اپنے لئے لاہوری بریانی آرڈر کی

ی ش کر رہی تھی۔یہاں بھی سفیان ملک سرتاپا بری طرح سلگ کر رہ گیا تھی۔وہ اسی کی پلیٹ میں تھا۔

"تم الگ پلیٹ نہیں لے سکتی ہو۔"

بالآخر اسکی ہمت اسکا صبر و برداشت ختم ہوتا جا رہا تھا۔وہ ٹوکے بنا رہ نہیں سکا۔

سوری اب اتنے برتن گندے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔مجھے اکیلے ہی دھونے ہیں آپ تو میری ہیلپ کریں" "گے نہیں۔

وہ بھی لطف اندوز ہوتی ایک چمچہ مزید اس کی پلیٹ سے لے کر منہ میں رکھ لیا۔

ویلے بریانی واقعی بہت مزے کی ہے یا شاید آج ذائقہ کچھ زیادہ اچھا لگ رہا ہے۔"انشراح کا دل بے وجہ ہی" بات کرنے کا چاہ رہا تھا۔وہ خود نہیں جانتی تھی کہ ایسا کیوں ہے۔اس کی یہ ذومعنی بات کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔۔اندر ہی اندر صرف سلگ ہی رہا تھا۔

اپنی حد میں رہو۔۔تم۔بھول رہی ہو کہ تم سفیان ملک سے مخاطب ہو عمر سعید سے نہیں ۔ "عمر کا طعنہ" دے وہ سمجھا کہ وہ اسکو اسکی اوقات یاد دلائے گا مگر اس کے گلابی چہرے پہ گرین آنکھوں میں اس کی بات کا کوئی رد عمل نہیں تھا بلکہ اس نے تو مزید ایک چمچہ بریانی کا اسکی پلیٹ سے لے کر کھایا تھا۔

"آپ رک کیوں گئے کھائیں نا۔۔۔ سچی بہت لذیز بریانی ہے۔"

سفیان ملک نے چمچہ پلیٹ میں پٹخا اور اسکو گھورتا ہوا جھٹکے سے کرسی پیچھے کھسکائے کھڑا ہوا گیا۔

سیفی بھائی اتنی جلدی کھانا کھا لیا۔ "فاخر نے پزا کا ایک بائٹ کھاتے ہوئے کہا۔"

"ہاں بس مجھے اتنی بھوک نہیں تھی مگر تم لوگوں کو دیکھ کر لگ رہا ہے۔جانے کتنے دن کے بھوکے ہو۔"

انشراح نے بغیر رکے دو چمچہ ایک ساتھ بریانی کے کھائے تھے اور یہ طنز بھی اسی کے لئے تھا۔مگر انشراح پہ رتی برابر نہیں ہوا تھا۔

بھئی اب تم لوگوں کے سیفی بھائی نے آج دل سے کھانے کا آرڈر دیا ہے۔مجھے تو بہت مزے کی لگ رہی"
"ہے بریانی۔

ایک چمچہ اور منہ میں ڈالتے ہوئے اس نے شوخی سے تپتے سلگتے سفیان ملک کو دیکھا تھا۔

اگر تم لوگوں کا کھانا پینا ہو گیا ہو تو ہال میں آ جاؤ کل لاسٹ پیپر ہے مجھے آکر ٹیسٹ دو۔ "عاطر اور فاخر پر اپنا" غصہ نکالتے ہوئے وہ وہاں سے نکل گیا۔مگر دل میں انشراح کی طبیعت صاف کرنے کے بارے میں سوچتا رہا۔

"یار انشراح بھابھی۔۔ سیفی بھائی نے تو ہمیں پڑھا پڑھا کر پورا ہی گھسا دینا ہے۔۔۔میں نے تو کھا لیا۔۔آپ آگے آپ سنبھال لینا۔"عاطر نے پلیٹ آگے کھسکائی۔۔۔کولڈڈرنک کا ایک گلاس غ ی ہ غٹ حلق میں چڑھایا۔

"سچی اب تو اچھے اچھے خوابوں کی جگہ بھی پروفیسر چشمش اور سیفی بھائی ہاتھ میں بک پکڑے نظر آرہے ہوتے ہیں۔"فاخر نے بڑا سا منہ بنا کر کہا۔ انشراح ان کی حالت پہ ہنس دی تھی۔

"اور پتہ ہے بہت شدید نیند بھی آرہی ہے اگر سیفی بھائی نے پکڑ لیا تو کل پیپر کے بعد ہی نیند نصیب ہو گی۔"

عاطر نے بڑی بے چارگی سے انشراح سے کہا تھا۔انشراح کو ان دونوں کی حالتوں پر ہنسی بھی آرہی تھی ساتھ ساتھ رحم بھی۔

"او۔کے۔۔۔تم لوگ جاؤ اپنے بیڈ روم میں ت مہاارے سیفی بھائی کو سنبھال لونگی۔"انشراح اپنی ی چ سے کھڑی ہو گئی۔

آدھے گھنٹے بعد انشراح گرم گرم چائے کے دو کپ ہال میں لے آئی۔سفیان ایک صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے عاطر اور فاخر کا انتظار کر رہا تھا۔انشراح کو چائے لاتے دیکھ اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔انشراح نے اسکو منہ چڑھاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔۔شگرفی ہونٹوں پر دلکش سی مسکراہٹ سجائے چائے کی ٹرے ٹیبل پر رکھی اور اس کے برابر والے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔سفیان ملک کو اسکی موجودگی سے گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔

چائے لے لیں ٹھنڈی ہو جائے گی۔"اس نے آہستگی سے کہا۔ مگر سفیان ملک نے اسکو اور اسکی بات کو" بڑی طرح اگنور کر دیا تھا۔

عاطر۔۔۔فاخر۔۔۔۔جلدی آؤ۔۔"اس بے دونوں کو پکارا۔"

"ان دونوں کی تیاری ہے وہ اپنے روم میں جاکر سو گئے ہیں۔"

سفیان ملک نے ایک تلخ نظر اس کے گلابی چہرے پر ڈالی اور ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔یعنی اس کی بات کی کوئی اہمیت نہیں۔۔

انشراح سمجھ گئی کہ وہ ان دونوں کے روم میں جائے گا اور ضد میں لے کر ہی آئے گا۔اس کے لئے وہ بھی تیزی سے کھڑی ہوئی تھی اور اسکی راہ میں حائل ہو گئی تھی۔اس اچانک افتاد نے سفیان ملک کو پوری طرح جھنجھنا کے رکھ دیا تھا۔انشراح کی اس بے حد نزدیکی سے اس کے پورے جسم میں خون کی جگہ لاوا دوڑنے لگا تھا۔گرے کانچ سے جیسے چنگاریاں نکلنے لگی تھیں۔

"اینف از اینف۔۔۔"

سفیان ملک نے اسکے دونوں بازو زور سے اپنی مضبوط چوڑی ہتھیلی کی گرفت میں دبوچے تھے۔اس کی برداشت ختم ہو گئی تھی۔اسکا صبر جواب دے گیا تھا۔انشراح کی موجودگی اور پھر اسکی یہ فضول حرکتیں۔۔۔سفیان ملک کو زچ کر دیا تھا۔

"کیا ڈرامہ رچایا ہوا ہے ایسی چیپ حرکتیں میرے سامنے کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو۔"

لفظوں سے نکلنے دہکتے انگارے بھی اسکو پھول ہی لگ رہے تھے۔اس کی چمکتی پیشانی پہ معمولی سی بھی شکن نہیں تھی بلکہ ان گرین نگاہوں میں کچھ الگ ہی جذبات تھے۔۔کوئی الگ ہی قسم کی روشنی تھی۔

"باز آجاؤاپنی ان بے ہودہ حرکتوں سے اور جتنا ہو سکے مجھ سے دور رہا کرو۔"

اس کی پرسکون مسکراہٹ نے سفیان ملک کے اندر تہلکہ سا مچا دیا تھا۔اس کے بدلے بدلے انداز کو تو وہ کافی دنوں سے نوٹ کر رہا تھا۔مگر اس کی نفرت کی حد بس ایک بات پر آکر ختم ہو جاتی کہ وہ اپنی چاہت عمر سعید پر لٹا چکی ہے۔۔۔اپنی محبت کا امین عمر سعید کو بنا چکی ہے۔اس کے احساسات و جذبات میں عمر سعید شامل ہے اور اس صنف نازک کا کوئی یقین نہیں۔۔آج اگر عمر سعید آجائے تو وہ اس کے پاس چلی جائے گی۔

"مگر اس وقت تو آپ نے مجھے اپنے قریب کیا ہوا ہے۔"

انشراح نے کھلے لفظوں میں اشارہ کیا تھا۔۔۔

سفیان ملک نے غور کیا تو واقعی ان کے درمیان سے ہر فاصلہ مٹ چکا تھا۔نزدیکیوں کے بیچ کوئی دیوار نہیں تھی۔کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔سفیان ملک کو ایک دم سے کراہئیت سی محسوس ہوئی تھی۔نفرت شدید نفرت اس کے پورے اعصاب پہ چھا گئی تھی اور اسی نفرت کی رو میں بہہ کر سفیان ملک نے اسکو نہایت زور سے خود سے الگ کیا تھا۔دھکا اتنا جاندار تھا کہ وہ پورے وجود

سمیت صوفے پہ گری تھی۔

مجھ سے کوئی بھی فضول اور گھٹیا بات کرنے سے احتیاط کرنا ورنہ جان لے لوں گا تمھاری۔"انگشت شہادت" اس کی طرف اٹھائے وارننگ دیتا وہ غیض و غضب بھری نگاہوں سے گھورتا وہاں

سے چلا گیا تھا۔اس کے جانے کے بعد ایک بار پھر وہ ہولے سے ہنس دی۔

"سیفی اب تو تمھارا دیا ہوا درد بھی میٹھا لگتا ہے۔"

اس نے نرمی دے اپنی بازو سہلائے تھے۔شنگرفی ہونٹوں پر دلکش سی مسکراہٹ گرین کانچ میں ستائش لئے وہ کھڑی ہو گئی تھی۔

پری وش رات کے برتن دھو کے کاؤنٹر اور برنر کی صفائی کر کے نکل رہی تھی کہ کسی نے نہایت ہی جارحانہ انداز میں اسکی مرمریں نازک کلائی پکڑ کے کھینچی تھی۔وہ اس اچانک واردات کے لئے قطعی طور پر تیار نہیں تھی اور ایک جھٹکے سے کسی ٹوٹی شاخ کن یطرح اس کے پہاڑ جیسے وجود سے ٹکرائی تھی۔

"کیا بکواس کر رہی تھیں غوثیہ بھابھی کے سامنے۔۔ذرا میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے ایک بار پھر بولو۔"

غصے سے بھرپور نگاہیں ان بڑی بڑی سہمی آنکھوں میں ڈال دی تھیں۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔۔"

اسکا حلق خشک ہو گیا تھا۔۔۔ایسا لگا کہ آنکھوں کے آگے تارے نظر آ رہے ہوں۔حالانکہ غوثیہ

نے اسکو اتنا سمجھایا ہے کہ عسکریم زیدی سے ڈرنا چھوڑ دو۔۔وہ جو بھی ہے جیسا بھی ہے۔۔تمھارا شوہر ہے۔۔۔وہ تمھیں ڈرائے گا،دھمکانے گا ضرور مگر جان سے کبھی نہیں مارے گا۔

کیا وہ۔۔وہ۔۔۔اس ٹائم تو بہت بہادر بنی ہوئی تھیں۔اب کہاں گئی تمھاری ساری بہادری۔ "عسکریم زیدی کا" سپاٹ لہجہ جیسے اسکی جان لینے پہ تلا ہوا تھا۔وہ خود کو اسکی گرفت سے چھڑانے کی مزاہمت کرنے لگی تھی۔

یہ ہلنا جلنا بند کرو اور مجھے میری بات کا جواب دو۔"عسکریم زیدی نے پوری طرح اسکو جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔"

"دیکھیں۔۔۔۔اس وقت۔۔۔میرے۔۔۔منہ۔۔۔سے نکل۔۔۔گیا۔"

ٹوٹے پھوٹے لفظوں سے اسکا سانس کھولنے لگا دل کی دھڑکنیں بے ربط ہونے لگی تھیں۔

"تو ابھی بھی اسی منہ سے بولو۔"

گرفت پہ مزید سختی ہوئی تو وہ درد سے کراہ کے رہ گئی۔کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔۔کیسے اس کے چنگل سے باہر نکلے۔۔یکدم ایک خیال کوندا تھا۔۔۔جس پر فورا عمل کیا۔

اس کی مدد طلب پکار پر عسکریم زیدی کی گرفت ڈھیلی کیا پڑی جسکا فائدہ پری وش نے فورا سے

بیشتر اٹھایا تھا اور اس پہاڑ کو دھکا دیتی بھاگی۔

"اے رکو۔۔۔واپس آؤ۔۔۔ورنہ تمھاری خیر نہیں ہوگی۔"

عسکریم زیدی کو اپنا بیوقوف بنایا جانا ہضم نہیں ہوا تھا۔پری وش دروازے تک پہنچی تھی اور مڑ کر پل بھر کو عسکریم زیدی کو دیکھا۔

"آپ پاگل نہیں بلکہ پاگلوں کے سردار ہیں۔"

"واٹ-----"

اور اس سے پہلے کہ عسکریم زیدی لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک پہنچتا وہ لمحے بھر میں غائب ہوئی تھی۔

ناچاہتے ہوئے بھی عسکریم زیدی کے لبوں پر مسکراہٹ نے گھر کرلیا تھا۔ نفی میں ادھر سے ادھر گردن ہلاتا وہ کچن سے باہر نکلا تھا--ہال میں آیا تو معی ی د علی کو لیپ ٹاپ پر کچھ کام دیکھ کر وہ وہیں چلا آیا تھا۔

"کیا ہورہا ہے---؟"

وہ معی ید علی کے برابر میں آ بیٹھا تھا۔ معی ید علی نے ایک سرسری سی نظر اپنے برابر میں بیٹھے عسکریم زیدی پر ڈالی تھی۔

"کچھ نہیں یار بس ذرا فیکس کردوں تاکہ اس کمپنی سے میٹنگ ہو جائے۔"

"اوں-----"

عسکریم زیدی نے اپنا سیل فون نکالا--

گیلری کھولی جہاں پری وش کی جھلملاتی تصویر نے اس کی ساری توجہ سمیٹ لی تھی--کچھ دیر پہلے کیسی اس نے ہمت دکھائی تھی۔ بڑی بڑی آنکھوں پر ہمہ وقت پہرہ دیتی لمبی گھنی خم دار پلکیں--- جو اسے سامنے پا کر خوف سے لرز جاتی تھیں۔کھڑی ستواں ناک جس میں ایک نگ کی ڈائمنڈ نوز پن پڑی رہتی تھی۔ پتلے پتلے نازک سے ہونٹ اور ہونٹوں کے پاس چھوٹا سا بلیک تل---جس نے اسکے چہرے کو مزید خوبصورت بنا دیا تھا۔ عسکریم زیدی کی گستاخ نگاہیں اس کے چہرے کے پیچ و خم میں الجھ کے رہ گئی تھیں۔

اچھا سنو---عامر انٹر پرائز سے جو میٹنگ ہوئی تھی کل تمھاری--اس بارے میں کیا رائے ہے"

''تمھاری۔

مصروف انداز میں پوچھا۔۔مگر اپنے سوال کا جواب نہ پاکر معی ید علی نے لیپ ٹاپ سے اپنی مصروف نگاہیں ہٹاکر عسکریم زیدی کا چہرہ دیکھا۔۔لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آنکھوں میں دلکش سی چمک اور چہرے پر یہ کون سے رنگ تھے جو آج سے پہلے اس نے نہیں دیکھے تھے۔معی ی د علی کو حیرت انگیز خوشی ہوئی تھی۔

ہوں۔۔۔تو یعنی دل پر ضرب لگ ہی گئی۔''معی ی د علی نے دھیمے سے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔''

عسکریم زیدی اس کی دھیمی سی سرگوشی پر چونک کر اسکو دیکھنے لگا تھا۔معی ید علی نے دلچسپی سے آبروز کو اچکائی مگر وہ عسکریم زیدی ہی کیا جو اپنی کمزوری پر کسی کی نظر بھی پڑنے دے دے۔۔

''شٹ اپ۔۔۔''

''یعنی پروں پر پانی نہیں پڑنے نہیں دو گے۔''

نہایت دوستانہ لہجے میں ہلکے سے چھیڑا تھا۔عسکریم زیدی نے فون آف کیا اور کھڑا ہو گیا۔

''مجھے نیند آرہی ہے اور میرے پاس اتنا فضول ٹائم نہیں کہ تمھاری بکواس سنوں۔''

''نیند آجائے گی۔''

شرارت سے پوچھا۔عسکریم زیدی نے اسکو گھورا اور وہاں سے نکل کر اپنے روم میں جانے لگا تھا کہ فون کی ٹون نے اس کے قدموں کو وہیں جکڑ لیا۔عسکریم زیدی نے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔غوثیہ کچن سے دودھ کا گلاس لے کر آرہی تھی۔اس کے ہاتھ میں فون تھا۔غوثیہ نے اسکرین پر چمکتا نمبر دیکھا تو اس کی رنگت سفید لن ھے کے

جیسی ہو گئی جس ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا وہ ہاتھ بھی ہلکے سے کپکپا کر رہ گیا تھا۔غوثیہ کے ہاتھ سے بجتا فون کسی نے لے لیا تھا۔غوثیہ کا دل خوف سے سکڑا۔ جسم میں کپکپاہٹ سی شروع ہو گئی۔سیاہ نین اوپر کو اٹھائے جہاں خوف اور ڈر کا ایک جہاں آباد تھا۔سامنے عسکریم زیدی کھڑا تھا۔

جائیے آپ۔۔۔''وہ اپنے مخصوص سرد لہجے میں بولا تھا۔''

اور پھر غوثیہ کا فون لے کر اپنے روم کی جانب بڑھ گیا۔۔غوثیہ کا دل بہت سے وہم و اندیشوں میں گھر چکا تھا۔

ہیلو مسز۔۔۔کہاں گم ہو۔''معی ید علی نے آکر اس کے شانے پر بازو پھیلایا۔''

جج۔۔۔جی۔۔۔وہ۔۔۔میں دودھ۔۔۔لینے گئی تھی۔''اسکا لہجہ لڑکھڑا کے رہ گیا۔''

''ہاں تو اس میں اس قدر گھبرانے والی کیا بات ہے۔''

معی ید علی کی بلوریں آنکھوں میں محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر امڈنے لگا تھا۔

غوثیہ۔۔۔۔''معی ید علی نے ہولے سے پکارا۔''

جی۔۔۔''اس نے ہلکے سے کہا۔''

میں سوچ رہا تھا کافی دن ہو گئے سفیان کی طرف گئے سب مل کر چلتے ہیں ،اچھا ہے پری وش بھی انشراح'' بھابھی سے مل لے گی۔''معی ید علی نے ہلکی سی مسکراہٹ سمیت زرینہ کے ساتھ بیٹھی پری وش کو دیکھا۔

سچ معی ید بھائی۔۔۔ ''پری وش خوشی سے کھ اٹھی۔۔۔زرینہ سے بھی شفقت سے مسکرا کے پری وش کو'' دیکھا تھا۔۔ پری وش ان کو بہت پسند آئی تھی اور عسکریم زیدی کے حوالے سے تو اور بھی زیادہ عزیز ہو گئی تھی۔۔۔ یقیناً کچھ تو بہت خاص بات ہے پری وش میں جو وہ عسکریم زیدی کی زندگی کا حصہ ہے۔۔۔

"بالکل سچ مائی لی ل سسٹر۔۔۔"

"پھر میں تیار ہو کر آتی ہوں۔۔۔"

اسے انشراح سے ملنے کی بہت جلدی تھی۔۔ وہ بغیر انتظار کئے کھڑی ہوئی مگر کچھ سوچ کر واپس بیٹھ گئی۔۔۔ اس کی ساری خوشی اور جوش صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔ معی ید علی اور زرینہ نے اس کی یہ مرجھائی سی کیفیت نوٹ کی تھی۔۔

کیا ہوا؟ "غوثیہ نے بھی نوٹ کیا تھا۔۔"

غوثیہ بھابھی وہ۔۔۔ عسکریم۔۔۔ "آگے کے الفاظ وہ ادا نہیں کر سکی تھی وہ سب خود ہی سمجھ گئے تھے۔۔۔"

عسکریم بھی چلے گا ہمارے ساتھ۔۔۔"معی ید علی نے اس کا خدشہ دور کیا۔۔۔"

"وہ غصہ تو نہیں کریں گے نا۔۔۔"

سب جانتے تھے کہ پری وش کس قدر نالاں تھی عسکریم زیدی کے غصے سے۔۔۔

تم فکر مت کرو نہ ہی پریشان ہو۔۔۔ عسکریم بھلے ہی غصے کا تیز ہے مگر اس کا دل بہت چھوٹا اور پیارا سا "ہے۔۔۔

مجھے تو آج تک نظر نہیں آیا۔۔۔"وہ منہ بناتے ہوئے منہ ہی منہ میں بڑبڑائی تھی مگر اس کی ہلکی سی بڑ" بڑاہٹ برابر میں براجمان زرینہ کی سماعت سے پوشیدہ نہیں رہ سکی تھی۔۔۔ وہ ہلکے سے مسکرا دیں اور کسی اہم نتیجے پر بھی پہنچ گئی تھیں۔۔۔ بس معی ی د علی سے بات کرنی تھی۔۔

غوثیہ ریڈی ہو جاؤ۔۔۔ ہم لوگ چلتے ہیں۔۔۔ عسکریم کو وہیں بلوا لیں گے۔۔۔"معی ی د علی نے غوثیہ کو" "دیکھا۔۔۔ "جی بہتر۔۔۔

"مگر اس سے پہلے میرا ایک کام کرو، مجھے ایک گلاس ٹھنڈا اورنج جوس پلا دو۔۔۔"

غوثیہ بھابھی میرا بھی دل چاہ رہا ہے۔۔۔بلکہ ایک منٹ میں خود سب کے لئے بنا کے لاتی ہوں۔ "پری وش" نے اپنی خدمات پیش کیں۔۔۔جس پر غوثیہ نے منع بھی کرنا چاہا تو اس نے پیار سے منع کرتے ہوئے کچن کا رخ کیا۔۔۔

معی ید بیٹا۔۔ "زر ینہ نے ملائمت سے معی ید علی کو دیکھا۔۔۔"

جی زر ینہ خالہ۔۔۔"معی ی د علی ان کی طرف متوجہ ہوا۔۔"

میں سوچ رہی تھی کیوں نہ اس جمعہ کو عسکریم اور پری وش کی رخصتی کی تقریب رکھ دی جائے ولیمہ اس شہر" "کے سب سے شاندار ہوٹل میں رکھا جائے۔۔۔

آئیڈیا تو لاجواب ہے ، ویسے بھی اب ہمارے گھر کو خوشیوں کی ضرورت ہے۔۔"وہ مسکراہٹ آمیز لہجے میں بولا۔"

واقعی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، اب وقت آگیا ہے کہ پری وش کی رخصتی عسکریم بھائی کے بیڈ روم میں کر" دی جائے۔۔۔"غوثیہ کے لہجے میں بھی خوشیوں کی چمک تھی۔۔

تیز شور کی آواز کانچ کے ٹوٹنے کی آواز پر تینوں نے اس سمت دیکھا تھا، پری وش کے ہاتھ میں اورنج جوس کے گلاس کی ٹرے تھی جو اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی، کانچ کے گلاس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دور دور تک بکھرتے چلے گئے تھے۔۔۔

پری۔۔۔"غوثیہ گھبرا کے اس کے پاس آئی۔۔۔"

پری کی نظر دروازے کی سمت تھی اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں وحشت تھی۔۔۔

وہ۔۔۔۔"انگشتِ شہادت دروازے کی جانب اٹھائی تھی، اس کے اشارے پر تینوں نے اس طرف دیکھا" تھا۔۔۔

اور جو حالت پری وش کی تھی اس سے کم ان تینوں کی بھی نہیں تھی۔۔ سب کے سب بری طرح گھبرا کے رہ گئے تھے۔۔۔ معی ید علی اور زرینہ تیزی سے اٹھ کے اس سمت بھاگے تھے۔۔۔ عسکریم زیدی اندر داخل ہوا ارادہ یہی تھا کہ تیزی سے کسی کی بھی نظروں میں آئے بغیر وہ اپنے روم میں جا بند ہو۔۔۔ مگر بد قسمتی کہ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا، سامنے ہی پری وش اورنج جوس کے گلاسز کی ٹرے لئے کھڑی تھی، وہ اس کو اس سے پہلے کہ آنکھ دکھا کے چپ رہنے کے لئے کہتا اس بے وقوف نے ہاتھ میں پکڑی اورنج گلاسز کی ٹرے ہی نیچے پھینک دی۔۔۔ جس کی وجہ سے سب اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

دل تو اس کا شدت سے چاہا کہ وہ ٹرے اسی کے سر پہ دے مارے۔۔۔

عسکریم۔۔۔۔ عسکریم۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔ بولتے کیوں نہیں ہو۔۔۔"معی ی د علی صحیح معنوں میں بری" طرح پریشان ہو گیا تھا۔۔

عسکریم زیدی کی بادامی شرٹ پر خون کے دھبے لگے ہوئے تھے اور ہاتھوں کا جو زخم کچھ ہفتے پہلے لگا تھا جو بڑی مشکلوں سے ٹھیک بھی ہوا تھا مگر اس وقت ان ہاتھوں پر بھی بینڈیج ہوئی تھی۔۔۔ "کچھ نہیں یار، معمولی زخم ہے۔۔۔"عسکریم زیدی کو شدت سے ان کی پریشانی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

نہیں مجھے معاملہ کچھ اور لگتا ہے، تم یہ بٹن کھولو۔۔۔"معی ید علی نے اس کی شرٹ کے بٹن زبردستی" کھولے تھے حالانکہ عسکریم زیدی نے بہت کوشش کی مگر معی ی د علی کے آگے اس کی نہیں چلی۔۔۔

"آہ۔۔۔"

شرٹ جیسے ہی کھولی ، اندر دل کے پاس بھی بینڈیج کی گئی تھی، جس پر تازہ خون کے نشان تھے---

زرینہ کی رنگت خطرناک حد تک سفید پڑ گئی تھی، دل لگتا تھا ابھی بند ہو جائے گا---

دل پر ہاتھ رکھے وہ وہیں بیٹھتی چلی گئیں تھیں--- غوشیہ اور پری وش تیزی سے زرینی کی طرف بھاگی تھیں--- معی ید علی اور عسکریم زیدی بھی ان پر جھکے تھے---

"زرینہ خالہ----"

عسکریم----"بہت مشکل سے زرینہ کے لبوں سے یہ نام ادا ہوا تھا--- ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کا" دل بند ہو جائے گا--- چہرہ پسینہ سے تر ہو گیا تھا--- "آنٹی آپ اٹھیں---"غوشیہ کو ان کی حالت بگڑتی ہوئی لگی تھی---

بلکہ عسکریم زیدی کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے پیروں سے زمین سرکنے لگی ہو---جو بھی ہے کچھ ہوا ہو ان کے درمیان مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کی ماں ہے، بے شک وہ زرینہ سے خفا ہے، ناراض ہے مگر یہ تسلی یہ یقین بھی ہے کہ وہ اس کے پاس ہیں ، اس کی زندگی میں ہیں---اگر ان کو کچھ ہو گیا تو ---؟ اور اس سے آگے وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا--- وہ تیز ی سے بغیر وقت ضائع کئے ان کے پاس بیٹھا تھا---

مام---"عسکریم زیدی نے فرطِ جذبات سے پکارتے ہوئے ان کے دونوں شانے تھام لیے تھے----"

مام مجھے کچھ نہیں ہوا ، دیکھیں میں بالکل ٹھیک ہوں---"اپنے لہجے کو بشاشت بنانے کی کوشش کی تھی---"

اچھا آپ کھڑی ہوں---"اس نے نہایت احتیاط سے زرینہ کو کھڑا کیا تھا--- اور اپنے مضبوط آہنی بازو کے گھیر" ے میں لئے چلتا ہوا صوفے تک لایا، ان کو آہستگی سے صوفے پر بٹھا دیا--- "اب بے وقوفوں کی طرح کھڑی رہو گی یا پانی بھی لے کر آؤ گی---"اس نے پری وش کو بری طرح گھورتے ہوئے جھڑک بھی دیا تھا---

معی ید علی خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا، زرینہ کی طبیعت کی وجہ سے فی الحال وہ عسکریم زیدی سے کوئی سوال نہیں کر سکتا تھا۔۔ ورنہ دل و دماغ میں جو ہزاروں قسم کے خدشات ، واہمات اور وسوسے چل رہے تھے ان کا جواب صرف عسکریم زیدی ہی دے سکتا تھا۔۔۔

پری وش جلدی سے زرینہ کے لئے پانی کا گلاس لے آئی تھی۔۔۔ اور ڈرتے ہچ ھکن ے عسکریم زیدی کے آگے بڑھایا۔۔۔ جسے عسکریم زیدی نے تھام کر فورا ان کے لبوں سے لگایا تھا۔۔۔

زرینہ کی طبیعت کچھ بحال ہوئی تھی۔۔۔ جب وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہوئی تھیں تو عسکریم زیدی کو فکر مندی سے دیکھتے ہوئے اس کا وہ بینڈیج زدہ ہاتھ تھاما تھا۔۔۔

یہ کیا ہے، سچ سچ بتاؤ کسی سے لڑائی ہوئی ہے کہ۔۔۔؟ "زرینہ نے بینڈیج والے ہاتھوں پر آہستگی سے ہاتھ" پھیرا اور پھر اس کی شرٹ پر ہاتھ پھیرا جہاں خون کے دھبے سوکھ چکے تھے۔۔۔ لفظ "لڑائی "سے پاس کھڑی غوثیہ کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنی شروع ہو گئی تھیں اور جو وہم جو شک منہ پھاڑ کے سامنے آکھڑا تھا اس کا نام "شیر افگن "تھا۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے مام، بس ذرا ایک چور کو پکڑ کے اس کی دھلائی کر دی ، وہ کسی لڑکی کا پرس لے کر بھاگ رہا" تھا۔۔۔ تو بس اسی چکر میں میرے ہاتھوں کے زخم چھل گئے۔۔۔"اس کے ذہن میں جو کہانی آئی وہ گھڑدی۔۔۔

میرے چاند کیا ضرورت تھی ایسے لوگوں کے منہ لگنے کی۔۔۔ "کمزور لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے عسکریم" زیدی کو چاہ سے دیکھا تھا۔۔۔

اوکے آج کے بعد ایسی غلطی نہیں ہوگی۔۔۔۔"وہ ہلکے سے مسکرا دیا۔۔۔"

"مگر عسکریم---"

اگر مگر کچھ نہیں--- آپ ابھی ریسٹ کریں، ہم رات کے ڈنر پر بات کرتے ہیں--- "وہ اندر سے بہت بے چین ہو رہا تھا، دل چاہ رہا تھا جتنی جلدی ہو سکے اپنے روم میں جائے فریش ہو کر سکون سے اپنے آرام دہ بیڈ پر سو جائے---

نہیں---"زرینہ نے منع کرنا چاہا---"

"آپ کھڑی ہوں---"

وہ زرینہ کے کسی بھی سوال و جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھا اس لئے ان کو لئے کھڑا ہوا۔

"چلیں آپ میرے ساتھ اپنے روم میں---"

"عسکریم میں ٹھیک ہوں بیٹا---"

آپ کو ٹھیک ہی رہنا ہو گا مام--- میں نے جو اپنا بچپن آپ کے بغیر رہ کے گزارہ ہے"

----اب آپ کے بناء نہیں رہ پاؤں گا--- "اس کی آنکھوں اور چہرے پر کرب کی کچھ لکیریں پوشیدہ تھیں---- گزرے وقتوں کا درد تھا--- زرینہ کے دل کے جانے کتنے ٹکڑے ہوئے تھے---

آج انھوں نے اپنی زندگی سے بہت شکوے کئے تھے--- کاش----کاش--- وہ وقت پلٹ

سکتا--- وہ لمحے وہ پل واپس آسکتے ، جب رات کی تنہائی میں عسکریم زیدی ان کا ہاتھ پکڑ کے کہتا کہ "مام مت جائیں مجھے اکیلا چھوڑ کے، مجھے ڈر لگتا ہے "اور وہ نہایت آہستگی سے اس کا ہاتھ پکڑتیں اور پیار سے گود میں اٹھا کے اس کے بیڈ پر لٹا دیتیں---

"میرے چاند میں بہت جلدی آ جاؤں گی۔۔۔ آپ کے پاپا کی بزنس میٹنگ ہے اور ضروری بھی ہے اس لئے جانا ازحد ضروری ہے۔۔۔"انہوں نے اس معصوم سے عسکریم زیدی کے بالوں کو نرمی اور شفقت سے سہلایا اور پیار بھرا ایک بوسہ اس کی پیشانی پر دیتیں وہ بابا کے ساتھ نکل جاتیں۔۔۔

پھر تو روز یہی ہوتا۔۔۔ زرینہ ہر رات اس کو چھوڑ کے ڈنر پارٹی ، بزنس پارٹی پر چلی جاتیں۔۔۔ اس کا انتظار انتظار ہی رہ جاتا۔۔۔ صبح اسکول، اسکول سے آنے کے بعد ٹیوشن ، پھر جب کھیل کا ٹائم ہوتا تو وہ کھیلنے سے انکار کر دیتا۔۔۔ ماں کی کمی کو شدت سے محسوس کرتا۔۔۔ باپ کا کردار بس اس کی زندگی میں اتنا تھا کہ وہ کمائیں اور اس کی خواہشیں پوری کریں۔۔۔ اس طرح وہ محرومیوں کا شکار ہوتا چلا گیا۔۔۔اس کی زندگی میں خلا سا آگیا۔۔۔ وہ اپنی ماں سے شدت کی حد تک محبت کرتا تھا مگر کبھی اظہار نہیں کر سکا۔۔۔ ان کو بتا نہیں سکا۔۔۔ ان سے دور ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔ اتنا دور کہ پتہ ہی نہیں چلا کہ اس کی اپنی شخصیت میں کتنی بڑی کمی رہ گئی ہے۔۔۔ اس کی شخصیت میں غصہ، اشتعال، ضد، انا نے بہت مضبوطی سے اپنی جڑیں بنالی تھیں۔۔۔

زرینہ کے روم میں پہنچا کے وہ اپنے بیڈ روم میں چلا آیا۔۔۔ جلدی سے وارڈروب سے استری شدہ ایزی سرمئی کلر کا کلف لگا کرتا شلوار نکالا اور واش روم میں گھس گیا۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ واش روم سے باہر نکلا تھا۔۔۔ سامنے ہی اس کے بیڈ پر معید علی محوِ انتظار تھا۔۔۔ اس کی شکل دیکھ کر عسکریم زیدی بے زار ہوا تھا۔۔۔ "اوہ نو۔۔۔" وہ منہ ہی منہ میں ہلکے سے بڑ بڑایا تھا۔۔۔

مگر معید علی کی زیرک سماعت سے اس کا بڑ بڑانا پوشیدہ نہیں رہ سکا ، نہ ہی اس کا بے زار چہرہ چھپا رہ سکا۔۔۔ مگر وہ بھی سب جان کر رہ گیا۔۔۔

"کیا میں جان سکتا ہوں یہ تمغہ کہاں سے لائے ہو تم۔۔۔؟"

معی ید علی کا اشارہ وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا--- مگر سارا معاملہ جب نبٹ چکا تھا، یہ گھمبیر مسئلہ حل ہو چکا تھا تو کیا ضرورت تھی بات کو پھیلانے کی---

معی ید میں اس وقت بہت تھکا ہوا ہوں اور تم دیکھ رہے ہو کہ میں کس قدر تکلیف میں ہوں، اس لئے کیا" یہ ممکن ہے میں سکون سے سو جاؤں--- "وہ کسی بھی طرح اس کو ٹالنا چاہ رہا تھا جس کے آثار ذرا کم کم ہی نظر آ رہے تھے---

"سو جاؤ، بالکل سو جانا مگر مجھے سچ جاننا ہے---"

معی ید علی بیڈ سے اٹھا اور چلتا ہوا عسکریم زیدی کے سامنے آکھڑا ہوا---

آج جو کچھ ہوا وہ میرے لئے بہت بڑی خوشی کی بات ہے اور میں اس خوشی کو سیلیبریٹ بھی کروں" گا--- تمہاری اور زرینہ آنٹی کی جو بھی غلط فہمیاں ، دوریاں تھیں وہ بس ملحے بھر میں ختم ہو گئیں--- میں اپنے اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ جس کام کو میں بہت مشکل سمجھ رہا تھا وہ اللہ کے حکم سے آسان ہو گیا--- "فرطِ جذبات سے اس کی بلوریں آنکھیں بھیگ گئی تھیں---

اس نے عسکریم زیدی کو تشکرانہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس کے چوڑے شانوں پر ہاتھ رکھا---

"ہاں عسکریم میں بہت خوش ہوں---"

میں مام سے ناراض تھا، خفا تھا ان کی کمی نے بھلے ہی میرے دل میں ایک خلاء سا پیدا کر دیا تھا--- مگر" ایک سچ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ میں ان کے بغیر کچھ نہیں ، یہ آسرا ، یہ سہارا ، یہ یقین تو ہے کہ وہ میری زندگی میں ہیں--- مگر آج پل بھر کے لئے ایسا محسوس ہوا جیسے میرے پیروں تلے زمین نکل رہی ہو---- میرے سر سے آسمان کی چادر سرکنے لگی ہو--- "عسکریم زیدی نے اس کی بلوریں آنکھوں کی نمی کو دیکھا---

معی ید میں نے ان کی کمی کو شدت سے محسوس کیا ہے-- اپنا بچپن اس انتظار میں گزارا ہے کہ وہ آئیں گی" اور اور ماؤں کی طرح میرے سرہانے بیٹھ کے مجھے اسٹوریز سنائیں گی--- مجھے لوریاں دے کر سلائیں گی--- مگر میرا تو انتظار انتظار ہی رہ گیا اور اسی محرومی نے مجھے اس طرح کا بنا دیا--- ہٹ دھرم، بدمزاج، ضدی، انا پرست، غصے آور --- مگر میں ماما کو کھونا نہیں چاہتا--- "معی ید علی نے بغور اس کو سنا تھا اس کو دیکھا تھا--- وہ تو سمجھتا تھا کہ اس کے سینے میں پتھر ہے مگر اس کا دل تو آج بھی بچہ ہے--- وہی معصوم سا بچہ جو اپنا کھلونا ٹوٹ جانے پر کھو جانے پر بلک بلک کر روتا ہے--- اور آج وہ بچہ سامنے آیا تھا--- ایک مضبوط اعصاب کا مرد اندر سے کتنا معصوم ہے---- غصے اور ضد کی چادر نے اس کے معصوم بچے دل کو اپنے اندر چھپا رکھا تھا--- مگر یہ خول بھی کب تک رہتا --- بالآخر آج نفرت کی ساری دیواریں ٹوٹ چکی تھیں--- سارے پردے ایک ایک کر کے گرتے چلے گئے تھے---

آئی ایم پراؤڈ آف یو---"اس نے پرجوش انداز میں اس کو گلے سے لگایا تھا---"

"آہ----"

عسکریم زیدی تکلیف سے کراہ اٹھا تھا---

معی ی د علی اس سے الگ ہوا اور جانچتی نظروں سے اس کے سینے پر بندھی بینڈیج دیکھنے لگا تھا--- معی ید علی کو اپنی جانب اس طرح بغور دیکھتے ہوئے وہ صوفے پر رکھی اپنی قمیض لینے آگے بڑھا کہ معی ید علی نے اس کا بازو تھام کر روکا تھا---

"عسکریم سچ سچ بتا کون تیرے غیض و غضب کی لپیٹ میں آیا ہے---"

عسکریم زیدی اس کا اشارہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا مگر وہ اس قصے کو دہرانا نہیں چاہتا تھا---

دیکھ اب میں واقعی بہت تھک گیا ہوں مجھے نیند آرہی ہے کچھ انجکشن اور میڈیسن لی ہیں---''وہ جان چھڑانا'' چاہتا تھا---

عسکریم میں سنجیدہ ہوں--- ''معی ید علی کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں تھا کہ وہ اس کو بخش سے گا---''

''یار مام کو سب بتا تو دیا تھا---''

میں زرینہ آنٹی نہیں جو تیری من گھڑت کہانی پر یقین کروں گا---''معی ید علی نے اس کو گھورا جس پر وہ'' ہلکے سے مسکرا دیا---

''میں جانتی ہوں عسکریم بھائی کو یہ زخم کیسے آئے ہیں---''

یکدم پیچھے سے غوثیہ کی گلوگیر آواز نے دونوں کو پیچھے مڑنے پر مجبور کر دیا-- نگاہیں جھکائے سر کو جھکائے وہ آہستہ آہستہ قدموں سے معی ی د علی کے پاس آئی تھی-- ''غوثیہ بھابھی میرا خیال ہے جو مسئلہ حل ہو گیا ہو اس کو دہرانا بے وقوفی ہے--- ''عسکریم زیدی کے چہرے اور آنکھوں میں بے حد سنجیدگی در آئی تھی--- اس کے لہجے اور انداز میں کچھ ایسے تاثرات تھے جس پر معی ید علی چونک سا گیا تھا---

عسکریم زیدی نے اس دوران تیزی سے صوفے پر رکھی قمیض اپنے برہنہ جسم پر چڑھائی---

تم کیسے جانتی ہو---؟''اس نے سوالیہ نظروں سے اس کو دیکھا تھا---''

غوثیہ بھابھی کھانا لگائیے اب میں کھانا کھا کے ہی سوؤں گا---''وہ کسی بھی طرح اس بات کو ٹالنا چاہتا تھا---''

یہ کیا ہو رہا ہے-- اب تو یقیناً کوئی ایسی بات ہے جو تم دونوں مجھ سے چھپا رہے ہو---''اس نے الجھی '' نگاہوں سے دونوں کو دیکھا تھا--- ''معی ید---- ''غوثیہ نے دھیرے سے پکارا---

شیر افگن نے مجھ پھر سے تنگ کرنا شروع کر دیا تھا---''

اور پھر جو کچھ ہوا ایک ایک بات اس کو آرام سے بتاتی چلی گئی ---

عسکریم زیدی تاسف بھری نظروں سے اس کو دیکھتا ہوا صوفے پر جا بیٹھا---

غوشیہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا--- شرمندگی سے اس کا پورا وجود زمیں میں گڑھا جا رہا تھا--- معی ید علی نے غضب ناک نگاہوں سے اس کو گھورا تھا---

معی ید---"غوشیہ نے جھجکتے ہوئے پکارا---"

بس---- "معی ید علی نے ہاتھ اٹھا کے اس کو آگے بولنے سے ٹوک دیا تھا---"

مجھے کچھ نہیں سننا--- آج مجھے پتہ چل گیا کہ تمھاری نظروں میں میری کیا حیثیت کیا اوقات ہے--- "اس" کے لہجے میں مایوسی بول رہی تھی جس نے غوشیہ کا دل چیر کے رکھ دیا تھا--- "اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے شیر افگن کے ساتھ کیا کیا ہے---"نہایت سنجیدگی سے اس نے صوفے پر براجمان عسکریم زیدی سے پوچھا تھا--

بس اتنا سمجھ لو کہ حال کیا ہے کہ غوشیہ بھابھی تو دور کبھی کسی اور لڑکی سے بھی شادی کرنے کے لائق نہیں" رہا ہے---- "اتنے آرام سے اس نے کہا تھا جیسے کوئی مذاق چل رہا ہے---

کیا مطلب--- کہاں ہے وہ اس وقت----؟"

اسپتال میں پھینک دیا ہے--- اب یہ اس کی قسمت کہ بچ جائے یا---؟ "اور اس """"یا"""""" کے" آگے کیا ہو سکتا ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتا تھا---

اور یہ خراجِ تحسین کے طور پر جو تمغہ لے کر آئے ہو اس کے بارے میں ذرا کچھ روشنی ڈالو گے--- "طنز" میں ڈوبا لہجہ عسکریم زیدی کو مسکرانے پر مجبور کر گیا---

"یار زیادہ کچھ نہیں بس ریوالور کی گولی چھوتی ہوئی نکل گئی---"

سخت زہر لگ رہے ہو تم مجھے اس وقت---- تم دونوں کو مجھے تو انفارم کرنا چاہیئے تھا نا--- "وہ مسلسل اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا---

یار اب مٹی ڈالو جو ہونا تھا ہو گیا--- اب تو یہ سب چھوڑ اور غوثیہ بھابھی کو دیکھ وہ مسلسل رو رہی ہیں---"اس کو غوثیہ کی حالت پر ترس آرہا تھا---

معی ید علی نے خاموش مگر سرد سی نظر غوثیہ کی کندنی رنگت پر ڈالی تھی اور نفی میں گردن ادھر سے ادھر ہلاتا روم سے ہی باہر نکل گیا تھا----

غوثیہ نے جاتے ہوئے معی ید علی پر دکھ بھری نظر ڈالی تھی--

کیا ضرورت تھی آپ کو بتانے کی----"عسکریم زیدی نے سنجیدگی سے غوثیہ کو دیکھا تھا--- غوثیہ خاموش رہی" اور اس کی خاموشی میں بے بسی، لاچاری تھی--- عسکریم زیدی نے ایک لمبی سانس لی اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا---

اپنی وارڈروب کی جانب بڑھا--- وارڈروب سے غوثیہ کا سیل فون نکالا اور لا کر ان کے آگے بڑھا دیا---

"آپ کا فون----"

غوثیہ نے فون لیا اور تشکرانہ نظر اس پر ڈالتی کمرے سے نکلتی چلی گئی---

شیر افگن سے زیادہ بڑا مسئلہ معی ید علی کی ناراضگی کا تھا--- اس کی ناراضگی غوثیہ کی جان نکال رہی تھی---

فی الحال عسکریم زیدی کچھ نہیں سوچنا چاہتا تھا اس کی جو کنڈیشن تھی، جو تکلیف تھی اس وقت وہ کچھ گھنٹوں کی پرسکون نیند لینا چاہتا تھا---

انجکشن اور میڈیسن کی وجہ سے اس کی آنکھیں بوجھل بوجھل ہونے لگی تھیں--- وہ ہر سوچ جھٹلاتا ہوا اپنے جہازی سائز بیڈ کی جانب بڑھ گیا---

****

"السلام علیکم دادا جان----!!"

"کیسے ہیں آپ سب لوگ---"

ہم سب لوگ بالکل ٹھیک ہیں، آپ سنائیے کیسی گزر رہی ہے ہمارے بغیر لائف--- "فاخر نے سکندر ملک" کو دیکھا---

ویلے دادا جان آپ بہت خوبصورت ہو گئے ہیں ماشاءاللہ "فاخر نے شریر مسکراہٹ لئے کہا--"

کیا مطلب ہے پہلے خدا نخواستہ میں بدصورت تھا---"سکندر ملک نے مصنوعی گھوریوں سے نوازا---"

نہیں بس پہلے چہرے پر نور نہیں تھا آپ کے--- "عاطر نے چٹکلا چھوڑا---"

انشراح نے اس کے شانے پر ہلکے سے چپت لگائی---

اچھا دادا جان سنیں، مجھے وہاں سے میرا ویڈیو گیم ، ایڈ نیو ماڈل موبائل سیٹ اور ----"عاطر کی فرمائشی لسٹ" شروع ہو گئی تھی---

ادھر دو مجھے فون---"فاخر نے عاطر کے ہاتھ سے فون چھین لیا تھا---"

دادا جان مجھے بھی وہاں سے بہت ساری شاپنگ کر کے لائیں ۔ "اور پھر ایک لمبی لسٹ فاخر نے بھی ان کو" تھما دی ۔

"حد ہو گئی ہے یعنی کہ دادا جان کا کوئی حال احوال نہیں پوچھا بس اپنی فرمائشیں یاد ہیں ۔"

کیوں کیا ہوا آپ کو ماشاء اللہ سے اتنے خوبصورت تو لگ رہے ہیں بالکل نورانی چہرے والے ۔ عاطر اب ہم" راتوں کو ڈرا نہیں کریں گے ہمارے دادا جان بھی تو نورانی چہرے والے ہو گئے ۔ "دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا ۔ اور خوب ہنسنے لگے تھے ۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے اور انشراح کو فون دو مجھے تم دونوں سے بات نہیں کرنی ہے ۔ "سکندر ملک نے غصے" سے دونوں کو دیکھا ۔

مگر وہ دونوں پھر بھی ڈھیٹ بنے ہنستے رہے ----انشراح نے ہاتھ بڑھا کے فاخر سے فون لینا چاہا مگر فاخر نے " ہاتھ پیچھے کیا ۔ "فاخر کے بچے فون دو مجھے

"انشراح بھابھی مجھے کچھ اور بھی منگوانا ہے ۔"

ہاں یہ نہیں پوچھا کی وہاں کن کن جگہوں کی زیارت کی --- ہمیں بھی کروا دیں مگر نہیں --- اپنی شاپنگ کی" پڑی ہے اپنی فرمائشی لسٹ تھما دی ---- "انشراح نے ہلکے سے ڈپٹا --

اووو ہوو ----- انشراح بھابھی ابھی تو فل الحال شاپنگ کی ہی بات کریں گے نا --دادا جان کے آنے پر" سب کچھ پوچھ لیں گے ---- "عاطر نے قہ قہ لگایا ----- "اور ہمیں پتہ ہے دادا جان یہاں آکر ہمیں سونے نہیں دیں گے -- کھینچ کھینچ کر ہمیں سارے واقعات سنائیں گے ---" "تم لوگ ہو ہی بد تمیز ---- دو مجھے فون ----"انشراح نے ایک بار پھر چھیننے کی کوشش کی

انشراح بیٹی اپنا خون مت جلاؤ۔۔۔ ان نا ہنجاروں کو تو میں آ کر دیکھوں گا۔۔۔۔۔ ''سکندر ملک کی سلگتی آواز کو'' انھوں نے مزید انجوائے کیا تھا۔

'' عاطر''

پیچھے سے آتی سفیان ملک کی دھاڑ نے ان تینوں کو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔ تینوں نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ سفیان ملک کے چہرے اور آنکھوں میں غصہ اشتعال غیض و غضب کے ملے جلے تاثرات تھے۔ جس نے انشراح کو شر مندگیوں کی گہرائیوں میں دھکیل دیا تھا۔ عاطر نے فون کو پیچھے کیا ہوا تھا اور انشراح اس کے جتنے قریب ہو کر فون لینے کی کوشش کر رہی تھی اس منظر

نے جیسے سفیان ملک کو دھکتے انگاروں پر پھینک دیا ہو، اس کا روم روم جیسے جل کر راکھ ہو گیا ہو۔ شک اور یقین کی سیاہ پٹی نے اس کی آنکھوں اور ذہین نے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

فائنل ایگزام ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ گھر میں رہ کر ٹائم ضائع کیا جائے،،، ''اس کا لہجہ سرد اور کاٹ دار'' تھا۔

وہ سیفی بھائی دادا جان آن لائن تھے تو ہم بات کر رہے تھے۔۔ ''عاطر نے منمنا کر کہا تھا''

۔۔۔انشراح کو خاموشی سے دوسرے صوفے پر جا بیٹھی تھی۔

وہ تو نظر آ رہا تھا کہ کیا باتیں ہو رہی تھیں۔۔۔۔ ''اس کے لہجے میں ڈوبے انگاروں نے عاطر اور فاخر کو تو'' نہیں مگر انشراح کو بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔ وہ جواب دینا چاہتی تھی مگر۔۔۔ جانے کیوں کچھ بول نہیں سکی اورشاید کچھ بولنا بھی نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔سفیان ملک کے دل میں کس قدر درد چھپا ہے وہ اچھی طرح سمجھتی تھی جان گئی تھی کہ وہ کس قدر محرومی کا شکار رہا ھے۔۔۔۔۔ جس احساس کم تری کو پوشیدہ رکھنا چاہتا

تھا وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ انشراح پر عیاں ہو چکا ہے ۔ وہ سب کچھ اس پر آشکار ہو چکا ہے جو شاید وہ خود سے بھی چھپانا چاہتا ہے مگر اس نے دادا جان سے وعدہ کر لیا تھا خود سے تہیہ کر لیا تھا کہ سفیان ملک کے وجود کو سمیٹ لے گی --- نفرت کی پٹی جو اس کی آنکھوں پر بندھی ہے ایک دن وہ نکال پھینکے گی ---- اس کو یقین دلا دے گی کی ہر عورت قیصرہ جیسی نہیں ہوتی ----- کچھ عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو وفا داری کی پاسداری کرتے ہوئے جان بھی دینا جانتی ہیں ------وفا کے نام پر مر مٹنا بھی جانتی ہیں -- رات کے کھانے کے بعد عاطر اور فاخر نے سفیان ملک سے فرمائش کی کہ باہر چلتے ہیں آئس کریم کھانے ۔

سفیان ملک کا موڈ خراب تھا یہ صرف انشراح سمجھ سکتی تھی اور وہ کیوں خراب ہے وہ یہ بھی جانتی تھی مگر وہ اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دینا چاہتی تھی اس کا صرف اب ایک ہی مقصد تھا سفیان ملک کے دل میں اپنی جگہ بنانا ۔

میرا موڈ نہیں ہے تم لوگوں کا اگر دل چاہ رہا ہے تو آڈر پر منگوا لو --- ''سفیان ملک نے سنجیدگی سے کہا ۔''

مگر سیفی سنوپی بار میں ٹھنڈی ہوا میں آئسکریم کھانے کا تو الگ ہی مزا ہے نا ۔''انشراح نے نروٹھے پن سے'' کہتے ہوئے سفیان ملک کو دیکھا ۔ سفیان ملک اس کے لہجے اور انداز پر سلگ کر اس کو جلتی نظروں سے دیکھنے لگا ۔

بالکل ٹھیک کہا آپ نے انشراح بھابھی ۔ ''عاطر نے نہایت پر جوشی سی انشراح کی بات کی تا''

ئید کی تھی ۔ جس پر ایک غصہ آور نظر سفیان ملک نے اس پر ڈالی تھی ۔

'' اب بعد میں غصے بھری نظروں سے گھور لیجیے گا ابھی تو آئی یسک ریم کھانے لے چلیں ۔''

انشراح نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے پر شوق نظروں سے سفیان ملک کو دیکھا تھا۔ سفیان ملک کا ضبط اس کی برداشت کا امتحان ختم ہو چلا تھا اس کو انشراح کے وجود سے اس قدر نفرت شدید نفرت ہورہی تھی بس نہیں چلتا ورنہ وہ اس کے وجود کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔ اپنے گھر میں وہ کس طرح برداشت کر رہا تھا اس کا وجود یہ وہی جانتا تھا۔ اس نے جو سوچا تھا سب الٹ ہونے لگا تھا۔ اس کی سوچوں کی دھارے مخالف سمت بہنے گے تھے --- وہ انشراح کو اتنا زچ کر دے گا کہ وہ خود یہ گھر چھوڑ کر چلی جائے گی سب اس سے بد ظن ہو جائیں گے اور اس کی سوچوں پر یقین کر لیں گے مگر یہاں تو معاملہ ہی بگڑتا جا رہا تھا عاطر اور فاخر اس کے گرویدہ ہوتے نظر آرہے تھے۔وہ جو ہر بات اس سے کرنے کے عادی تھے دھیرے دھیرے ان کا جھکاؤ انشراح کی جانب ہوتا جا رہا تھا،،، اور یہی چیز سفیان ملک سے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

نہیں وہ انشراح کو مزید یہاں نہیں رہنے دے گا۔ کچھ ایسا ضرور کرنا ہو گا کہ وہ خود اس گھر سے جانے پر مجبور ہو جائے ---- سفیان ملک کی سوچیں نفرت زدہ، تلخ ہونے لگی تھی ---اس صنف کی لیے اس کے دل میں دماغ میں مزید زہر بھرنے لگا تھا۔

سیفی بھائی تو چلیں -- "فاخر سفیان ملک کی خاموشی کو اس کی رضا مندی ہی سمجھا تھا۔"

"کوئی کہیں نہیں جا رہا کیونکہ آئسکریم خود آپ کے گھر آچکی ہے۔"

معی ید علی کی چہکتی مسکراتی آواز پر سب نے ہی اس سمت تھا اور وہ جو سفیان ملک کچھ تلخی مینبولنے والا تھا کسی کڑوے بادام کی طرح حلق میں ہی نگل گیا۔

"ارے غوثیہ پری --"

خوشی سے چیختی انشراح غوثیہ اور پری وش کی طرف بھاگی تھی، دونوں کو بھینچ کر گلے سے لگایا تھا۔

کیسی ہو سچی تم دونوں کی اتنی شدت سے یاد آ رہی تھی ۔ انشراح نے دونوں کو بھرپور چاہ سے دیکھا تھا ۔

جھوٹی اگر یاد اتی تو فورا دوڑی چلی آتی ۔ "غوثیہ نے شکایتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا ، اس کی چہرے پر ایک چیز اور بھی تھی اداسی اور پرمزدگی ۔ مگر یہ سوچ کر اس سوچ کو جھٹلا دیا ۔ کہ ہو سکتا ہے کہ اس کا وہم ہو ۔

اگر آپ لوگوں کی شکایتیں ختم ہو گئی ہیں تو پلیز یہ آئسکریم لے لیں ورنہ یہیں پگھل کر اپنی قسمت پر ماتم" شروع کر دے گی ۔ "معی ید علی نے سنجیدگی آنکھوں میں لیے ان دونوں کو دیکھا ۔

"اوہ سو سوری ۔"

انشراح نے جلدی سے وہ شاپر لے لیا ۔

"یہ تو آپ کی خام خیالی ہے معی ید بھائی کہ خواتین کی شکایتوں کا ٹوکرا کبھی خالی ہو جائے ۔"

فاخر نے لقمہ دیا ۔

اچھا خواتین کے بارے میں بہت جانکاری رکھتے ہو ۔اور کیا کیا جانتے ہو ذرا ہم تو سنیں ۔ "عسکریم نے لفظ" خواتین "پر زور دے کر فاخر کو سنجیدگی سے دیکھا تھا ۔"

اس دوران معی ید علی ، عسکریم زیدی ، سفیان ملک سے بغلگیر ہو چکے تھے ۔ سفیان ملک نے زرینہ کو سلام کیا انھوں نے اس کو دعا دی اور سر پر ہاتھ رکھا ۔ وہیں صوفے پر براجمان ہو گئیں ۔ معی ید علی ان دونوں کی حالتوں پر ہنس رہا تھا ۔ جبکہ عسکریم زیدی کے یہاں آمد پر وہ بھی زرینہ

کے ساتھ ، خوش آ ی ئ بات تھی ۔ ویسے تو اس کو م

عی ی د علی سے روز پتہ چلتا رہتا تھا ۔ مگر اس کو

حقیقی بہت خوشی ہوئی تھی ۔

جبھی بولتے ہیں سامنے بندہ دیکھ لو پھر بولو ، ''عاطر نے باقاعدہ فاخر کی کان میں سرگوشی کی ۔''

یہ کیا کان میں کھسر پھسر ہو رہی ہے ۔ ''عسکر یم زیدی نے لہجے میں سختی سموئی ہوئی تھی ۔ وہ دونوں تو اندر'' ہی اندر خوف زدہ ہوئے اور مدد طلب نظروں سے معی ی د علی کو دیکھنے لگے ۔ معی ی د علی کو ان کو خوف زدی چہرے پر رحم آگیا ۔ اور ان دونوں کے پاس ہی جا بیٹھا ۔

سفیان ملک نے نفی میں سر ہلایا اور عسکر یم زیدی سے خیر خیریت پوچھنے لگا ۔ اس کے زخموں کا حال احوال پوچھنے لگا ۔

ویلے بہت اچھی دشمنی نبھاتے ہیں آپ ہم سے یک نہ شد دو شد ، ''فاخر نے معی ید علی کو تپتینظروں سے'' دیکھا اور اس کا اشارہ بھی اچھ طرح سمجھ بھی گیا مگر انجان بن گیا ۔

'' میں سمجھا نہیں''

''اب اتنے بھی معصوم نہ بنیں ۔''

کیونکہ آپ بالکل بھی معصوم نہیں ہیں ۔ ''یہ عاطر تھا ۔ ان دونوں کے سلگنے پر وہ زور سے ہنس دیا تھا''

یہ تم اتنے زور سے کیوں ہنس رہے ہو ، کیا عاطر نے خواتین کی کوئی خوبی بیان کر دی ۔ ''بات کرتے ہوئے'' عسکریم زیدی نے ترچھی نظروں سے دیکھا ۔

خواتین سے ایک بات اور ذہین میں آئی ----- یہ برابر میں سے روز ٹھیک دس سے گیارہ کے درمیان کچھ'' نہ کچھ میٹھا آ رہا ہے کبھی فرنی، کبھی شیر خورمہ، تو کبھی کسٹرڈ تو کبھی پائین ایپل کیک اور آج تو فروٹ چاٹ بھی آئی تھی جس میں لگتا ہے کہ شہد وافر مقدار میں ڈالا گیا ہے

۔''عسکریم زیدی نے تفتیشی نگاہوں سے عاطر اور فاخر کو دیکھا۔

''کیا اس دن چھت پر جو پرچہ پھینکا تھا صرف میٹھے کا ہی مینو بھیجا تھا۔''

آج تو عسکریم زیدی ان دونوں کی دھجیاں بکھیرنے کے موڈ میں لگا تھا------ عاطر اور فاخر کی توٹی گم

دونوں کو اندازہ کب تھا کہ عسکریم زیدی یوں کھلے عام سفیان ملک کے سامنے رکیدے گا

----- مگر وہ بھی تو عسکریم زیدی تھا سفیان ملک سے دس قدم آگے -----

ویلے یہ غلط بات ہے یار -----صرف میٹھے میٹھے کی ہی فرمائش لسٹ پھینکی کچھ نمکین ، بریانی قورمہ نہاری''
وغیرہ وغیرہ کا بھی پرچہ پھینک دیتے--''معی ید علی تو بھرپور مزے لے رہا تھا دونوں کی کیفیت سے --- آہ
....

معی ید علی ہلکے سے چیخا اور وجہ کہ عاطر کے برابر میں بیٹھا فاخر جس نے عاطر کی پشت کے پیچھے سے اس کو
زور سے چٹکی کاٹی تھی

بہت مزے نہیں آرہے ہیں آپ کے۔''عاطر نے دانت بھینچ کے تنکتی نظروں سے معی ید علی کو گھورا تھا''
۔

تو کب آرہے ہو گھر نمکین ڈشز کا پرچہ پھینکنے ----''عسکریم زیدی نے جتانے والے لہجے میں کہا تھا۔''

کوئی مجھے بھی بتائے گا کہ کیا چل رہا ہے ---''سفیان ملک نے سوالیہ نگاہوں سے عسکریم زیدی کو دیکھا اور''
پھر عاطر اور فاخر کو----- جن کے چہرے پر واقعی رات کے 12 بج رہے تھے ---

''تمہیں معی ید نے کچھ نہیں بتایا۔''

مجال ہو جو عسکریم زیدی کے چہرے پر معمولی سی بھی مسکراہٹ آئی وہی سختی وہی کرختگی وہی تھانیدار والا سٹائیل ، جو اس کا مخصوص انداز رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہی چیزیں ان کو ڈرانے کے لیے کافی تھیں ۔

"معی ید بھائی آپ ان کو ساتھ کیوں لائے ہم سے تو اپنا بھائی سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے بعض اوقات اور اب تو دونوں ساتھ ہی بیٹھے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔" فاخر نے بے چارگی اور بے بس نظروں سے دیکھتے ہوئے دبے دبے لہجے میں کہا ۔

"فاخر عاطر کیا بات ہے مجھے تم لوگوں کی حرکتیں مشکوک لگ رہی ہیں ۔ "سفیان ملک نے سیدھا عاطر اور فاخر کو جانچتی نظروں سے تولہ تھا ۔

"معی ید بھائی اپنے معصوم بھائیوں کی مدد نہیں کریں گے ۔ ۔"۔فاخر نے پھر سے معی ی د علی کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا تھا ۔

"نہیں اس بار معی ید تمہاری کوئی مدد نہیں کرے گا ،،،، "سفیان ملک کی زیرک سماعت سے فاخر کی سرگوشی پوشیدہ نہیں رہ سکی ۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ھے کہ آپ کوگ ان پیارے سے بچوں کو تنگ کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ "کب سے ان لوگوں کی باتیں سنتی اور دیکھتیں زرینہ بلاآخر بول اٹھیں ۔

" موم"

عسکریم زیدی نے ہلکے سے پکارا ۔

" جی"

آپ اتنے دنوں سے جو مختلف قسم کی میٹھے کی ڈشز دیکھ رہی تھیں ۔ وہ سب ان پیارے بچوں کی مہربانی ہے" ۔ ۔۔۔۔ "عسکریم زیدی کے چہرے پہ اس بار معمولی سی مسکراہٹ کھلی تھی ۔

، اچھا وہ جو روز برابر والے گھر سے آرہی ھے ۔ "زرینہ نے کہا"

"جی بالکل وہ جو روز برابر والے گھر سے آرہی ہیں ۔"

"یہ آج آپ ان کو ڈنر میں کیا کھلا کر آئے ہیں ۔"

دونوں نے آج پہلی بار عسکریم زیدی کو اتنا بولتے سنا تھا ، کوئی اور وقت ہوتا تو یقینا وہ خوب انجوائے کرتے مگر ابھی تو جیسے دونوں کی گردنیں سولی پر لٹکی ہوئی تھیں ۔

پوچھ کر بتاؤں ۔۔۔ "معی ید علی نے دونوں کو دلچسپی سے جواب دیا ۔"

سچی دادا جان کی بہت یاد آرہی ھے ۔ "ایکٹنگ بھرپور تھی جس سے معی ی د علی خاصا متاثر نظر آرہا تھا ۔"

مجھے میراے سوال کا جواب ابھی تک نہیں ملا ۔۔۔ "سفیان ملک نے معی ید علی کو الجھی نظروں سے دیکھا" تھا ۔

یار میں تو تمہیں بہت عقلمند سمجھتا تھا اتنے بڑے بزنس ٹائیکون ہو یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ عاطر اور فاخر" "تمہارے قد کے برابر آرہے ہیں ۔

اس کی یہ ذومعنی بات عاطر اور فاخر ، معی ی د علی اچھی طرح سمجھ گئے تھے مگر سفیان ملک واقعی کچھ نہیں سمجھ پا رہا تھا ۔

اسی اثنا میں عسکریم زیدی کا فون بج اٹھا ۔

بہت ناپ تول کر بولنے والا شخص جب یوں چھپڑ پھاڑ کر بولے گا یہ اندازہ نہیں تھا ، عاطر نے

معی ید علی کو دیکھا۔

اگر تم لوگوں کی سرگوشیاں ختم ہو گئی ہو تو کوئی مجھے بھی بتاؤ گے کہ کیا چل رہا ہے تم لوگوں کے دماغ میں" جس کی مجھے خبر نہیں ----- "سفیان ملک کی نگاہیں جیسے ان دونوں کے پورے وجود کا پوسٹ مارٹم کر رہی تھیں۔

عاطر اور فاخر کا چہرہ ایسا ہو رہا تھا جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں ابھی تو صرف تھوڑی سی بات پتہ چلی ہے تو یہ حال ہے سانس دھیرے دھیرے آ جا رہا تھا پوری بات جب سفیان ملک کو پتہ چلے گی تو یقینا جو دھیرے دھیرے سانس آ رہا ہے شاید وہ بھی بند ہو جائے گا۔

معی ید علی ان دونوں کے ہونق زدہ چہرے پر ایک بار پھر قہقہے لگا کر ہنس رہا تھا--- اس کے قہقہے کو عاطر اور فاخر نے نہایت گھور کر دیکھا تھا۔

اچھا تو یہ بات ہے ------ "انشراح نے پر سوچ نظروں سے غوثیہ کا اترا ہوا چہرہ دیکھا تھا۔ "جب تم آئیں" میں تب ہی سمجھ گئی تھی کہ یقینا کوئی بات ہوئی ہے --- "اس کی آنکھوں میں نمی سی تھی گندمی رنگت مرجھا کر رہ گئی تھی۔

ان چند دنوں میں غوثیہ بھابھی بالکل کملا کے رہ گئی ہیں انشراح ---- "پری وش نے ہمدردانہ نگاہوں سے" غوثیہ کا مرجھایا چہرہ دیکھا۔

ویلے عسکریم بھائی کو اس دن دیکھ کر ہی لگا تھا کہ بہت خطرناک قسم کے انسان ہیں ، بعض اوقات و میں" سوچ سوچ کر ہی گھل جاتی ہوں کہ میری نازک مزاج سی پری وش اس ٹائپ کے انسان کے ساتھ زندگی گزارے گی ----"انشراح نے ساتھ کھڑی پری وش کے گلے میں ہاتھ ڈالا - "اچھا بتاو نا میں کیا کروں معی ید مجھ سے بہت ناراض ہیں کیسے مناؤں انھیں ---"غوثیہ کو یہی سوچ اندر ہی اندر مار رہی تھی --- کبھی کبھی تو لگتا ہے کہ اس کا دل ہی دھڑکنا بند نہ ہو جائے - "معی ید بھائی کو جتنا میں سمجھتی ہوں وہ نہایت نرم مزاج کے ہیں دل کے بہت بڑے ---- میرا نہیں خیال کہ وہ زیادہ دن تک تم سے ناراض رہ سکتے ہیں بلکہ زیادہ دن تو چھوڑو ایک گھنٹہ بھی خفا ہو جائیں مشکل ہے ---"

"مگر اس بار وہ سنجیدگی سے ناراض ہیں وہ بھی پچھلے چار دن سے ---"

وہ سر جھکا کر مدھم لہجے میں بولی تھی بلکہ اس کی سیاہ نین کٹوروں سے چند موتی بھی ٹوٹ کر اس کے رخسار پر پھسلتے چلے گئے تھے -

ی ش کر سکتی تھی - ہر بار کی طرح دل قابو میں ایک انشراح ہی تو تھی جس سے وہ اپنی ہر خوشی اور غم نہیں رکھ سکی تھی -

" غوثیہ"

انشراح آگے بڑھی اور اس کو خود سے لگا لیا

پاگل ہوئی ہو کیا - انشراح کا دل بھی کٹ کے رہ گیا -

انشی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی معی ید کی ناراضگی ---ابا کی جانے بعد میر ی زندگی میں ایک تم اور ایک"
"معی ید ہی تو ہیں ۔

بھل بھل اس کی آنسو بہنے گے --پری وش کو بھی بہت افسوس ہو اتھا ۔

اچھا بس زیادہ مت رو ----- یہ کوئی طریقہ تھوڑی کہ ایک تو بن مانگے اتنی پیاری سی وائف وہ بھی من چاہی"
"مل جائے اور اس کو یوں رلایا جائے ، یوں ستایا جائے ----- ایسی جا کے سب کے سامنے خبر لیتی ہوں ۔

انشراح کی جنگجو طن عن

یت واپس لوٹ آئی تھی ۔

نہیں انشی تم معی ید کو کچھ نہیں بولوگی ----- "وہ فورا انشراح سے الگ ہوئی تھی --"

دیکھا جائے تو غلطی میری ہی تھی مجھے انہیں شیر افگن کے بارے میں پہلے ہی بتا دینا چاہیے تھا"
۔اس نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے بھیگے چہرے کو صاف کیا ۔"

مگر میں بہت ڈر گئی تھی ، گھبرا گئی تھی ، شیر افگن کی باتوں سے اس کی دھمکیوں سے"

------اس نے مجھ سے کہا تھا کہ معی ید کو کچھ بتایا تو وہ معی ید کو نقصان پہنچا دے گا ان کو مار

"----

آگے وہ خود نہیں بولنا چاہتی تھی ، اس کی سسکی نے اس کو مزید کچھ بولنے سے روک دیا تھا ۔

مگر معی ید بھائی کو تو نہیں پتہ چلا جس کو پتہ نہیں چلنا چاہئے تھا اس کو سب پتہ چل گیا"

---"انشراح نے صاف گوئی سے کہا ۔

اور معی ید بھائی سے تو پھر بھی بچت ہو جاتی مگر ان سے تو اللہ ہی بچائے ---- "پری نے بالکل بے" دھڑک بے ساختہ کہا تھا --- اس کو اپنے پچھلے واقعات یاد آ گئے تھے ، انشراح نے پری وش کو دیکھا

خیر اب تم کیا چاہتی ہو یوں ہی گھٹ گھٹ کر مرنا چاہتی ہو ----- اب جو ہو گیا سو ہو گیا"

--- تم یوں کرو مناؤ انہیں --مجھے یقین ھے وہ مان جائیں گے - ----"انشراح نے نرمی سے سمجھاتے ہوئے صلح کا مشورہ دیا تھا -

مجھے ڈر لگتا ہے ---اگر انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا تو ---"وہ گلوگیر لہجے میں بولی ---"

واٹ -"انشراح کو زبردست جھٹکا لگا تھا --"

"تم نے ابھی تک معی ید بھائی کو سوری نہیں کیا --"

"نہیں -"

اس نے بچوں کی طرح ادھر ادھر معصومیت سے گردن ہلائی -- جس پر پری وش تو مسکرا دی مگر انشراح گھورے بنا نہیں رہ سکی -

"حد ہو گئی کم از کم بات تو کرتی --"

میں عسکریم بھائی کی کنڈیشن دیکھ کر بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی کیونکہ ان کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا میری وجہ" سے ہی ہوا تھا - یہی وجہ تھی کہ جو میں معی ید سے سوری نہیں کر سکی اگر وہ مجھے ڈانٹ دیتے ----"اس کا ڈر خوف اس کی زبان پر آ گیا تھا -- انشراح کو احساس ہوا تھا کہ وہ بھی اپنی جگہ غلط نہیں تھی -

اچھا اب آگے کا سوچا کہ کرنا کیا ہے --- کیونکہ نا تو تم اپنے خوف کی وجہ سے آگے بڑھ رہی ہو اور نہ ہی مجھے" بات کرنے دے رہی ہو یہ مسلہ کیسے حل ہو گا -- "انشراح نے فکر مندانہ لہجے میں کہا -

"مجھے نہیں پتہ مگر میں مر جاؤں گی ان کی ناراضگی کا سوچ سوچ کر ---"

ہاں یہ بہت اچھا حل نکالا جاتا ہے جب کچھ نہ بن پڑے تو مر جاؤ --"اس نے سلگتے لہجے میں کہتے ہوئے" تپ کر اس کو دیکھا ۔

تو کیا کروں میں---"وہ بے چینی سے بولی --- چہرہ پورا رونے والا ہو گیا تھا --"

"تم بس تھوڑی ہمت کرو اور معی ید بھائی کے پاس جاؤ ---"

پھر ---؟ "وہ بے تابی سے گویا ہوئی جیسے انشراح اس کو بہت اچھا مشورہ دے گی ۔"

"پھر کیا جو کرنا ہو گا وہ کریں گے --"

ذو معنی بات کرتے ہوئے اس نے غوثیہ کے بگڑے چہرے کا جغرافیہ کچھ بہتر کرنا چاہا ۔

بد تمیز نہ ہو تو ---"سوچ کر ہی اس کے چہرے پر گلال سا پھیل گیا ۔"

دیکھو زرا چہرے کی رنگت --- لمحوں میں اناری ہوئی ہے جیسے ابھی خون چھلک پڑے گا -- "انشراح نے" شرارت سے کہتے ہوئے دلچسپ نظروں سے اس کے خون چھلکاتے چہرے کو دیکھا -- "میری غلطی مجھے تم سے اس موضوع پر بات ہی نہیں کرنی چاہیے تھی ۔"وہ منہ پھلا کر کچن میں رکھی چیئر پر جا بیٹھی ۔

بیٹا وہاں سب آئسکریم کا ویٹ کر رہے ہیں ---"زرینہ نفیس سی چال چلتی ہوئی کچن میں چلی آئی ۔ "اوہ --"

انشراح نے جلدی سے کیبنٹ سے کانچ کی پیالیاں نکالیں اور اس میں آئسکریم کے بڑے بڑے چمچے ڈالے ----- معی ید علی نے سب کی پسند کا خاص خیال رکھا تھا آئسکریم کے ہر فلیور لے کر آیا تھا ۔

"اور یہ آپ کا چہرہ کیوں مرجھایا مرجھایا سا ہو رہا ہے ----"

زرینہ نے جانچتی نظروں سے ی چ پر سر کو جھکائے غوشیہ کو دیکھا ، غوشیہ چونک کر رہ گئی --

نہیں -- نہیں تو -----ایسی کوئی بات نہیں --- "اس کی بوکھلاہٹ کو زرینہ نے بغور دیکھا -"

شیور ----- "انہوں نے یقین سے پوچھا --"

"جی بالکل --"

زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر سجائی ----اس سے پہلے کہ ان کے تفتیشی سوالات مزید ہوتے وہ کھڑی ہوئی - لائیں میں آئسکریم سرو کروں -"اس نے آئسکریم کی ٹرے کاؤنٹر سے اٹھالی --اور جلدی سے باہر نکل گئی ------ زرینہ نے جاتی ہوئی غوشیہ پر نظر ڈالی پھر انشراح کو دیکھا --انشراح ہلکے سے مسکرا دی --

زرینہ کے جانے کے بعد پری وش نے انشراح کا ہاتھ تھام لیا --

پاپا کیسے ہیں انشراح مجھے ان کی بہت یاد آتی ہے -- "بھیگے لہجے میں کہتے ہوئے نمی بھری آنکھوں سے انشراح کو دیکھا --- اس کے لہجے اور انداز پر انشراح کا کلیجہ جیسے منہ کو آگیا - وہ اتنی دیر سے خاموش تھی تو اس کے دل و دماغ میں یہ جنگ چل رہی تھی --

پری برا مت ماننا مگر یہ بھی سچ اور کڑوی حقیقت ہے کہ جنید چاچو کے غرور ان کے تکبر ان کے گھمنڈی فطرت کی سزا تمہیں ملی ہے - ان کے کیے کا کفارہ تم نے ادا کیا ہے "-انشراح نے نرمی اس پری وش کا ہاتھ تھام لیا -

آج ان کے اتنے اثر و رسوخ اور اتنی پاور ہونے کے باوجود وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو نہ بچا سکے اور نہ ہی کہیں سے بازیاب کروا سکے ---- ہم انسان بھول جاتے ہیں ،اپنی انا اور ضد اپنے گھمنڈ کے دائرے میں قید اس بات کو

قطعی طور پر فراموش کر دیتے ہیں کہ ہم سب کی بھی ایک بہت بڑی ہستی ہے جس کے ہاتھ ہماری زندگیوں کی ڈور ہوتی ہے جس کو وہ چلاتا ہے ---- مگر ہم انسان شیطان کی بہکاوے کے ہاتھوں مجبور ہو کر مخالف سمت چلے جاتے ہیں ۔"

"ابھی کہاں ہیں پاپا --"

نہایت آس بھری نظروں سے اس کا چہرہ دیکھا تھا --

"وہ یہاں سے مایوس ہو کر اسلام آباد چلے گئے ہیں ۔ انہوں نے اپنے ساری پاور سارا اثرو رسوخ استعمال کر لیا --- مگر ہر جگہ سے مایوسی اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ۔ جنید چاچو بھول گئے تھے کہ ہر بار ان کے غرور کا سر اونچا نہیں ہو سکتا ۔ تکبر اور گھمنڈ سے اکڑی گردن بلندیوں کو چھو نہیں سکتی ۔ کوئی اور بھی ہے جو ان کو جھکا سکتا ہے ان کو توڑ سکتا ہے --- ان کو برباد کر سکتا ہے ---اور وہ کوئی اور صرف عسکریم زیدی تھا --- جس نے یہ جتایا یہ بار آور کروایا --کہ وہ ان لوگوں میں سے نہیں جو جنید چاچو کی رعونیت ان کے گھمنڈ کا شکار ہو چکے ہیں ۔"

یہ باتیں پری وش کی لیے جتنی حیرت انگیز تھیں اس سے کہیں زیادہ تکلیف دہ تھیں --- اس کے پاپا تو اس کی لیے بیسٹ ہیرو تھے ۔ جو چہرہ جو سچائی انشراح نے اس کو آج بتائی وہ تو اس سے ناواقف تھی ۔ انجان تھی ------اس کا مطلب اس نے جتنی تکلیفیں جتنی زلت اٹھائی اس کے اپنے پاپا کا کفارہ ہے --ان کی کیے کی سزا ہے ----- عسکریم زیدی جیسے انسان کو جھیلنا اس معصوم اور ڈرپوک پری وش کے لیے آسان تو نہیں ہے --

انشراح نے ایک لمبی آہ بھری -----اور مسکرا کر پری وش کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھر لیا --

فکر مت کرو میں نے ممی ڈیڈی کو سب کچھ بتا دیا ہے ، وہ اسلام آباد جنید چاچو کے پاس گئے ہیں ۔اب زور" زبردستی یا انتقامی جو بھی ہے عسکریم بھائی ہیں تو ان کے داماد اور تمہارے شوہر

"--

"میں پاپا کے پاس نہیں جا سکتی ۔"

"میرا خیال ہے کہ اگلے ہفتے تک وہ خود یہاں آ جائینگے ۔"

انشراح کی اس بات نے جیسے اس کی جسم میں ایک نئی روح سی پھونک دی ہو یعنی وہ بہت جلد اپنے پاپا سے ملنے والی ہے ۔

"سچ ۔"

بھیگی آنکھوں سمیت لبوں پر دھیمی مگر خوشی سے بھرپور مسکراہٹ نے انشراح کو پر سکون سا کر دیا تھا ۔

انشراح بھابھی یہ کوئی طریقہ تھوڑی کہ جب اتنا چاہنے والا اور پیار کرنے والا شوہر مل جائے تو اس کو کچھ" سمجھا ہی نہ جائے اس پر اعتماد اعتبار نہ کیا جائے --- ناراضگی اور خفگی تو بنتی ہے نا -- "گاڑی کی طرف بڑھتے ہوئے معی ید علی نے رک کر انشراح سے شکوہ کیا ---انشراح کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ---

سوری کرنے سے اور آگے بڑھنے سے میرے پیار میری چاہت میں کوئی کمی نہیں ہو جائے گی"

"---مگرمیں واقعی غوثیہ سے خفا ہوں ایک تو محترمہ نے غلطی کی اور اوپر سے اکڑی ہوئی بھی خود ہیں ۔

اس کا مطلب وہ اس وقت وہاں موجود تھا ۔

غوثیہ کے چہرے پر بھی ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا ----انشراح نے بیچارگی بھری نظروں سے گاڑی کے پاس کھڑی غوثیہ کو دیکھا --------------------------

غوثیہ بیڈ روم میں دودھ کا جگ لے آئی تھی جہازی سائیز بیڈ پر معی ی د علی نیم دراز کوئی میگزین پڑھنے میں محو تھا۔غوثیہ نے جو ر نظروں سے اس کو دیکھا۔۔۔دل کی دھڑکیں بے ربط ہونے لگی تھی۔۔ اس کو آگے بڑھنا تھا کسی بھی صورت اپنے من کے سرتاج کو منانا تھا۔۔۔ وہ نہیں رہ سکتی تھی اس کے بنا۔۔۔۔اس کی ناراضگی بے رخی برداشت کرنا اب اس کے بس میں نہیں تھا۔۔۔ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے گا۔دل میں مصمم ارادہ باندھ کے وہ چھوٹے چھوٹے قدم بیڈ کی جانب بڑھانے لگی۔ جسم میں ہلکی ہلکی سی کپکپاہٹ تھی تو ہاتھ اور پیر باقاعدہ سن ہونے گے سیاہ نیں پر پہرہ دیتی گھنی پلکوں کی باڑ میں لرزش سی تھی وجہ اپنے آنسو کو چھلکنے سے روکنا تھا۔

دونوں ہاتھوں کی سن ہوتی انگلیوں کو آپس میں پیوست کیے وہ بیڈ کے پاس آ کی تھی۔ غوثیہ کی آہٹ پر معی ید علی نے میگزین سے نگاہیں ہٹا کر سامنے دیکھاپنک اینڈ ریڈ پرپل کے امتزاج کے کڑھائی والے چوڑی دار پاجامے اور کرتے میں اس کی گندمی رنگت میں سپیدی سی گھلی ہوئی تھی دوپٹے کو ارد گرد پھیلائے ہوئے وہ اپنے وجود میں مثال تھی۔۔۔۔۔ ناراضگی اگر

آڑے نہیں آتی تو یقینا اس سادے حسن کو خراج تحسین سے ضرور نوازتا۔۔۔۔ گستاخی کی کچھ مہریں اس کی چہرے پر ضرور ثبت کرتا۔۔۔پچھلے کچھ دنوں سے جو اس نے اس کا خون جلایا ہوا

ہے دل تو کر رہا ہے کہ سارے بدلے بے باق کر د ی ی جائیں۔۔

مگر دل کو مضبوط کر کے بلوریں آنکھوں میں سرد مہری لئے وہ اس کو دیکھنے لگا۔۔

"کوئی کام ہے۔؟"

سرد لہجے میں کہے گئے چند جملے اس کی پورے وجود میں سنسنی سی دوڑا گئے ---- گھٹی گھٹی سی آہ اس کے حلق سے نکلی تھی --

خدارا معی ید مجھے معاف کر دیں ---"سسکتے لہجے میں کہتی بہت سی ہمت مجتمع کرتی وہ معی ید علی لے" پیروں کے پاس بیڈ کے نیچے بیٹھتی چلی گئی --اور دونوں پیروں کو پکڑ لیا ---

" ارے"

معی ید علی تیزی سے اٹھا تھا۔ اپنے پاؤں اس کی ہاتھ سے چھڑائے اور اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامے اس کو قالین سے اٹھا کے اپنے برابر میں بیٹھایا -----اس نے ایسا خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا کہ غوثیہ ایسا کچھ کرے گی۔

اس طرح کر کے میری محبت کی توہین تو مت کرو ، مجھے میری نظروں سے گرا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو ----" معی ی دعلی کا دل صحیح معنوں میں بہت دکھا تھا --"

آپ کی بے رخی آپ کے ناراضگی میری جان لے لے گی معی ید --"وہ جو بڑی مشکل سے لرزتیپلکوں کی" سہارے آنسوں کو روک رکھا تھا ٹپ ٹپ کر کے بہتے چلے گئے ---

میری بے رخی اور ناراضگی کی اتنی ہی پرواہ ہوتی تو اس دن میرے پاس آتی -- ناکہ بیڈ روم میں آکر صوفے" پر مجھ سے دور بیٹھ جاتی تھی ۔ "بے ساختہ شکوہ کیا تھا۔

میں آپ کے غصے سے ڈر گئی تھی اس لیے آپ کے پاس نہیں آئی تھی -----"اس نے جھجکتے ہوئے" اپنے دل کی بات کی جس پر معی ید علی نے اس کے جھکے سر کو تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کو اٹھایا اور بغور ان سیاہ نین کٹوروں میں جھانکا۔

تو غصہ دور کرنا بھی تو تمہارا کام تھا۔ جو تمہی نے دلایا تھا۔ "معی ید علی کا جتاتا ہوا لب ولہجہ غوثیہ کو مزید" خفت اور شرمندگی میں مبتلا کر گیا۔

پلیز معاف کر دیجیے ----"اس نے التجائیہ انداز اپنایا۔"

"پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں تھا، میرے زور بازو پر یقین نہیں تھا۔"

ہمیشہ سے تھا---"اس نے مضبوط لہجے میں کہا۔"

تو پھر کیوں اکیلی گھٹ گھٹ کر سانس لیتی رہی۔ پریشانی اٹھاتی ہر تم جانتی ہو جب جب مجھے یہ خیال آتا" ہے میں خود کو نامکمل فیل کرتا ہوں کہ یقینا میری محبت میری چاہت میں کوئی کمی بیشی رہ گئی ہے جو غوثیہ نے مجھے اعتبار کے لائق ہی نہیں سمجھا۔ "وہ دھیمے اور بوجھل لہجے میں کہہ رہا تھا۔

ایسی بات نہیں ہے معی ید ---آپ تو میری اولین چاہت میری اولین پسند رہے ہیں مگر اس وقت جو حا" لات کو معاملات مخالف سمت جا رہے تھے مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیسے اس مسئلے کو ہینڈل کروں آپ کی جان مجھے اپنے جان سے بڑھ کر عزیز ہے۔ مجھے بھلے ہی کچھ ہو جاتا مگر آپ پر معمولی سی آنچ بھی آ جائے یہ برداشت نہیں تھا۔ "وہ گلوگیر لہجے میں کہتی معی ید علی کو بہت اونچا کر گئی تھی۔

اور تمہیں کیا لگتا ہے تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں کیا جی پاتا---"معی ید علی کی گہری سنجیدگی پر غوثیہ کچھ لمحو" تک کے لیے خاموش رہی--

ایم سوری ---"کچھ لمحوں کی خاموشی کے توقف کے بعد وہ بولی۔"

"سوری بول کے مجھے شرمندہ مت کرو ---- تم میرے لیے کیا ہو یہ تمہیں بھی علم نہیں ---- بس اتنا سمجھ لو کہ تم میری شہ رگ ہو میرا دل ہو میری آتی جاتی سانس ہو۔"بلوریں آنکھوں میں جہان بھر کی چاہت لئے وہ اس کے سندر مکھڑے کو تک رہا تھا --- غوثیہ کا ضبط جواب دے گیا

---ایک سسکی لیتی وہ اس کے کسرتی سینے سے لگی تھی ---

معی ید علی نے اپنی متاع جان پر اپنے مضبوط آہنی بازوں کا حصار کھینچ دیا

اس کو کسی قیمتی شے کی طرح خود میں چھپا لیا۔اس کی روشن پے شانی پر اپنی بے تابی کا اک بوسہ دیا۔

، غوثیہ اب ہر ڈر سے ہر خوف سے آزاد ہو گئی تھی -- معی ید علی کی مضبوط پناہیں اس کی لیے سب کچھ ہیں جہاں اس کو تا عمر بسیرا کرنا ہے --- اپنی زندگی کی ہر سانس بتانی ہے ----آنکھوں کو موندے وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر وہ خود کو بہت محفوظ سمجھ رہی تھی

عسکریم زیدی کا اب معمول بن گیا تھا کہ وہ اپنے روم میں جانے سے پہلے زریبنہ کے ساتھ گھنٹہ دو گھنٹہ ضرور گزارتا تھا ----اس وقت بھی وہ ان کے روم میں تھا۔ان چند دنوں میں اس کے اندر کی محرومی اور تشنگی پوری ہو گئی تھی ----جو خلاءاس کی دل میں تھا وہ زریبنہ کے توجہ دینے سے ان کے خیال رکھنے سے اور نت نئے کھانے بنا کر کھلانے سے دور ہوتا چلا گیا تھا --- وہ جو یہ سمجھتا تھا سوچتا تھا کہ وہ کبھی اپنے ماں کے پاس نہیں جائے گا اور ان کو اپنے پاس نہیں آنے دے گا --- سرد مہری جو اس کی ذات کا حصہ بن چکا تھا ساری زندگی بس اسی میں گزار دے گا۔ مگر اس کے ارادے اس کے خود سے کئے گئے وعدے مٹی کا ڈھیر ہو گئے ---انا اور ضد کی ایک ایک اینٹ خود بخود گرتی چلی گئی ----وہ اندر سے خود کو جتنا بہادر اور مضبوط سمجھ رہا تھا در حقیقت وہ تو بہت کمزور نکلا اس کے اندر کا معصوم سا بچہ ہمکنے لگا تھا۔ اپنی ماں کی آغوش میں

آنے کے لئے تڑپنے لگا ان کے آنچل میں چھپنے لگا ---بھلا کیسے وہ اپنی ماں کو اپنی نظروں کی سامنے ٹوٹتا ہوا دیکھ سکتا تھا--- اس دن بھی یہی ہو تھا وہ تڑپ کر آگے بڑھا تھا اور اپنے بازوؤں میں کسی قیمتی شے کی طرح چھپا لیا --

"کیسی ہیں موم --"

وہ بیڈ پر ان کے پاس ہی چڑھ کر بیٹھ گیا--- زرینہ جو بیگ کراؤن سے ٹیک لگائے کوئی سفر نامہ پڑھ رہی تھی ---بک سائیڈ پر رکھے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی ---

" میں بالکل ٹھیک ہوں"

زرینہ کو دوزانوں بیٹھنے پر وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا---- زرینہ دھرے دھرے اس کی گھنے سیاہ بالوں میں انگلیاں سہلانے لگیں -- جس سے عسکریم زیدی کے پورے جسم میں پرسکون سی ٹھنڈک سرائیت کر گئی -

"آج بہت لیٹ آئے ہیں --"

انہوں نے مسکراتی ہوئے شیرینی لہجے میں کہا -

" جی آج دبئی سے جو لوگ میٹنگ کے لیے آئے تھے ان کے ساتھ لاثانیہ میں ڈنر تھا"

اس نے سیل فون نکالیا جس میں کچھ میل چیک کرنے لگا - زرینہ نع فون پر ایک نظر ڈالی اور پھر اس کی چہرے کو دیکھنے لگیں -

" عسکریم"

انہوں نے آہستگی سے پکارا -

" جی"

انداز مصروفیت جیسا تھا۔

"بیٹا آپ نے پری وش کے بارے میں کیا سوچا ہے --"

" پری وش"

اس نے نام دہرایا اور فون پہ جس تیزی سے انگلیاں چل رہی تھی پری وش کے نام سے یک دم رک گیئں۔

"کیا ہوا ھے اسے ۔"

اللہ نہ کرے کہ انہیں کچھ ہو --مگر میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ کب تک وہ اس طرح رہیں گی"

"۔

کیا مطلب اس طرح رہے گی جس طرح رہ رہی ہے ----کوئی پریشانی ہے اس کو یہاں ، یا اگر"

"اس نے آپ سے کچھ کہا ہے تو بتائیے ابھی جا کر دماغ درست کرتا ہوں --

اس ک چٹان چہرے پر برہمی اور آنکھوں میں تلخی کے رنگ نمایاں ہونے گے تھے ۔

ارے نہیں چاند ، ایسے نہیں بولتے ----وہ بے چاری بے ضرر معصوم سی بچی بھلا کیا کسی کو کچھ کہہ سکتی"

"ہے ۔

" خیر آپ یہ بتائے جو بات ہے"

"پہلے آپ مجھے اس بات کا جواب دیجئے پری وش سے نکاح کرنے کے بعد اپ نے اس کی کیا زمہ داری اٹھائی ہے --"

"ذمہ داری نہیں اٹھائی مگر موم میرا نہیں خیال اسے کسی شے کی ضرورت ہو گی کیونکہ اس کی تو ہر ضرورت پوری کی جا رہی ھے -"

"اور ان کی ہر ضرورت کون پوری کر رہا ھے ؟ "عسکریم زیدی خاموش ہو گیا -"

"کبھی آپ نے اس سے پوچھا کہ پری وش اگر کسی شے کی ضرورت ہو تو مجھ سے بلا جھجک کہنا -"

"ہاں تو وہ مجھ سے کہہ سکتی ہے اسے جو چیز چاہیے میں منع تو نہیں کروں گا - "وہ لا پرواہی سے گویا ہوا -"

"آپ کو لگتا ہے کہ آپ کا رویہ آپ کا نداز پری وش کی یلے ایسا ہے کہ وہ خود آپ کے پاس آکر فرمائش کریں -"

وہ الٹا عسکریم زیدی سے سوال کر رہی تھیں --- عسکریم زیدی کی نگاہوں میں سوچوں کے در کھلنے گے --

یہ تو سچ تھا اس کے پری وش کو نرم نگاہوں سے دیکھنا تو دور کبھی نرمی سے بات بھی نہ کی بلکہ جب جب اس کو دیکھتا تو جنید کی تھپڑ کی گونج اس کی سماعتوں میں گونجتی ---اور پھر رگوں میں شرارے سے دوڑنے لگتے --- مگر وہ اس سچائی سے بھی منہ نہیں موڑ سکتا کہ جب انشراح اس کو لے جانے لگی تو یوں محسوس ہوا کہ اس کے سینے میں کوئی اس کا دل نوچ کے لے جا رہا ھے - مگر آج تک وہ اس جذبے کو کوئی نام نہیں دے سکا -

"خیر یہ بعد کی بات ہے ابھی ایک اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ آج جنید شاہ کا فون آیا تھا -"

" واٹ"

وہ اس طرح اٹھ کی بیٹھا جیسے سو واٹ کا کرنٹ چھو گیا ہو -

اس کی ہمت کیسے ہوئی یہاں فون کرنے کی -----"اس کے آنکھوں اور چہرے پر غصے غیض و غضب اور" اشتعال کے ملے جلے تاثرات تھے ، تو لہجے او ر انداز میں نفرت ہی نفرت تھی - "جنید شاہ نہایت شرمندہ ہے اپنے کیے پر نادم ہے پشیمان ہے وہ مجھ سے گڑگڑا کر معافیاں مانگ رہے تھے ، پری وش سے ملنے کی لیے "تڑپ رہے ہیں -

کیوں اب اس کی اکڑ اور غرور کہاں گیا - گھمنڈ جو اس کے اندر تھا وہ اتنی جلدی ٹوٹ کر چکنا چور ہو گیا کہ وہ" گھٹنوں کے بل بیٹھا معافیا ں مانگ رہا ہے - "ہتک آمیز لہجے میں کہا -

اولاد ایسی چیز ہے میری جان کہ مضبوط سے مضبوط چٹا ن سے زیادہ طاقت ور انسان بھی اولاد کے دکھ اس" کی جدائی کے آگے ٹوٹ جاتے ڈھے جاتا ہے -

"میں بھی ایک ماں ہوں اور اپنی اولاد کی جدائی نے مجھے میرا اپنا آپ بھلا دیا -

آپ کی ناراضگی اور خفگی نے مجھے توڑ دیا تھا یو کے میں تھے تو میری نظروں کے سامنے تھے تو تسلی تھی سہارا" "تھا --- مگر جب آپ مجھے چھوڑ کر پاکستان چلے آئے تو ایسا لگا جیسے میری جسم سے روح نکل گئی ہو --

گزرتے دنوں کی کرب اور درد کی قریر ان کی آنکھوں میں رقم تھے ، ان کی آنکھوں کی نمی نے

ی ی تھے - عسکریم زیدی کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر د

موم پلیز گزری باتوں کو یاد کر کے خود کو اور مجھے تکلیف مت دیں ، میں آج میں جینا چاہتا ہوں اور میرے آج" میں آپ میرے ساتھ ہیں بس میں کچھ اور نہیں جانتا نہ سوچنا چاہتا ہوں - "عسکریم زیدی نے بے ساختہ ان کو اپنے ساتھ لگا یا تھا -

" ٹھیک ھے جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا مگر میری بات پر غور ضرور کریں ۔"

"جنید شاہ سے بات کریں ، وہ ب پچھتا رہے ہیں اپنے کئے پر ۔۔"

صرف آپ کے کہنے پر سوچوں گا ۔ "اس نے زرینہ کا چہرہ دیکھا"

اور یہ دوسری بات ہم سب چاہتے ہیں کہ اس ہفتے آپ کے اور پری وش کے ولیمے کی تقریب رکھ دی جائے" ۔"

اس کی کیا ضرورت پیش آ گئی ۔۔۔ "وہ بدک گیا ۔۔"

"کیا مطلب ، تو کیا ساری زندگی ایلے ہی رہنا ہے ؟"

تو اس طرح رہنے میں کیا قباحت ہے ؟ "وہ نا سمجھی کیفیت میں زرینہ کو دیکھنے لگا تھا ۔"

"زندگی کی خوشیوں اور رعنائیوں پر آپ کا اور پری وش کا کوئی حق نہیں ۔"

موم زندگی گزرانے کی لیے جن جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب پری وش کو میسر ہیں ، ہر آسائش اس" "کو مل رہی ھے ۔

مگر میری جان یہ سب تو ان کو جنید شاہ ان کے پاپا کے گھر میں بھی میسر تھیں نا ۔ "انھوں نے جتانے" والے لہجے میں کہا ۔

ہاں تو اس کو شکر گزار ہونا چاہئے کہ اپنے باپ کے گھر میں بھی ہر ضرورت پوری ہو تی تھی اور شوہر کے گھر" میں بھی اس کی خواہشات کا خیال رکھا جا رہا ھے ۔۔۔ "فخر یہ انداز اپنایا

اچھا یہ تو بہت نئی خبر ہے کہ آپ پری وش کے شوہر ہیں ۔۔۔۔ "زرینہ نے مسکراتی نظروں سے اس کو" دیکھتے ہوئے دلکشی سے کہا ۔

یس موم ہمارا نکاح ہوا ہے وہ میری منکوحہ ہی ہوئی نا--- ''یقینی لہجے میں کہتے ہو اس کے چہرے پر بہت''
معصومیت سی تھی جس پر زرینہ اپنے بھولے بھالے بیٹے پر ہنس دی تھیں۔ ''اتنے بڑے بزنس ٹائیکون
ہیں ماشاء اللہ مگر میاں بیوی کے مقدس رشتے میں بالکل بدھو

---''زرینہ نے مسکرا کر اس کی روشن پیشانی پر ہلکی سی چپت لگائی۔

موم مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا آپ کہنا کیا چاہتی ہیں--- ''اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے واضع رنگ''
تھے--

بیوی کو صرف آسائش اور لگب''

ی ہوتی اس کو اپنے شوہر سے مکمل توجہ اور اس ری ہی نہیں چا

''کا پیار بھی چاہئے ہوتا ہے جب جا کے وہ مکمل ہوتی ہے فخر کرتی ہے--

انہوں نے دھرے سے سمجھایا تھا اب اس کی کتنا سمجھ میں آیا یہ اندازہ لگانا زرینہ کی لیے تھوڑا مشکل تھا--

یعنی کہ میں سارا بزنس کام وغیرہ چھوڑ کر محترمہ کے گھٹنوں سے لگ کر بیٹھ جاؤں۔ ''اس کی عقل میں جو آیا''
جو سمجھ میں آیا اس نے بول دیا--

''افففففف''

زرینہ نے اس کی کم عقلی پر اپنا سر پیٹ لیا، دل چاہا ماتم کریں عسکریم زیدی کی ناسمجھی اور بے عقلی پر----

کیا ہوا مام میں نے کچھ غلط کہا--- ''اس نے زرینہ کو سر پیٹتے دیکھ کر فکر مندی سے پوچھا---''

نہیں میری جان آپ بھلا کبھی کچھ غلط کہہ سکتے ہیں---''زرینہ نے دلار سے اپنے جگر کے'' ٹکڑے کو دیکھا--- اور اس کی معصومیت و ناسمجھی پر نہال ہو گئیں---

ی ت محبت و چاہت کے جذبات و احساسات اس کے پتھر دل میں کبھی دراڑ نہیں ڈال وہ سمجھ سکتی سکتے مگر اب اس کو یہ جذبات محسوس کرنے ہوں گے-- اپنے دل میں پر ی وش کو بسانا ہو گا--- اپنی زندگی میں اس کو جگہ دینا ہو گی---وہ صرف اپنے بیٹے کے لئے دعا کر سکتی ہیں کہ اس کا دل محبت کے احساس سے آباد ہو جائے، پری وش کا احساس اس کے دل پر دستک دے---- اور وہ جانتی ہیں بہت جلد ایسا ہو گا--- بہت جلد عسکریم زیدی کے چہرے اور آنکھوں میں محبت کی چمک دمک وہ دیکھیں گی--- ''مام بھی نا ''کبھی کبھی جانے کیا کیا کہتی ہیں---

وہ زرینہ کو شب بخیر کہتا ہوا ان کے روم سے نکل آیا مگر ہر روز کی طرح ان کی پیشانی پر بوسہ لینا نہیں بھولا تھا---

پری وش اپنے بیڈ پر لیٹی تھی سونے کے لئے مگر ایسا لگتا تھا جیسے ان آنکھوں سے نیند کوسوں دور ہے آج اس نے اپنے پاپا سے بہت ساری باتیں کی تھیں--- بہت روئی تھی---اتنا کہ اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں --- اس کو غوثیہ اور زرینہ نے ہی سنبھالا تھا--- وہ جانا چاہتی تھی اپنے پاپا کے پاس--- ان کے گلے سے لگ کر بہت رونا چاہتی تھی--- کتنے دن ہو گئے تھے اپنے پاپا کو دیکھے---- آج فون پر ان کی آواز سنی تو دل بھر آیا--- وہ سہہ نہیں سکی یہ درد جو آنکھوں کے ذریعے بہتا چلا گیا---

جنید شاہ کو سوچ کر وہ اٹھ کے بیٹھ گئی --- اندر باہر عجیب سی گہری گھٹن کا احساس ہونے لگا تھا--- دل میں ابھی ہلکا ہلکا سا درد اٹھا تھا--- کمرے کی اس فضا میں اس کا سانس ہلکا تیز ہونے لگا تھا--- وہ بیڈ سے نیچے

اتری اور کمرے میں موجود ٹیرس کی طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی تھی--- سر سبز لان میں جہاں ہر شے کو مرکری بلب نے روشن کیا ہوا تھا وہیں اس پر گہرے سناٹے کا بھی راج تھا--- اور یہی گہرا سناٹا اس کی ذا ت کا حصہ بن چکا تھا--- عسکریم زیدی نے زبردستی اس کو اپنی زندگی میں شامل تو کر لیا تھا مگر اس کا دل آج بھی ویران بنجر ہے محبت تو دور پسندیدگی کی معمولی سی بھی کونپل اس کے دل میں عسکریم زیدی کے لئے نہیں پھوٹی تھی--- ان کا رشتہ بس کاغذ کی حد تک تھا جس سے نہ تو وہ کبھی باہر آیا نہ ہی پری وش نے کوئی قدم آگے بڑھایا اور پھر محبت ، پسندیدگی ، احساس و جذبات تو وہاں پنپتے ہیں جہاں ایسی کوئی ڈور، وعدہ ، عہد و پیمان ہاتھ میں تھمائے جائیں--- جہاں خوابوں کا کوئی بسیرا ہو---- مگر یہاں تو کچھ بھی نہیں -- دونوں ہاتھ خالی ہیں--- دل خالی ہے--- آنکھوں میں کوئی خواب نہیں---- یہاں تک کہ امید کی ہلکی سی کرن بھی نظر نہیں آتی--- عسکریم زیدی پتھر جیسا دل رکھنے والا چٹانوں جیسی مضبوطی والا انسان--- وہ محبت جیسے جذبے سے کوسوں دور ہے---- تو پھر کیسے پری وش اس کے بارے میں سوچ سکتی ہے--- کیسے اپنے نہاں خانوں میں اس کو جگہ دے سکتی ہے--- اس کے بات کرنے کے انداز ، دیکھنے کے انداز میں اس کے لئے سوائے سرد مہری ، نفرت انگیز باتیں، طنز و تضحیک، بے زاری، انتقام کی جھلستی آگ، یہی سب تو اس کے حصے میں آیا تھا--- یہی سب اس کے دامن میں ڈالا گیا تھا--- دل کے کشکول میں پھینکا گیا تھا---اور شاید تا عمر اس کو اسی طرح زندگی گزارنی تھی---

کتنے ہی گرم گرم سیال آنکھوں سے بہتے اس کے رخسار کو بھگوتے چلے گئے تھے--- اس کی ہر سوچ تھکنے لگی تھی--- اپنی کم مائیگی کے اس احساس نے اس کو اندر تک بھگو دیا تھا--- عسکریم زیدی اپنے بیڈ روم کی جانب جانے لگا تھا مگر جانے کس خیال کے تحت وہ پری وش کے دروازے تک رک گیا تھا---

عورت صرف دولت ، آسائش، لگژری کی ہی بھوکی نہیں ہوتی اس کو عزت اور محبت بھی چاہیئے ہوتی ہے"
"جب جا کے وہ خود کو مکمل لگتی ہے---

زرینہ کا یہ جملہ اس کے کانوں میں گونجنے لگا۔۔۔

یی اندر داخل حالانکہ دل میں کوئی ارادہ نہیں تھا کہ وہ پری وش کے روم کے دروازے تک رکتا یا بنا دستک د ہوتا۔۔۔ اس نے اپنی متلاشی نگاہیں ہر طرف دوڑائیں مگر ان نگاہوں نے ناکامی ہی پائی۔۔۔۔ عسکریم زیدی کے چہرے پر معمولی سی فکر مندی کے رنگ چھلکنے گے تھے۔۔۔۔ اس کی نظر اس کے روم میں بنے ٹیرس کے کھلے دروازے پر ٹھہر گئی۔۔۔ وہ سمجھ گیا کہ پری وش ٹیرس میں ہو گی۔۔۔ وہ مضبوط قدم دبیز قالین پر دھرتا اس سمت جانے لگا۔۔۔۔ ٹیرس کے کھلے دروازے پر آر کا۔۔۔ سامنے ریلنگ کے پاس کھڑی پری وش کے دیکھنے لگا۔۔۔ دھانی اینڈ پنک امتزاج کے کاٹن ا ی یائیڈری سوٹ میں اس کی شہابی رنگت میں اداسی پنہاں تھی ۔۔۔ وہ اس خوبصورت اداس منظر کی ایک تصویر لگ رہی تھی۔۔۔ یہ چہرہ وہ چہرہ ہے جس نے راتوں کو اس کو بہت بے چین کیا ہے ۔۔۔ اس کی نیندیں ڈسٹرب کی تھیں۔۔۔۔ کبھی کبھی تو وہ اس قدر جھنجھلاہٹ کا شکار ہو جاتا تھا کہ پوری رات اسموکنگ کرتا ادھر سے ادھر ٹہلتے گزار دیتا۔۔۔ کبھی کچھ سمجھ میں ہی نہیں آیا اپنی خود کی بدلتی کیفیت وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔ اپنے خود کے دل کی آواز نہیں سن پا رہا تھا۔۔۔ حقیقت تو یہ تھی کہ حساس نازک جیسے جذبوں اور محبتوں کو کبھی اس نے محسوس ہی نہیں کیا۔۔۔ کبھی ان چکروں میں پڑا ہی نہیں۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ صنفِ نازک جیسی قوم سے نفرت کرتا تھا ان سے چڑتا ہو۔۔۔ بس کبھی اس طرف دیکھنے کے لئے ٹائم ہی نہیں ملا۔۔۔ بزنس، میٹنگز، ڈیلی گیٹیش ن ، بس یہی اس کی لائف تھی۔۔۔ خوشنما رنگ ، لہلہاتے آنچل کیا ہوتے ہیں وہ یہ سب جانتا ہی نہیں تھا۔۔۔ زرینہ اس کی ماں عورت کے نام پر بس وہ ہی اس کی زندگی میں تھیں۔۔۔ دوسری کسی عورت کا تصور بھی اس کے وہم و گماں میں نہیں تھا۔۔۔ اور جب وہم و گماں

میں نہیں تھا تو بھلا خوابوں و خیالوں میں کیسے گزر ہوتا۔۔۔ بدلے و انتقام کی جو پٹی اس کی آنکھ پر بندھی تھی وہ بھلے ہی جنید شاہ ایک مرد کی وجہ سے تھی مگر اس کا قرض اس کی سزا اس کی بیٹی ایک صنفِ نازک نے پائی تھی جو اس کی زندگی میں آنے والی دوسری عورت تھی ۔۔۔۔ جس سے اس نے ہمیشہ نفرت شدید نفرت ہی کی۔۔۔ کبھی بھولے سے بھی نرمی سے بات کرنا تو دور نرم نظروں سے دیکھنا بھی پسند نہیں کیا تھا۔۔۔ مگر جب انشراح کے ساتھ جانے کو راضی ہوئی تو اس کو بہت برا لگا ، ناگوار گزرا جس کا اس نے ایک ہی حل نکالا کہ وہ ہمیشہ اس کے گھر میں اس کی نظروں کے سامنے رہے۔۔۔ اسی لیے نکاح جیسے مقدس و پاکیزہ رشتے میں باندھ کر اپنے نام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ کے لئے قید کر لیا۔۔۔

وہ آگے بڑھا اور بالکل اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔۔۔ اس کے شہابی چہرے کو اس کی شہد آگیں گولڈن بالوں کی چھوٹی چھوٹی لٹیں چھیڑ رہی تھیں۔۔۔

وہ اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ نہ تو اس کو اپنے رخسار پر اٹھکیلیاں مستی میں جھومتی لٹوں کی چھیڑ خانی محسوس ہو رہی تھی اور نہ ہی عسکریم زیدی کی موجودگی نے اس کے تسلسل کو توڑا تھا۔۔۔ وہ بالکل منہمک تھی اپنی گہری سوچوں میں۔۔۔ چہرے پر سوچوں کے جالوں میں ایک درد ایک تکلیف تھی۔۔۔ اذیتوں بھری کرب بھری ایک تحریر رقم تھی۔۔۔ عسکریم زیدی نے بغور اس چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔ اس کی سوچوں اس کی الجھنوں کی ہر گرہ خود بخود کھلتی چلی گئی تھی۔۔۔ اس کو سارے سوالوں ، اس کی بے چینیوں کو اس ملے جواب مل گئے تھے۔۔۔ وہ تو نفرت کرتا تھا اس چہرے اس وجود سے ، تو پھر کیوں وہ اس کے یہاں سے اٹھنے سے بے چین ہو گیا تھا۔۔۔ کیوں وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ پری وش یہاں سے اس کی نظروں سے رود جائے ےاور اس کا جواب یہی تھا کہ وہ اس کو اپنا سب کچھ مان چکا ہے۔۔۔ اپنی زندگی مان چکا ہے۔۔۔ حقیقت اور سچائی بس یہی ہے

کہ وہ پری وش کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا۔۔۔ بھلے ہی زور زبردستی سے اس نے اس کا نام اس کے وجود کو اپنے نام تو کر لیا مگر اب دل کو پوری اس کی رضامندی سے حاصل کرے گا۔۔۔

دل نے شدت سے چاہا اپنے دونوں پروں کو پھیلا لے اور اس کے گرد اس کا حصار باندھ کے ہمیشہ کے لئے اس کے درد کو اس کے کرب و تکلیف کو اپنے پروں میں سمیٹ لے۔۔۔ اور بالکل بے ساختہ ہی عسکریم زیدی نے اپنا ہاتھ بڑھا کے اس کے شانے پر آہستگی سے دھر دیا۔۔۔

پری وش اس لمس پر بری طرح چونک کر رہ گئی تھی اور تیزی سے مڑی۔۔۔۔ مقابل جس ہستی کو پایا خوفزدگی اس کے ہر ہر عضو سے عیاں ہونے لگی تھی۔۔۔ بلیو جینز پر پرپل شرٹ اینڈ پرپل ڈوس والی ٹائی میں اس کا لمبا چوڑا سراپا پہلے کی طرح نمایاں لگ رہا تھا۔۔۔

پہلے کی طرح وہی سرد مہری ، سپاٹ انداز لئے وہ اس کو تک رہا تھا۔۔۔ وہ ایک دم محتاط سی ہو گئی تھی اور سوچنے پر مجبور تھی کہ رات کے گیارہ بجے وہ اس کے روم میں کیا کر رہا ہے۔۔۔ پری وش کے چہرے پر جو خوفزدگی تھی اب وہاں گھبراہٹ نے اپنی جگہ بنانا شروع کر دی تھی۔۔۔ عسکریم زیدی نے نہایت دلچسپ بھر ی نظروں سے یہ چہرہ اور اس چہرے کے آتے جاتے رنگوں کو دیکھا تھا۔۔۔

سوچ رہا ہوں بہت اکیلا رہ لیا۔۔۔ اب مکمل طور پر تمہیں تمہارے روم سے اپنے روم میں شفٹ کر دیا جائے۔۔۔"عسکریم زیدی کا مسکراتا لہجہ جب اس کی سماعت سے ٹکرایا تو خود کی سماعت پر ہی گماں ہوا کہیں یہ کوئی خواب تو نہیں یا اس کو کوئی دھوکہ تو نہیں ہوا۔۔۔

عسکریم زیدی کے لفظوں پر تو غور نہیں کیا تھا جتنا اس کے لہجے نے اس کو چونکا دیا تھا۔۔۔ اس کے چونکنے پر عسکریم زیدی ہلکے سے مسکرا دیا۔۔۔ ایک اور انکشاف۔۔۔ ایک اور راز۔۔۔

جس سے آج پردہ ہٹ گیا تھا۔۔۔ ایک اور انہونی۔۔۔

جس کا خواب و خیال میں بھی تصور نہیں تھا---

عسکریم زیدی کے مسکرانا بھی آتا ہے---یہ ایک حیرت انگیز بات ہی تو ہے--- اس کی سوچوں کے خلاف----

پری وش بناء پلک جھپکائے اس کو تکتی چلی گئی تھی---

اب یونہی ٹکٹکی باندھے مجھے دیکھتی رہو گی یا کچھ بولو گی بھی--- "وہی مسکراتا لب و لہجہ---"

پری وش سٹپٹا کے رہ گئی--- پلکوں کی گھنیری باڑ دہکتے عارض پر سجدہ ریز ہو گئیں---

لرزتی پلکوں کی گھنیری باڑ کو عسکریم زیدی نے آج پہلی بار یوں بغور دلکشی سے دیکھا تھا---پہلے کبھی فرصت ہی نہیں ملی--- مگر اب ایسا محسوس ہوتا جیسے پری وش کے بغیر یہ زندگی نامکمل ہے--- ادھوری ہے---- دل خالی خالی ہے----

مگر دل میں کسی کونے میں ایک بات اور اس کو پریشان کرتی ہے کبھی کبھی کہ کیا اس نے اس معصوم لڑکی کے ساتھ کچھ زیادہ ہی غلط نہیں کر دیا--- کچھ زیادہ ہی ناانصافی نہیں کر دی--- مگر وہ بھی کیا کرتا اس کا انداز ہی ایسا ہے کسی کی بھی جان لے لینے والا----

"پری-----"

عسکریم زیدی نے اپنی انگشتِ شہادت اس کی ٹھوڑی پر رکھ کے ہلکے سے اس کا چہرہ اوپر کو اٹھایا--- پری وش نے بمشکل اپنی بھاری پلکیں اوپر کو اٹھائی تھیں--- جہاں ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن تھا--- جس کو باہر آنے کا راستہ ہی نہیں مل رہا تھا--- اب یہ عسکریم زیدی کی نزدیکی تھی یا اس کا ڈر و خوف----

سوچیں بس اسی بات میں الجھی ہوئی تھیں اگر وہ اپنے بابا کے پاس جانے کی بول دے کہیں وہ بگڑ نہ جائے۔۔۔۔ بن موسم بجلی کی طرح اس پر ٹوٹ نہ جائے۔۔۔

اسکائی بلیو کلف گے کاٹن کے سوٹ میں اس کا اونچا قد اس کو خاصا مغرور بنا رہا تھا۔۔۔ مگر پھر سوچا رسک اٹھانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے یہ ہمت غوثیہ ، انشراح اور زرینہ آنٹی کی ہی دی ہوئی تھی جو وہ بولنے جا رہی تھی۔۔۔

مجھے پاپا کے پاس جانا ہے۔۔۔ "بالآخر چ ھج ھکن ے ہوئے بول ہی دیا۔۔۔ بولنے کے ساتھ ہی جو سمندر" آنکھوں میں ٹھہرا ہوا تھا بالآ خر اس کو راستہ مل ہی گیا۔۔۔۔

کیونکہ اب شاید وہ اس پر تابڑ توڑ حملے کرے گا۔۔۔ ہذیانی انداز میں چیخے چلائے گا۔۔۔مگر سب کچھ اس کے برعکس ہوا۔۔۔۔جو سوچا اس کے خلاف ہوا۔۔۔

کتنی ہی دیر تک تو خاموشی کا راج رہا تھا ان دونوں کے درمیان۔۔۔ عسکریم زیدی بھی بس خاموشی سے اس کو تکتا ہی رہا ، اس کے بہتے اشکوں کو خاموشی سے دیکھتا رہا جس نے اس کا پورا چہرہ بھگو دیا تھا۔۔۔

اگر وہ خوفزدہ ہے سہمی ہوئی ہے تو وجہ بھی تو خود وہی ہے ، اس کے رویے نے ، اس کے لب و لہجے ، اس کے انداز نے ہی تو پری وش کو خوف و ہراس کا شکار کیا ہے۔۔ اب اگر وہ چاہے کہ پری وش اپنا سارا ڈر و خوف دل سے نکال دے تو یہ ایک پل کی بات نہیں تھی۔۔۔ وہ اس کا دہشت زدہ وحشت زدہ انداز بھلا کے اس کے پاس آنا تو دور ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکتی تھی۔۔۔ محبت و عشق کے معاملے میں تو وہ بھی کورا کاغذ ہے۔۔۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ سب دل کے معاملے ہوتے ہیں ، محبت دل پر دستک دے رہی ہے بس اس کا کھڑکی دروازے کھولنے کی دیر ہے۔۔۔۔ پھر ہر سو محبت کی شمع روشن ہو جائے گی۔۔۔۔ چاہت و عشق کا اجالا اس کے دل میں ہی نہیں ، اس کی زندگی میں بھی پھیل جائے گا۔۔۔۔

آپ جہاں کہیں گے میں وہیں آ جاؤں گی ، آپ کے روم میں بولیں گے آپ کے روم میں آ جاؤں" گی---"اس نے بناء سوچے سمجھے تیزی سے اس کی باتوں کی حامی بھرلی تھی---

اس کے تیزی سے بولنے پر عسکریم زیدی دلکشی سے مسکرا دیا--- اور اس مسکراہٹ میں جو بات تھی تو پری وش کو خود اپنا جملہ سمجھ میں آیا کہ وہ پاپا سے ملنے کی خوشی میں کیا جلد بازی کر چکی ہے--- وہ ایک دم خفت کا شکار ہوئی تھی---

عسکریم زیدی ایک قدم اورمزید آگے بڑھا کہ ان کے درمیان انچ بھر کا فاصلہ بھی ختم ہو گیا---

جاؤ، میں تمہارا ویٹ بہت بے صبری سے کروں گا، بہت بے تابی اور بے قراری سے کروں گا---- "عسکریم" زیدی نے نرمی سے اس کا نازک ہاتھ پکڑکر اپنایت سے کہا---

میرا انداز بہت مختلف ہے پیار ، محبت جیسے جذبے ، عشق و چاہت جیسے احساسات سے میرا دل بالکل خالی" "ہے مگر تمہاری جدائی کا درد شاید ان لفظوں کے معنی سمجھا دیے---

پری وش کا دل اس کی اس کھلی گفتگو پر بے ترتیبی سے دھڑکنے لگا تھا--- اس نے حیا کی چادر اوڑھے ایک پل کو ان گہری نگاہوں میں دیکھا تھا جس کی گہری نگاہیں اس کے ہی چہرے پر حصار باندھے ہوئی تھیں---

جانے کیوں اس کے اندر تک سکون اور طمانیت سی اترتی چلی گئی تھی ، جس سے زخم کھائے ، وہی مرہم بنے گا وہی دوا بنے گا--- تو کیا اسے یقین کر لینا چاہیئے---- اپنی سوچوں کے گرداب میں پھنسی وہ اپنا ہاتھ ان ، ہاتھوں میں مقید دیکھتی چلی گئی----

****

"کیا نام ہے اس لڑکی کا---؟"

انشراح نے مسکراتے ہوئے عاطر کو دیکھا جس کے چہرے پر نرما کے ذکر سے خوبصورت سے رنگ کھلنے گے تھے---

نرما---"اس نے آہستگی سے کہا---"

اوہ----"انشراح نے شوخی سے چھیڑا---"

"اور محترمہ کرتی کیا ہیں---؟"

میٹرک میں پڑھتی ہے، اس کا ایک چھوٹا بھائی ہے بس، وہ بھی ابھی صرف چار سال کا ہے نبیل نام ہے" اس کا--- اس کے ڈیڈ کا طارق روڈ پر اپنا کپڑوں کا کاروبار ہے اس کی ماما بہت سیدھی سادھی سی خاتون ہیں "اور----

اور بس---- کیونکہ مجھے اندازہ ہو رہا کہ یقیناً تمہارے پاس نرما کے ددھیال اور ننھیال کی بھیپوری انفارمیشن ہو" گی---"انشراح نے پرمزاح انداز میں اس کو چھیڑا تھا، جس پر عاطر کچھ خیف سا ہو گیا---

انشی بھابھی آپ سیفی بھائی سے بات کریں گی نا--- "عاطر نے فکر مندی بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے" عاطر کی خوشی چاہیئے تھی---

بالکل کروں گی--- لیکن تمہیں نہیں لگتا کہ ابھی نرما بھی پڑھ رہی ہے اور تمہارا رزلٹ آؤٹ ہو گا تو تمہیں کالج" "جوائن کرنا ہو گا---

مگر میں یہ تھوڑی کہہ رہا ہوں کہ مجھے ابھی شادی کرنی ہے میں تو یہ چاہ رہا تھا کہ ہماری بات پکی ہو جائے" کوئی منگنی--- "چ جھ ھکن ے ہوئے اس نے نظریں چرائیں---

"ماشاءاللہ---"

انشراح نے مسکراہٹ آمیز نگاہوں سے اس کا چ ھچ ھلکی اا چہرہ دیکھا تھا---

دیکھ لیا انشی بھابھی آپ نے --- یہ پور پور ڈوبا ہوا ہے نرما کے عشق میں ---"فاخر نے چٹکلا چھوڑا--- مگر" حقیقت یہی ہے کہ وہ پورا پورا ساتھ دے گا اس کا مگر بس سیفی بھائی سے بات کرنے کی ہمت خود میں جٹا نہیں پا رہا تھا---

وہ تو نظر آرہا ہے--- چلو دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے تمہارے بھائی سے بات کروں گی---" "ہائے سچی انشی " بھابھی ---"فاخر تیزی سے اس کے گھٹنوں میں آبیٹھا---

یہ تم اتنے خوش کیوں ہو رہے ہو مجھے تو تم پر بھی شک ہو رہا ہے--- جلدی بتاؤ کیا چکر ہے----"انشراح" نے شک بھری نظروں سے فاخر کو دیکھا---

توبہ استغفار انشی بھابھی میں جو ان سب چکروں میں پڑوں---"اس نے برا سا منہ بنایا--- جس پر وہ ہلکے" سے ہنس دی---

اوکے تمہیں تو بعد میں دیکھوں گی پہلے یوں کرو اچھا سا ٹھنڈا اورنج جوس بنا کے لاؤ ہمارے لئے"

---"انشراح نے اس کے سر پر چپت لگائی---

"وہ تو میں پلا دوں گا مگر وکٹری کا نشان تو بنا کے خوش کر دیں---"

سمجھو کام ہو گیا--- تمہارے سیفی بھائی کو منانا مشکل نہیں ہے----"انشراح نے سبز آنکھوں میں روشنی" بھری اور چٹکی بجائی---

آپ جس طرح اور جس آرام سے کہہ رہی ہیں اتنا آسان ہے نہیں سیفی بھائی کو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں---"فاخر کے چہرے اور آنکھوں میں اداسی سی بھرنے لگی---

"مگر تم مجھے نہیں جانتے اور ہم کوئی اکیلے تھوڑی ہیں، ہم تین اور پھر دادا جان بھی تو ہمارے ساتھ ہیں---"

یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں ہے--- اب تو عاطر سمجھ تیری مراد پکی ہی پکی ہے---"فاخر نے خوشی سے" عاطر کو گلے سے لگایا--- ایسا لگ رہا تھا دونوں جہاں کی خوشیاں مل گئی ہوں--- عاطر کے دل کو بھی بہت ڈھارس ملی تھی--- اسے اب امید ہی نہیں بلکہ پورا یقین بھی تھا کہ نرما اس کی بن جائے گی---

اس دوران فاخر کچن میں اورنج جوس لینے چلا گیا---

بہت زیادہ چاہتے ہو نا---؟"انشراح نے نرم لہجے میں پوچھا تھا---"

"ہاں بہت زیادہ چاہتا ہوں---"

سفیان ملک جو اسی وقت اندر آیا تھا یہ کھلا منظر اس کو پوری طرح جھلسا گیا تھا--- اور جو منظر سب سے زیادہ واہیات تھا جس نے اس کو دہکتے انگاروں پر لا پٹخا تھا وہ تھا انشراح کا عاطر کا ہاتھ پکڑنا---

تم فکر مت کرو ہم انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے---"انشراح نے اس کو تسلی دینے کے لئے اس کا ہاتھ" نرمی سے تھام لیا تھا---

عاطر---"سفیان ملک زور سے دھاڑا تھا--- اور تیزی سے چلتا ہوا ان کے پاس آیا اور عاطر کو گریبان سے" تھام کر اپنے مقابل کر کے زور دار تھپڑ اس کے منہ پر لگایا کہ وہ دبلا پتلا سا پوری جان سے ہل کر رہ گیا تھا--- اس اچانک افتاد کے لئے دونوں ہی تیار نہیں تھے--- انشراح خود گڑبڑا کے رہ گئی تھی سفیان ملک کے اس انداز نے ملحے بھر کو انشراح کو چکرا کے رکھ دیا تھا---

سفیان بھائی---''عاطر کا لہجہ گلوگیر ہو گیا تھا---''

تو میری ناک کے نیچے یہ سب چلتا رہا ہے---''سلگتی نظریں دونوں پر ڈالیں اور خاردار لہجے میں کہا---''

عاطر کو تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا مگر انشراح نہ تو کوئی چھوٹی سی بچی تھی اور نہ ہی کوئی ناسمجھ لڑکی جو اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھتی---

کچھ اندازہ ہے کیا بول رہے ہیں آپ---''انشراح کی گلابی رنگت غصے و غم کی شدت سے دہکنے لگی تھی---''

''شٹ اپ جسٹ شٹ اپ---''

سفیان ملک زور سے پھنکارا تھا اور اس کی پھنکار میں ہزاروں زہریلے اژدھوں اور بچھو کی کھنک تھی---ایک پل کو تو اس کا دل بری طرح سہم کے رہ گیا تھا---

تمہاری قوم میں وفاداری، وفا شعاری نام کی کوئی شے ہوتی ہی نہیں ہے--- تم لوگ کبھی اپنے شوہر کی نہیں" ہو سکتیں--- ان سے وفا نہیں نبھا سکتیں--- ارے جب سگی ماں اپنی اولاد کو دھوکہ دے سکتی ہے ، ان کو روتا بلکتا چھوڑ کے کسی نامحرم کے ساتھ بھاگ سکتی ہے تو کسی اور سے وفا کی کیا امید لگائی جا سکتی ہے---"

اس کے لہجے میں اس قدر کاٹ تھی اس قدر نفرت تھی کہ وہ خود کو بہت کمتر سمجھ رہی تھی اپنے آپ کو نہایت بے مایا محسوس کر رہی تھی---

ان سرمئی کانچ سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی تھیں جس میں وہ خود کو جھلستا ہوا محسوس کر رہی تھی--- خود کو آگ کی لپیٹ میں محسوس کر رہی تھی--- وہ کھلے عام اس پر الزام لگا رہا تھا ، بہتان لگا رہا تھا ، اس کے صاف و شفاف کردار پر کیچڑ اچھال رہا تھا---

تم لوگوں کے کردار میں داغ ہوتا ہے--- اور تم کیا سمجھتی ہو آج کل جو تمہارا بدلا بدلا انداز ہے تمہارا میری" طرف بڑھنا ، تمہارے طور طریقے یہ لبھانے کا انداز-- تو کیا میں ناسمجھ ہوں یا تم مجھے بے وقوف سمجھنے کی غلطی کر رہی ہو---"سفیان ملک نے ان سبز آنکھوں میں جھانکا جہاں صرف حیرانگی تھی---

تم جانتی ہو کہ عمر سعید نے وہاں جا کے شادی کر لی ہے--- تو تمہارے پاس کوئی آپشن ہی نہیں بچا--- تم" نے سوچا عمر سعید نہ سہی سفیان ملک سہی، اور جب سفیان ملک نے تمہیں تمہارے ارادے میں کامیاب "نہیں ہونے دیا ، تمہاری خواہشات پوری نہیں کیں تو تم نے میرے ہی چھوٹے بھائی عاطر------

اس سے پہلے کہ سفیان ملک آگے کچھ بولتا عاطر حلق ک بل چیخا تھا--"

"آپ اپنے ہوش و حواس میں تو ہیں---"

ی ی تھے--- اتنی بے عزتی ، اتنی تضحیک، اس کی ذات کی دھجیاں بکھیردیں ، اس کی روح کی پرخچے اڑا د کھولتے انگاروں ، بھڑکتے شعلوں میں اس کو پھینک دیا تھا-- وہ پوری طرح جل کر راکھ ہو گئی تھی خاکستر ہو گئی تھی---

"بکواس مت کرو---"

اس نے ایک زور دار چانٹا اور اس کے منہ پر مارا تھا---

عاطر نے منہ پر ہاتھ رکھا اور چہرے اور آنکھوں میں غصہ و برہمی لئے سفیان ملک کو دیکھنے لگا تھا--

فاخر جو سفیان ملک کی چیخ سن کر کچن سے باہر آیا تھا ، اس کو بھی سفیان ملک کی اس سطحی سوچ پر حیرانگی کے ساتھ ساتھ بہت افسوس ہوا تھا-- وہ تیزی سے عاطر کے پاس آیا اور اس کو تھاما تھا--

سیفی بھائی آپ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں۔۔۔"فاخر نے روہانسے لہجے میں کہا۔۔۔"

، جو سچ ہے وہی کہہ رہا ہوں، تم لوگ جو میرے بیٹھ پیچھے گل کھلا رہے ہو تمہیں کیا لگتا ہے میں اندھا ہوں"

"مجھے اتنا بے خبر سمجھ رکھا ہے۔۔۔

سفیان ملک کے استہزائیہ انداز پر فاخر نے صدمے بھری نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔ یقین پر بھییقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ ان کا اپنا بھائی ہے، آج جو روپ ان کا ان دونوں کے سامنے آیا تھا ان کے دل میں بنا ان کا آئیڈیل ٹوٹ کے رہ گیا تھا۔۔۔

انشراح کو کب سے خاموش تماشائی بنی کھڑی سفیان ملک کو دیکھ رہی تھی ، سن رہی تھی۔۔ ان کی آنکھوں سے جو اشک متواتر بہہ رہے تھے اس بے رحم ، بے درد اورظالم انسان پر۔۔۔ اسے انشراح نے بڑی بے دردی سے رگڑا تھا۔۔۔اور دو قدم آگے بڑھی تھی۔۔۔

سفیان ملک ۔۔۔۔ آج آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ ایک بیمار انسان ہیں ، آپ کا ذہن بیمار ہے اور ایسا انسان" صرف اپنی مرضی سے سوچتا اور دیکھتا ہے۔۔۔ "انشراح کا لہجہ سرد اور کاٹ دار تھا۔۔۔ عاطر اور فاخر تو بس دیکھتے ہی رہ گئے۔۔۔

آپ مجھے عمر کا طعنہ مارتے رہے میں پہلے چڑ جاتی مگر دھیرے دھیرے ری"

ایئز ہوا کہ ہاں میری

غلطی تھی جو عمر کو پسند کیا مگر وہ تو صرف وقتی جذبہ تھا جو دھیرے دھیرے میرے دل سے ذہن سے مٹتا چلا گیا۔۔۔ مگر اس سے بڑھ کر غلطی مجھ سے یہ ہوئی جو آپ سے پیار کر بیٹھی، جانتے بوجھتے ایسے انسان سے جس کی زندگی صرف نفرت میں ہی گزری ہے۔۔۔ خود غرضی اور ضد، انا پرستی میں گزری ہے۔۔۔ جس کا دل اس قدر

میلا ہے کہ اگر خود آپ بھی دیکھ لیں تو کراہیت آجائے--- "اس نے سفیان ملک کی طرف تلخی بھرے لفظوں کے انگارے برسائے تھے--- سفیان ملک تو جیسے شعلوں پر جا گرا ہو، نگاہوں میں حقارت بھرے وہ اس تک آیا تھا اور ایک جھٹکے سے اس کی کلائی اپنی مضبوط مٹھی میں سختی سے دبوچ کر اس کی پشت پر موڑ دی تھی---

"آہ---"

درد سے وہ کراہ کے رہ گئی --- گلابی رنگت میں خون کی حدت سے لالی سی گھلنے لگی---

اپنا گناہ اپنا بدنما کردار، اپنا بدصورت چہرہ چھپانے کے لئے مجھ پر ہی تقریر جھاڑ رہی ہو--- "وہی اس کا مخصوص" ہٹ دھرم انداز تھا---

"چھوڑیں مجھے---"

انشراح میں جانے کہاں سے غیبی طاقت آگئی تھی اس نے پوری جان لگا کر اپنا ہاتھ اس کے آہنی مضبوط ہاتھ سے چھڑا لیا تھا اور اس سے چند قدم کے فاصلے پر جا کھڑی ہوئی تھی---

میرا چہرہ بدصورت ہے، میرا کردار بدنما ہے، اس کی فکر کرنے کی ضرورت آپ کو نہیں ہے--- مگر ہاں میں اتنا" تو آپ کو جان بھی گئی اور سمجھ بھی گئی ہوں کہ آپ کو میرا وجود اس گھر میں برداشت نہیں ہے ، میرا خود یہاں سے چلے جانا آپ کی جیت ہے، آپ کی سوچ سچ ثابت ہو جائے گی کہ ہر عورت آپ کی ماں جیسی ہوتی ہے--- مگر مسٹر سفیان ملک ہر عورت قیصرہ نہیں ہوتی--- کچھ ایسی بھی ہوتی ہین جو پیار کے لیے اور رشتوں کے لئے اپنی ہستی مٹانا بھی جانتی ہیں

"--- مگر آپ کو ان سب کی سمجھ نہیں---

، ناچاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ بھیگ گیا تھا، ان سبز نگاہوں میں کچھ ایسا ضرور تھا کہ سفیان ملک دھنگ رہ گیا تھا مگر حیرانگی کا دورانیہ زیادہ دیر تک نہیں تھا۔۔۔

سفیان ملک نے نفرت سے نخوت سے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا۔۔۔

انشراح کے ناچاہتے ہوئے بھی سبز آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر رخسار پر پھسلتے چلے گئے تھے۔۔۔ عاطر اور فاخر نے نہایت دکھ بھری نگاہوں سے انشراح کو دیکھا اور خفگی و ناراضگی بھری نظروں سے سفیان ملک کو دیکھا، وہ تو تصور میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ ان کا اپنا سگا بھائی اس طرح کی نیچر کا ہو گا۔۔۔۔ ان کا آئیڈیل ٹوٹ چکا تھا۔۔۔اپنے بھائی سے اعتبار، اعتماد اٹھ چکا تھا۔۔۔ اور جو الزام جو بہتان انہوں نے عاطر پر لگایا تھا وہ تو خود اپنی ہی نظروں میں گر گیا تھا۔۔۔ دل شدت سے چاہا خود کا مار دے۔۔۔ کسی بھاری ٹرالر کے نیچے آ کے اپنی جان دے دے۔۔۔ انشراح اپنے روم سے ہینڈ بیگ اور چھوٹا سا سوٹ کیس لے آئی تھی۔۔۔ فاخر اور عاطر کی نظر پڑی تو وہ تیزی سے اس کے پاس چلے آئے۔۔۔

انشی بھابھی آپ کہاں جا رہی ہیں۔۔۔"عاطر نے اس کے ہاتھ میں بلیک کلر کا سوٹ کیس دیکھا۔۔۔"

انشراح نے دونوں کو باری باری خاموشی سے دیکھا تھا اور اس خاموشی میں بھی کس قدر درد اور ہار چھپا ہوا تھا یہ سفیان ملک نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ اور شاید دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

وہ انشراح کو بری طرح نظر انداز کئے صوفے پر مغرورانہ انداز میں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کے بیٹھا تھا۔۔۔

میری اس گھر میں کبھی کوئی جگہ ہی نہیں تھی۔۔ سچ تو یہ ہے کہ میں یہاں صرف دو سال کے ارادے سے" آئی تھی مگر کب میرا ارادہ مٹی کا ڈھیر ہوا مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔ "انشراح کا انداز بے حد تکلیف دہ تھا، اس کے لہجے میں ٹوٹے ہوئے ریزہ ریزہ کانچ کی کھنک تھی، چند ہی لمحوں میں اس کی گلابی رنگت زرد پڑ گئی تھی۔۔۔

"ایک بیوی اپنے شوہر کی ہر کڑوی بات برداشت کر سکتی ہے ہر طعنہ خوشی سے سہہ سکتی ہے مار بھی کھا سکتی ہے اور گالیاں بھی سن سکتی ہے گرچہ وہ اس سے محبت کرتی ہے تو----مگر---!"

"مگر جب اس کے صاف و شفاف کردار پر کیچڑ اچھالی جاتی ہے اس کے پاک و مقدس دامن کو داغ دار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ، گھٹیا الزام غلط بہتان لگایا جاتا ہے تو سمجھو وہ اسی پل اسی وقت مر جاتی ہے---"

انشراح نے عاطر و فاخر سے نظریں چرا لی تھیں---

"تم لوگوں کے سیفی بھائی کی میں بے رخی، بے اعتنائی ، نظرانداز کئے جانا، سب کچھ برداشت کر

سکتی ہوں مگر یہ بات ی

ن---مجھے معاف کر دینا میں مزید اس گھر میں رہ کے اپنی مزید بے عزتی

برداشت نہیں کر سکتی---"

آہستگی سے کہتے ہوئے اس نے چپکے سے اپنے آنسو صاف کئے---

اس کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا جس کی کرچیاں اس کو اپنے روم روم میں چبھتی محسوس ہونے لگی تھیں، روح چھلنی ہو گئی تھی-- دل اور جسم کو جو زخم ملا تھا اس کا شاید نہ ہی کوئی مداوہ ہے اور نہ ہی کوئی مرہم نہ دوا---

وہ جا چکی تھی اس گھر کو، اس گھر کی درو دیوار کو، اس گھر کے مکینوں کو چھوڑ کے ہمیشہ کے لئے---

"دادا جان---"فاخر کو یکدم سے سکندر ملک کی یاد آئی---

"عاطر دادا جان --- یار ان کو کیا جواب دیں گے، انہوں نے جاتے ہوئے کہا تھا کہ ہم خیال رکھیں مگر---"

عاطر نے فاخر کو دیکھا۔۔۔

"جو کچھ ہوا وہ اچھا نہیں ہوا ، سیفی بھائی نے انشی بھابھی کے ساتھ ہی نہیں میرے ساتھ بھی بہت ناانصافی کی ہے ، انہوں نے بہت غلط کیا۔۔۔"عاطر نے صدماتی نگاہوں سے فاخر کو دیکھا تھا۔۔۔ "مگر میں بھی ان کا چھوٹا بھائی ہوں، اگر انہیں غصے و اشتعال میں کسی کو برباد کرنا آتا ہے تو ضد اور انا میں مجھے بھی خود کر برباد ہو جانا آتا ہے۔۔۔"جذباتی انداز میں کہتا وہ سیدھا اپنے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

فاخر حواس باختہ نظروں سے عاطر کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔

وہ چلی گئی تھی اس کے گھر سے ، اس کی زندگی سے، اسے تو خوش ہونا چاہیئے تھا، خوشی کے

ی ی جلانے چاہیئے تھے کہ وہ اپنے ارادے ،اپنی پلاننگ میں شادیانے بجانے چاہیئے تھے ، جیت کے د کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔ جیسا وہ چاہتا تھا جیسا وہ سوچتا تھا سب کچھ اس کی سوچ کے مطابق ہی ہوا تھا۔۔۔۔

لیکن اگر سب کچھ اس کی سوچ کے مطابق ہوا تھا تو پھر دل اندر سے خوش کیوں نہیں ہے، کیوں اندر سے خالی پن کا اکیلے پن کا احساس ہو رہا ہے۔۔ کیوں ایسا لگ رہا ہے وہ اس پل بالکل تنہا ہو گیا ہے، اس کا دل کچھ کہتا ہےاور دماغ کچھ اور۔۔۔ وہ کس کی مانے کس کی سنے۔۔۔

اسی کشمکش میں گھِ ا وہ بہت دور تک نکل گیا تھا کہ فاخر کی چیختی آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔۔۔

"سیفی بھائی ۔۔۔ سیفی بھائی۔۔۔"

سفیان ملک کے چہرے اور آنکھوں میں گھبراہٹ اور فکرمندی کے رنگ صاف واضع تھے۔۔۔ وہ

اپنے کئے پر جتنا پچھتاتا کم تھا--- مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا---جس نے کتنوں کو گھائل کر دیا تھا--- جس کی وجہ سے اس کا خود کا اپنا سگا بھائی تکلیف میں پڑا تھا---

سفیان ملک سر کو جھکائے دونوں ہاتھوں میں سر کو جکڑے اسی کشمکش اسی پچھتاوے کی زد میں تھا کہ اس سے بہت بڑا نقصان ہو گیا ہے---

سیفی بھائی آپ نے کیوں کیا ایسا، آپ تو ہمارے آئیڈیل تھے---"فاخر نے شکوہ کناں لہجے میں" کہتے ہوئے شکایت آمیز نگاہوں سے کرسی پر بیٹھے سفیان ملک کو دیکھا---

سفیان ملک نے دونوں ہاتھوں میں دبی سر کو اوپر اٹھایا اور ایک زخمی نظر اپنے چہیتے بھائی پر ڈالی---

آپ نے اچھا نہیں کیا-- اگر عاطر کو کچھ ہو گیا تو یاد رکھیئے گا میں بھی اسی کی طرح سسک سسک کے مر جاؤں گا، ہم دونوں بھائی ایک ساتھ دنیامیں آئے تھے اور ایک ساتھ ہی قبر میں اتریں گے---"وہ بچوں کی طرح روتا ہوا وہاں سے بھاگا تھا---

سفیان ملک کو ایسا لگا جیسے کسی نے اس کے جسم سے بڑی بے دردی سے روح کھینچ لی ہو، اس کے سر سے آسمان سرک گیا ہو،پیروں تلے زمین کھسک گئی ہو---

یہ کیا کہہ گیا فاخر اس سے، وہ دونوں تو اس کی زندگی میں اس کے جینے کی وجہ تھے، بہت چھوٹے سے تھے دونوں جب سے وہ ان دونوں کا خیال رکھ رہا ہے-- ان کی دیکھ بھال کر رہا ہے--- ان دونوں کو معمولی سے معمولی بھی تکلیف نہیں پہنچنے دی تھی---ہلکی سی چھینک آ جاتی ڈاکٹر کی لائن لگ جاتی --- عاطر اور فاخر

دونوں جڑواں تھے--- جو کرتے ایک ساتھ مل کر کرتے -- شرارتوں میں تو ان کا کوئی ثانی نہیں تھا-- مگر سفیان ملک کو یہ سکون تھا کہ ان کی حد درجہ شرارتوں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تھا---

مگر آج صرف اس کی وجہ سے اس کا بھائی کتنی بڑی مشکل میں پھنس گیا ہے آج وہ آئی سی یو میں پڑا ہے تو ،صرف اس کی وجہ سے--- مگر وہ اپنے بھائیون کو کچھ نہیں ہونے دے گا---ایک بار پھر سے وہ ہنسیں گے ان کی قلقاریاں گونجیں گی---

★★★★★★★★★★★★★

سکندر ملک آج دوپہر کی فلائٹ سے آ گئے تھے-- - فاخر نے انہیں ایک ایک بات سچ بتا دی تھی ، کچھ بھی نہیں چھپایا تھا ، ان کے پیچھے اتنا کچھ ہو گیا ، وہ کعبہ شریف کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اپنے گھر اپنے بچوں کے لیے بہت سی خوشیاں مانگ کر آئے ہیں مگر یہ کیا یہاں تو انہیں اپنے گھر کا شیرازہ بکھرتا نظر آ رہا ہے---

سامنے بلیک کاٹن کے کلف لگے شلوار قمیض میں ملبوس سفیان ملک صوفے پر براجمان سر کو جھکائے شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنسا ہوا تھا----

تمہیں کیا لگتا ہے مجھے کچھ پتہ نہیں ہے، میرے علم میں کوئی بات نہیں ہے---''چند لمحے کے توقف کے" بعد انہوں نے سامنے بیٹھے سفیان ملک کو مخاطب کیا تھا---

"انشراح بیٹی نے مجھے عمر سعید کے بارے میں بہت پہلے سب کچھ آگاہ کر دیا تھا---"

یہ کیسا انکشاف تھا ، دل کو کتنا زور کا دھکا لگا تھا--- کچھ لمحوں کے لیے تو محسوس ہوا جیسے اس کی قوت سماعت سلب ہو کر رہ گئی ہو---

"اور دوسری بات عمر سعید کا فون میرے سامنے ہی آیا تھا---"

یہ دوسرا جھٹکا تھا جو اس کو لگا تھا دل میں اک دم سی تاریکی سی چھا گئی تھی---

"دادا جان عمر سے میری فرینڈ شپ کالج سے تھی ، میں اس فرینڈ شپ کو محبت سمجھ بیٹھی مگر درحقیقت یہ غلط ہے، میں نے جب اپنے دل کو ٹٹولا تو وہاں سے ایک ہی صدا آئی ایک ہی آواز گونجی کہ یہ دل تو صرف سفیان کی مالا جپتا ہے، صرف اسی دشمنِ جاں کو چاہتا ہے اسی کے بارے میں سوچتا ہے---"نگاہیں جھکائے وہ اعترافِ جرم کے ساتھ ساتھ اپنے دل کی حکایات بھی سنا رہی تھی---

"آپ کو پتہ ہے یہ پیپر میرج صرف دو سال کے کنٹریکٹ پر ہوئی ہے اور دو سال ختم ہونے میں صرف چھ ماہ باقی ہیں--- عمر سعید کو آنے میں چھ ماہ باقی ہیں اور میری سمجھ میں نہیں آرہا میں اس سے کیا گیا وعدہ کیسے نبھاؤں--- "ان سبز کانچ سے ٹوٹ ٹوٹ کے آنسو کسی موتی کی طرح گرنے لگے تھے--- سکندر ملک نے گہری نرم نظروں سے انشراح کو دیکھا تھا--

"میرے بچے صرف وہ کرو وہ سنو جو دل کہے، زندگی کا یہ فیصلہ بہت مشکل بھی ہے اور بہت آسان بھی مگر یہ فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے----"انہوں نے مضبوط لہجے میں کہا تھا-- اس وقت اس کے سیل پر عمر سعید کا فون آگیا تھا-- انشراح نے سکندر ملک کو دیکھا---

"عمر کا فون ہے---"

"اٹھاؤ اور بات کرو---"

اس نے بھیگی آنکھوں سے سکندر ملک کو دیکھنے کے بعد فون ریسیو کر کے کان سے لگایا---

"ہیلوانشراح------جان ایک گڈ نیوز ہے---"ایئر پیس سے اس کی خوشی سے کھنکتی آواز انشراح کے کان میں پورے طمطراق سے گونجی تھی---

وہ۔۔۔وہ۔۔۔۔کیا۔۔۔"مرجھایا بوجھل سا لہجہ ، لڑکھڑاتا انداز، عمر سعید کو شدت سے محسوس ہوا تھا۔۔"

انشراح سب خیریت تو ہے نا، تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا، دیکھا مجھ سے کچھ مت چھپاؤ، بتاؤ کیا بات ہے۔۔۔"عمر سعید کے لہجے سے فکر مندی چھلکی تھی۔۔۔

سکندر ملک نے اس کے سر پر دستِ شفقت رکھ کے اس کو اشارے سے تسلی دی تھی۔۔۔ انشراح نے ہمت بندھائی اور سر کو ہلکے سے جنبش دی۔۔۔

"عمر مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔ میں تم سے کیا گیا وعدہ نہیں نبھا سکتی۔۔۔"

دل پر بھاری بوجھ آج اس نے ہلکا کر دیا تھا ، اپنے دل و دماغ کی خواہش اس کے گوش گزار کر دی تھی۔۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہو انشراح، ایسے کیسے ممکن ہے۔۔۔ آج میں نے سب کچھ حاصل کر لیا انشراح آج میرے" پاس سب کچھ ہے کہ میں تمہیں زندگی کی ہر خوشی دے سکتا ہوں ، تمہاری ہر خواہش پوری کر سکتا ہوں تو تم مجھے یوں چھوڑ کے جا رہی ہو۔۔۔ انشراح میں نے تمہارے علاوہ کسی سے محبت نہیں کی ہے، کسی کو نہیں چاہا "ہے۔۔۔پھر تم کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہی ہو۔۔۔

عمر ضروری تو نہیں پیار میں سب کو سب کچھ مل جائے۔۔۔میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی ہوں"
"عمر۔۔۔

تم سفیان سر سے پیار کرتی ہو۔۔۔؟"بہت سوچنے کے بعد عمر سعید نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا۔۔۔"

"ہوں۔۔۔"

اس نے صرف "ہوں "پر ہی اکتفا کیا اور اسی "ہوں "سے اس کو ہر جواب مل گیا۔۔۔

"ٹھیک کہا تم نے انشراح--- ضروری نہیں پیار میں کسی کو اس کا پیار بھی مل جائے--- تمہیں میں ہمیشہ اپنے دل میں سمندر میں چھپے سیپ کے اندر قیمتی موتی کی طرح سنبھال کے رکھوں گا---"

اس کے لہجے میں ٹوٹے ہوئے خوابوں کی کرچیاں تھیں--- اس کے لہجے کی اداسی اور پژمردگی انشراح کو اپنے دل میں محسوس ہوئی---- عمر سعید کا نازک سا صاف و شفاف دل توڑتے ہوئے اس کو بہت افسوس ہوا تھا---

عمر پلیز کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کر لینا--- "عمر سعید نے ایک لمبی سانس کھینچی تھی---"

"تم چاہتی ہو کہ میری زندگی کا اب ہر پل اذیت اور درد میں گزرے تو میں یہ اذیت اور درد باخوشی سے سہہ لوں گا--- میں تمہیں یہی خوشخبری سنانے والا تھا کہ اسی ہفتے تمہارے پاس آ جاؤں گا--- مگر شاید میرا اب آنا ناممکن ہو---"

سفیان ملک پر کتنے ہی حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ کے گرے تھے جس کے نیچے اس کا وجود ریزہ ریزہ ہوتا چلا گیا---

"تم نے بہت غلط کیا، زیادتی کی ہے اس بچی کے ساتھ--- اور تو اور اس سے بھی بڑھ کر جو گناہ کیا وہ اپنے چھوٹے بھائی عاطر پر اتنا گھٹیا اور گھناؤنا الزام لگا کر--- تم نے میرا دل دکھایا ہے سیفی میرا مان توڑ دیا، میرا فخر میرا غرور مٹی میں ملا دیا-- تم نے میرا ہی نہیں میرے جگر گوشے عاطر اور فاخر کا بھی دل دکھایا ہے جو میری جان ہیں--- اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا----"

ان کی بوڑھی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے-- لہجے میں کرب کی درد کی جو تحریر رقم تھی اس نے سفیان ملک کو مزید پستیوں میں پھینک دیا تھا---

کھڑے ہوئے اپنی اسٹک سنبھالی --- عاطر اور فاخر کو دیکھا---

"کھڑے ہو ہم ابھی اور اسی وقت انشراح بیٹی کے گھر چل رہے ہیں---"

سفیان ملک میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ شرمندگی اور پشیمانی سے بھری نگاہیں اوپر اٹھا سکے---

آدھے پون گھنٹے کی ڈرائیونگ سے وہ تینوں انشراح کے گھر کے خوبصورت سے ڈرا ی ئ روم میں براجمان تھے---

"دادا جان آپ----"

انشراح کو ملازمہ سے جب سکندر ملک کی آمد کا پتہ چلا تو جلدی سے اپنے روم سے باہر آئی تھی--- اس کے چہرے اور آنکھوں میں خوشی و غم کے ملے جلے تاثرات تھے جو سکند ر ملک کی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکے تھے---

کیسے ہیں آپ اور آپ کب واپس آئے، مجھے ان دونوں بندروں نے کیوں کچھ نہیں بتایا--"اس نے عاطر اور" فاخر کو مصنوعی غصے سے دیکھا تھا---

انشی بھابھی دادا جان آج دو گھنٹے پہلے ہی آئے ہیں اور میں نے دادا جان کو سب کچھ بتا دیا--"فاخر نے ہلکے" سے کہا---

انشراح سے سکندر ملک کو بھیگی آنکھوں سے دیکھا اور وہ جو آنسو اس نے سنبھال کے رکھے تھے، سوچا تھا کہ کسی کے سامنے نہیں روئے گی دل برداشت نہیں کر سکا اور دریا کو بہنے کا راستہ مل گیا---

بس میری بچی میں بہت شرمندہ ہوں ان تینو ں کی تربیت اور پرورش ان بوڑھے ہاتھوں میں ہوئی ہے مگر" سفیان کی تربیت میں جانے کہاں کوتاہی ہو گئی جو آج مجھے یہ دن دیکھنا پڑ

اہے---"ہارے ہوئے لہجے میں ملبے سفر کی تھکن تھی--- ان بوڑھی آنکھوں میں نمی سی تھی

--- سکندر ملک نے انشراح کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا---

"السلام علیکم سکندر انکل---"

اسی دوران سائرہ اور نومان بھی آچکے تھے، ان کے ساتھ ساتھ جنید شاہ بھی تھے--- انشراح نے تیزی سے اپنا بھیگا چہرہ اپنے دوپٹے سے صاف کیا---

"کیسے ہیں آپ--- اور بہت بہت حج کی مبارک باد--"

سب سے علیک سلیک ہونے کے بعد وہ لوگ آرام دہ صوفے پر بیٹھ گئے تھے--

"خیر مبارک---"

انشراح بتا رہی تھی سفیان بزنس میٹنگ کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہوئے ہیں---آ گئے کیا"

وہ---؟"سائرہ ملک نے سکندر ملک کو سوالیہ نظروں سے دیکھا---

جب سے یہ آئی ہے ایسے ہی اداس اور مرجھائی مرجھائی سی رہتی ہے، عاطر اور فاخر ذرا دیر کو آجاتے تو اس" کی آواز بھی سننے کو مل جاتی تھوڑی بہت مسکراہٹ اور ہنسی بھی دیکھنے کو مل جاتی ورنہ تو سارا سارا دن اپنے "روم میں بند رہ کر گزار دیتی---

سائرہ نے تو آج سکندر ملک کے آگے اس کی شکایتوں کا پورا ٹوکرہ کھول کے رکھ دیا تھا---

ممی---"وہ منمنائی تھی---"

"ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں آپ کی ممی--- میری اتنی پیاری ہر دم چڑیا کی طرح چہچہاتی بیٹی بالکل چپ اور خاموش ہو کر رہ گئی ہے---"

سکندر ملک کو ایسا محسوس ہوا جیسے انہیں تپتے صحرا میں لا کھڑا کیا ہو--- اتنا اندازہ تو انہیں ہو گیا تھا کہ جو عزت افزائی سفیان ملک نے انشراح کی کی-- اس کی بھنک بھی ان کے کانوں تک نہیں ہے---

"دادا جان اصل مسئلہ یہ ہے کہ سفیان بھائی اگلی بار انشراح کو بھی اپنے ساتھ لے کر جائیں---"ناشتے کی ٹرالی گھسیٹتی پری وش نے شرارت سے کہا---

"اس وقت تو سب سے اچھا کام آپ نے ہی کیا ہے اس کی طلب زیادہ تھی---"نومان شاہ نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے چائے کی طرف اشارہ کیا تھا---

پری وش نے باری باری سب کو ناشتے کی پلیٹ بنا کے سرو کی مگر جمشید شاہ نے صرف چائے ہی لی تھی اور اپنے برابر میں اپنی بیٹی کے لیے جگہ بنائی---جہاں وہ بیٹھ گئی تھی ---

اسی وقت معی ید علی بھی اپنی فیملی کو لے کر آ گیا تھا-- اور حیرت انگیز بات کہ سفیان ملک بھی ان کے ساتھ تھا--- انشراح نے چپکے سے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی تھی---

بلیک کلر کی جینز پر بے بی پنک کلر کی شرٹ میں وہ خاصا ڈنی شنگ لگ رہا تھا--- مگر آنکھوں اور چہرے پر چھپی اداسی ان سبز کانچ سے مخفی نہیں رہ سکی تھی---

"یہ کیوں اتنے اداس ہیں، سب کچھ تو ان کی انشاء کے مطابق ہوا تھا---"اس کی سوچوں میں کڑواہٹ گھلنے لگی تھی---

سائرہ تو اپنے داماد پر واری صدقے جا رہی تھیں ہر چیز خود سے بڑھ کر دے رہی تھیں۔۔۔ ساتھ اس گھر کے دوسرے داماد عسکریم زیدی کا بھی خوب خیال رکھا جا رہا تھا۔۔۔

ہائے کاش ایسی آؤبھگت ہماری بھی ہو۔۔۔''عاطر نے سکندر ملک کے کان میں دھیمے سے سرگوشی کی ۔۔۔''

سکندر ملک نے چشمے کے پیچھے سے اس کو گھور کے دیکھا تھا۔۔۔

میری جان فکر کیوں کرتا ہے جہاں ہم تیری بات چلائیں گے وہ لوگ کھانا پکانے اور کھانے کے بے حد شوقین'' ہیں۔۔۔''فاخر نے تسلی دیتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا۔۔

''میرے پیچھے بہت پر پرزے نکالے ہیں تم دونوں نے۔۔۔ خیر اب آگیا ہوں ٹھیک کرتا ہوں۔۔۔''

عاطر۔۔۔''فاخر نے دھیرے سے پکارا۔۔۔''

''ہاں بول۔۔۔''

وہ جو ہم نے میٹھا بنا کے فریج میں رکھا ہے اس میں سے ایک اسپون بھی دادا جان کے منہ میں جانا نہیں'' چاہیئے۔۔''فاخر نے دھمکی دینے والے انداز میں سکندر ملک کو دیکھا۔۔۔

فکر مت کرو میرے بچو۔۔۔ وہ جو سعودی عرب سے سوٹ کیس لایا ہوں اس پر دونوں میں سے کوئی نظر بھی'' مت ڈالنا۔۔۔''سکندر ملک نے بڑے تحمل سے طنز کیا۔۔۔

عاطر اور فاخر کا ہونقوں کی طرح منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔

جبھی کہتے ہیں مت لیا کرو اپنے بڑوں سے پنگا۔۔۔ یقیناً اس بیگ میں تم دونوں کی فرمائش کردہ چیزیں ہی ہوں'' گی۔۔۔''معید علی نے مسکراتے لہجے میں کہا۔۔۔

اب تو کچھ بھی ہو جائے میں ان دونوں کو ایک بھی چیز نہیں دینے والا۔۔۔''سکندر ملک نے فاتحانہ لہجے" میں کہا اور وہاں سے کھڑے ہو کر عسکریم زیدی کے پاس جا بیٹھے۔۔۔

میں تو پوری طرح دادا جان کا ساتھ دینے والا ہوں۔۔''معی ی د علی نے نہایت دلچسپ نظروں سے ان" دونوں کو دیکھا۔۔۔

یہ ایک بات تو بتائیں آپ کے کان کیا ہر وقت ہماری جاسوسی میں ہی گے رہتے ہیں۔۔''فاخر نے آنکھوں" کو چھوٹا کر کے چیخ کے کہا۔۔۔

مجبوری ہے کیا کروں تم دونوں پر اب تو نظر رکھنا پڑتی ہے ۔۔۔''اس نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔۔"

عاطر اس مجبوری کو وقت آنے پر باپ بھی بنانا پڑتا ہے، میرا خیال ہے ابھی معی ید بھائی بگاڑنا صحیح نہیں" رہے گا۔۔''فاخر نے نہایت آہستگی سے عاطر کے کان میں تقریباً گھس کر ذو معنی بات کہی تھی۔۔۔

عاطر کو اسکی زومعنی بات کا مطلب سمجھ میں آیا تو اسنے فاخر کے ہاتھ پر زوردار تالی ماری تھی اور اونچا قہ قہ لگایا تھا.

.اچھا تو مطلب یہ خیالات ہیں تم لوگوں کے میرے بارے میں ''.معی ید علی صدماتی لہجے میں بولا"

دیکھا معی ید بھائی آپکے بارے میں ہم سب کے کتنے نیک خیالات ہیں ''..فاخر اسے چھیڑنے کی پوری" .کوشش کر رہا تھا

ٹھیک سے دیکھ لوں گا تم دونوں کو، میں تو سوچ رہا تھا کہ عسکریم اور پری وش کے ولیمے کی تقریب میں عاطر" اور مانو کی بھی منگنی رکھ دی جائے مگر اب دیکھو کیسے کرواتا ہوں یہ منگنی ''.معی ید علی نے بھی وہ تیر مارا کہ ..پہلے تو دونوں سمجھنے کی کوشش کرنے گے اور پھر جب سمجھ آئی تو عاطر کی ٹی گم ہو گئی

ارے معی ید بھائی ہم تو مذاق کر رہے تھے اور آپ بھی ناں فورا سنجیدہ ہوجاتے ہیں ..ہم تو آپکے چھوٹے" مظلوم سے بھائی ہیں "فاخر فورا منت سماجت پر اتر آیا.دونوں نے معی ی د علی کو دائیں بائیں سے گھیر لیا وہ خوب حظ اٹھا رہا تھا دونوں کی حالتوں کو خوب انجوائے کر رہا تھا---

سب اپنی اپنی باتوں میں مگن تھے،کوئی بزنس ٹاپک پر بحث و مباحثہ کر رہا تھا تو کوئی سیاست پر سنجیدگی سے تبصرہ کر رہا تھا .ہنسی مذاق، چھیڑ خانی،موج مستی سب چل رہا تھا اگر کسی کی کمی تھی تو وہ تھی انشراح..

سفیان ملک نے پورے ہال پر ایک طائرانہ نگاہ دوڑائی مگر وہ کہیں نہیں تھی اور وہ بخوبی جانتا تھا کہ وہ اس وقت کہاں ہوسکتی ہے ..وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور چلتا ہوا پری وش کی مدد سے انشراح کے

یی وہ اسکے کمرے کے اندر آگیا تھابیڈروم کے دروازے تک پہنچا تھا اور پھر بنا دستک د.

انشراح بیڈ کے پاس کھڑی بیڈ پر پڑے ریڈ اینڈ گرین امتزاج کی نگوں اور دبکوں کے کام سے مزین فراک کا جائزہ لے رہی تھی .ساتھ ہی میچنگ جیولری اور چوڑیاں بھی بیڈ پر رکھی تھیں..

سفیان ملک کے لبوں پر ہلکا سا تبسم کھلنے لگا..

آہٹ پر انشراح نے پلٹ کر دیکھا اور سفیان ملک کو دیکھ کر اپنی جگہ دنگ رہ گئی.

آج تو جیسے حیرتوں کا دن تھا مگر اسنے اپنی حیرت اس پر ظاہر نہیں کی تھی اور چہرے کے زاویے نارمل کرکے واپس اپنی پوزیشن لے لی تھی.

سفیان ملک نے اس پر ایک ندامت بھری نگاہ ڈالی تھی .اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اسکے مقابل آکھڑا ہوا.

مگر انشراح کو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا وہ ہنوز فراک کو ہاتھ میں پکڑ کر اسکا جائزہ لے رہی تھی جیسے اس کام سے بڑھ کر کچھ اہم ہی نہ ہو، جیسے سفیان ملک وہاں موجود ہی نہ ہو..

کیا معافی کی کوئی گنجائش نکلتی ہے؟ "سفیان ملک کا لہجہ دھیما مگر بوجھل سا تھا. بس ایک پل کو انشراح کے" ہاتھ ساکت ہوئے تھے مگر پھر دل کو مظبوط کر کے پھر سے اپنی پرانی جون اپنا لی..

اسکی طرف سے کوئی جواب نہ پاکر سفیان ملک نے اسکا گلابی چہرہ دیکھا جہاں ناراضگی واضح چھلک رہی تھی.

مگر اسنے بھی اپنے دل میں تہیہ کرلیا تھا کہ کوئی بھی جتن کر کے آج انشراح کو منا کر ہی رہے گا. سفیان ملک نے ہاتھ بڑھا کر وہ فراک اس سے لے لی اور بیڈ پر رکھ دی.

میری غلطی معاف نہیں کروگی؟ "سفیان ملک نے اسکا گلابی مومی ہاتھ اپنے مظبوط ہاتھ میں لے کر نہایت" اپنایت سے پوچھا.

انشراح نے ذرا کے ذرا اپنے سبز کانچ اٹھائے تھے جن میں گلے، ناراضگی، خفگی، بے رخی کے رنگ بہت نمایاں تھے.

ن لکل بھی نہیں۔ "اسنے قطعیت سے کہتے ہوئے اپنا ہاتھ اسکی مظبوط گرفت سے نکالنے کی کوشش کی مگر" مقابل اس کے لیے قطعی راضی نہیں تھا.

"تو کوئی بھی سزا تجویز کردو مگر پلیز معاف کردو"

سفیان نے بغور اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں اسکا عکس بہت نمایاں تھا.

".سزا تو مجھے ملی ہے آپ جیسے ظالم کٹھور شخص سے محبت کرنے کی جس کے سینے میں دل نہیں پتھر ہے"

Classic Urdu Material

وہ اسکے سامنے کمزور پڑنا نہیں چاہتی تھی، نہیں چاہتی تھی کہ اسکی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ بھی گرے وہ بھی سفیان جیسے بے رحم انسان کے سامنے مگر دل ہی تو ہے، درد ہونے پر روتا ہے .جو سفیان ملک کی چاہ کر بیٹھا تھا .سفیان ملک کا دل ہزار ٹکڑے ہوگیا تھا .انشراح کے آنسو اسکے دل پر گر رہے تھے.

وہ بیساختہ ایک قدم آگے بڑھا اور اس کے آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں کی پوروں میں جزب کر لیا۔

"آپ نے تو مجھے مار دیا سفیان !پیار کا درد کیا ہوتا ہے آپ نہیں جان سکتے پر میں اس درد کو سہتے ہوئے پل پل مر رہی ہوں مگر آپ نے اس درد کو مزید بڑھا دیا آپ نے کبھی مجھے اور میرے پیار کو سمجھا ہی نہیں۔ ہمیشہ مجھے عمر کا طعنہ دیا ہمیشہ مجھے ڈی گریڈ کیا ہمیشہ"

شش "سفیان ملک نے اس کے نازک گلابی پنکھڑیوں جیسے لبوں پر اپنی انگشت شہادت رکھ دی اس کی اس " شوخ جسارت پر اسے اپنے گلابی گال تپتے محسوس ہوئے پلکوں کی باڑھ اس نے نیچے گرا لی

تمہاری ہر شکایت تمہارا ہر گلہ میری پلکوں پر میں وعدہ کرتا ہوں تمہاری ہر شکایت تمہارا ہر گلہ دور کر دوں گا تمہاری ہر تشنگی مٹا دوں گا ۔بس تم مجھے ایک موقعہ دو۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ

١٤

تمھارا پور پور میرے عشق میں ڈوب جائے گا "اس کا مسکراتا لب و لہجہ اس کی دھڑکنوں کو بے ربط کر گیا

جی محبت کرنے پر تو اتنا درد ملا ہے عشق کیا تو جان سے ہی جاؤں گی "انشراح نے نروٹھے پن سے کہتے " ہوئے اپنی ستواں ناک سکیڑی

میری جان اب آپ کی یہ جان آپ کی نہیں رہی ہماری بن چکی ہے اس لئے اب اس کا خیال بھی میں "
" رکھوں گا

انشراح کی نیم رضامندی پر اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا دل تو شدت سے کر رہا تھا کہ اسے اپنی بانہوں میں لے کر خوب جھومے اس کو اپنے پیار کی والہانہ بارش میں بھگو کر اپنی شدت کا احساس دلائے

اچھا خیر چھوڑو یہ بتاؤ کہ یہ سوٹ کس کا ہے ؟ "وہ اس سے دو قدم دور ہٹی "

"یہ آج غوثیہ میرے لئے لائی ہے اس جمعے کو پری وش اور عسکریم بھائی کے ولیمے کی تقریب ہے تو۔۔۔ "

تو یہ کہ تم یہ نہیں پہنو گی۔۔ "سفیان ملک نے تیزی سے بات کاٹ دی جس پر انشراح نے سوالیہ نظروں سے دیکھا

" مگر کیوں ؟ اتنا اچھا تو ہے "

بالکل اچھا ہے میں نے کب کہا ہے ۔مگر تم میری پسند کا سوٹ پہنو گی ابھی جمعے میں دو دن باقی ہیں ۔ "
ابھی تم میرے ساتھ گھر چلو پھر کل شاپنگ پر چلتے ہیں

"آپ کو یہ خوش فہمی کیوں ہو گئی کہ میں آپ کے ساتھ جانے پر تیار ہوں "

انشراح کی گرین آن کھع

ن میں چھپی شرارت اور لبوں پر پھیلی مسکراہٹ اس کی آنکھوں سے چھپی نہ

رہ سکی

تو کوئی بات نہیں میرے بازؤں میں ابھی اتنا دم ہے کہ میں تمہیں اٹھا کے لے جا سکوں "اس نے چاہت " سے اس کی نکھری نکھری آنکھیں دیکھیں جو رونے کے بعد مزید نکھر گئی تھیں "میں جانتی ہوں آپ کے بازؤں

میں بہت جان ہے شادی کی پہلی رات جیسے آپ نے مجھے اٹھا کے صوفے پر لٹایا تھا اب ویلے ہی آپ کو وہاں لیٹنا ہو گا یہی سزا ہے آپکی"

اس کا جتاتا ہوا لہجہ سفیان ملک کو مسکرانے ہر مجبور کر گیا مگر ساتھ ہی فکر بھی لاحق ہوئی

تمہیں نہیں لگتا یہ میرے ساتھ زیادتی ہو گی "سر کھجاتا ہوا وہ ابرو اچکا کر بولا"

جی نہیں کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ حساب پورا پورا برابر ہو گا "اٹل اور مضبوط لہجے میں کہا"

تو یعنی تم اس بات پر قائم ہو کہ حساب برابر ہو گا "اس نے انشراح کی گلابی رنگت دیکھی جو گلابی ہی رنگ کے سادے سوٹ میں اس کی رنگت سوٹ کے ہم رنگ ہی ہو رہی تھی۔

سفیان ملک کی پرشوق مگر ذو معنی بات کا مطلب سمجھ کر اس کی گلابی رنگت بالکل قندھاری ہو گئی تھی۔۔

سفیان ملک اس قندھاری رنگت پر اپنے پیار و جنون کی مہر ثبت کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھا تھا۔

اختتام پزیر ************************************